

مطبوعات مؤتمِر المصنّفين ④

قادیان سے اسرائیل تک

برطانوی اور صیہونی سامراج اور قادیانیوں کے باہمی گہمے روابط و تعلقات
اسلام دشمنی کی مشترکہ سرگرمیوں اور شرمناک سیاسی کردار کا
اس صدی کا سب سے مستند واضح اور تحقیقی جائزہ

بسعی و اہتمام

مولانا سمیع الحق

مدیر ماہنامہ "الحق"

مؤتمِر المصنّفين

دارالعلوم حقانیہ، انورہ خٹک (پشاور)

DATA ENTERED

۲۹۲۷۸
۱۹۹۵

24277

جملہ حقوق بحق مؤتمر المصنفین محفوظ

قادیان سے اسرائیل تک
مؤتمر المصنفین
مؤتمر المصنفین

۷

۲۲۲

ایس بی پرنٹرز راولپنڈی

۲۰ روپے

سید نفیس الحسنی

۱۳۹۸

۱۴۰۳

کتاب

تالیف

ناشر

سلسلہ مطبوعات

صفحات

مطبع

قیمت

سرورق

طبع اول

طبع دوم

۲۰ روپے

پیش لفظ

قادیانی فرقہ مذہبی سے بڑھ کر ایک سیاسی فرقہ ہے۔ انیسویں صدی کے عظیم استعماری سامراج برطانیہ نے اپنے مکروہ سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے اسکی نشوونما میں بنیادی حصہ لیا پھر اسے اس تختی بر اعظم پاک و ہند میں سامراجی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ دوسری طرف عالم عرب کے سینہ میں جب صیہونی قوت اسرائیل کا خنجر پیوست کیا جا رہا تھا تو قادیانیت اس کیلئے ہراول دستہ ثابت ہوئی، مغربی سامراج کے زیر اثر افریقی ممالک میں بھی قادیانی جماعت ہی پس پردہ آلہ کار بنی رہی یہ حقائق اب ڈھکے چھپے نہیں رہے، مگر جتنی ضرورت تھی قادیانیوں کے اس اسلام دشمن سیاسی کردار پر کما حقہ روشنی نہیں ڈالی جا سکی، بلاشبہ علماء اسلام نے قادیانیت کے مذہبی دینی عقائد کے پہلو پر اتنا کچھ لکھا کہ اس سے اسلامی علم الکلام میں ایک وقیح اضافہ ہو گیا۔ لیکن ملت مسلمہ اور عالم اسلام کو اس مار آستین ٹوٹے کے اصل سیاسی عزائم اور مشاغل سے متعارف کرانے کا کام اب بھی وقت کا ایک اہم فریضہ ہے۔

قومی اسمبلی میں جب قادیانیت کا مسئلہ زیر بحث تھا تو ملت اسلامیہ کے موقف کے نام سے مسلمانوں کی طرف سے جو بیان دیا گیا اس کے آخری باب سیاسی حصہ میں احقر نے قادیانیوں کے اس رخ سے نقاب اٹھانے کی کوشش کی جس کے خاطر خواہ اثرات ظاہر ہوئے اور ایوان کی اکثریت محو حیرت ہو گئی، اس کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کی طرف سے ایک کتابچہ اسی موضوع پر شائع ہوا اور قادیانیوں کے ذمہ دار افراد کی طرف سے اس کا جواب دینے کی کوشش کی گئی مگر اس موضوع پر معدنی مطالعہ اور سائٹیفک انداز میں نہایت مستند اور تحقیقی مواد پر مبنی بے لاگ جہازہ کی اب بھی ضرورت تھی۔ الحمد للہ کہ مؤتمر المصنفین نے ایک فاضل رکن کو اس اہم کام پر لگایا اور انہوں نے

لفظت اللہ علی الکا ذیل

طویل محنت، عرق ریزی سے اس کام کو موجودہ شکل میں مرتب فرمایا۔ قادیانی اور غیر قادیانی
 ماخذ کے علاوہ انہوں نے یورپ کے اہم ماخذ کی چھان بین بھی کی، وسیع مطالعہ فرمایا
 اور نہایت جانفشانی سے اس مکروہ شرمناک سیاسی کردار سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی اور
 سچہ اللہ عزوجل قادیانیت کے سیاسی کاروبار پر پیش نظر کتاب کو اس صدی کی
 ایک اہم جامع مدلل اور مستند کتاب قرار دیا جاسکتا ہے۔ جسے مؤتمر المصنفین ملت مسلمہ
 کی عدالت میں پیش کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ سے التجا ہے کہ یہ حقیر سعی مشکور و بار آور ثابت
 ہو۔ خدا کرے یہ کتاب دنیا کی اہم زبانوں عربی، انگریزی، فرانسیسی اور بعض افریقی زبانوں
 میں بھی شائع ہو جائے۔ اور مصنف کی یہ محنت مسلمانوں کو اس مارا ستین جماعت
 کے اسلام دشمنی کے شرمناک کردار سے متعارف اور متنبہ کرنے کا ذریعہ بن جائے۔
 خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا ہر فرد اور دینی و ملی جماعتوں اور تنظیموں
 سے اپیل ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کتاب کو پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

سمیع الحق
 صدر مؤتمر المصنفین
 دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ننٹک

۲۶ / ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

عرض مؤلف

تحریکِ قادیانیت کی تاسیس میں کونسا خفیہ ہاتھ کام کر رہا تھا؟ برطانوی سامراج اور یہودی قوم پرستوں نے ہندوستان اور عالمِ عرب میں بے پناہ تخریب کاری کیلئے اس سیاسی تحریک کے پلیٹ فارم کو کیسے استعمال کیا؟ قادیانی مشن استعمار کے زیرِ تسلط ممالک میں کیا کردار ادا کرتے رہے؟ فلسطین مشن کی سیاسی غرض و نیت کیا تھی؟ اسرائیل کے قیام اور تعمیر کے المیہ میں قادیانی اکابر نے کن کن زاویوں سے مالی و قربانی خدمات انجام دیں؟ اس مختصر مقالے میں ایسے بہت سے سوالات کا جواب درج ہے؛ موضوع بہت وسیع اور گھمبیر ہے امید ہے کہ اہل فکر و نظر اس سامراجی صیہونی سازش کے اور بہت سے خفیہ گوشوں کو آشکار کریں گے۔ اور مذہب کے نام پر پھیلانے گئے اس شرمناک سیاسی کاروبار کی حقیقت سے ملتِ اسلامیہ کو روشناس کریں گے۔ مقالے کی تالیف میں کئی اکابرین سے انٹرویو لئے گئے اور قادیانی جماعتوں کے ذمہ دار افراد اور سابق مبلغین سے طویل ملاقاتیں کی گئیں۔ مستند ماخذ اور قادیانی لٹریچر کے حصول کے لئے بہت سے احباب نے تعاون فرمایا، خدا انہیں جزائے خیر دے۔

سید برکات احمد صاحب اجیری اور جناب شفیع فاروقی صاحب مینجر الحق اس سلسلے میں بہت ممنون ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر دے۔

میرا نچتہ یقین ہے کہ یہ مقالہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ عالی کی پُر خلوص دعاؤں اور نیک تمناؤں کا ثمرہ ہے۔ آپ کے فرزندِ جلیل مولانا سمیع الحق صاحب نے خاکسار کی پیہم حوصلہ افزائی کی۔ خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مولانا سمیع الحق صاحب کے اس ارشاد کو کہ یہ کتاب آپ کی اور ہماری آخری نجات کا سامان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔ "شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔"

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	اینگلو اسٹریٹیزم	۳	پیش نظر
۵۳	۳۔ سامراجی صیہونی آلہ کار باب ۳	۵	عرض کرکٹ
۵۳	اسلامی ملک میں سازشیں	۱۰	کتابیات
۵۶	کابل میں جاسوسی		فہرست
۵۸	ترکی حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ	۱۷	اسیاسی تحریک مذہبی روپ باب ۱
	صیہونی آلہ کار	۱۷	یہودی سامراجی گٹھ جوڑ
۶۶	۴۔ حکیم نور الدین کا دور باب ۴	۲۰	اسلامی تحریکیں
۶۷	جنگ بلقان	۲۴	ہنٹر رپورٹ
۶۹	مرزا محمود کا سفر حجاز	۲۳	برطانوی وفد کی رپورٹ
۷۰	عجمی لارنس	۲۵	مرزا صاحب کا انتخاب
۷۲	مصالح العرب	۲۷	تحریک کا آغاز
۷۲	عبرت انگریز وفات	۳۰	مہدی کا دعویٰ
۷۴	۵۔ سیاسیات دور ثانی باب ۵	۳۲	۲۔ یہودی مسیح موعود باب ۲
۷۴	ترک دشمن پروپیگنڈہ	۳۵	یہود کی تاریخ
۷۵	جنگ عظیم اول	۳۷	سیح موعود کا تصور
۷۶	سقوط بغداد	۳۹	سیح موعود اور اسلامی ریاستیں
۷۹	حجاز میں سازشیں	۴۲	یہودیت کے عناصر
۸۰	سقوط شام	۴۸	مسیح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۶	۸۔ نئے نئے مبلغ سے فتنے باب	۸۳	یہودی ریاست کا اعلان
۱۲۶	مسلح قادیانی	۸۵	مرزا محمود کی خصوصی ملاقات
۱۲۹	رائل کمیشن رپورٹ	۸۷	جنگ عظیم کا خاتمہ
۱۳۰	شرمناک ادارہ	۸۸	جنگ کابل
۱۳۳	قادیانی مجاہد	۹۰	روس میں جاسوسی
۱۳۳	عرب کانگریس شام	۹۳	ترکی میں قادیانی
۱۳۴	عرب رہنماؤں کی گرفتاری		فوجی انقلاب
۱۳۵	قادیانی صاحبزادوں کا ورود مصر	۹۶	۶۔ مرزا محمود کی لندن یاترا باب
۱۳۸	فلسطین کانفرنس لندن	۹۷	فلسطین برطانوی انتداب میں
۱۴۱	۹۔ عالمی استعمار کے گماشتے باب	۹۹	فلسطین میں ساز باز
۱۴۲	برطانیہ کے لئے جوش و فاداری	۱۰۱	دشمن میں مسلمانوں کا احتجاج
۱۴۲	بین الاقوامی سطح پر سیاسی خدمات	۱۰۳	لندن میں سرگرمیاں
۱۴۵	انگریز کے ایجنٹ	۱۰۴	کابل میں ایک قادیانی کی سنگساری
۱۴۶	تخریب کار مبلغ	۱۰۷	لندن مسجد خراب
۱۴۷	جاسوسوں کی کھوپ	۱۱۱	۷۔ لندن منصوبے کی تکمیل باب
۱۴۸	خدا کی وحی کی رو سے برطانیہ کی خدمت	۱۱۲	شمس پور قاتلانہ حملہ
۱۵۱	جاپان میں جاسوسی	۱۱۴	فلسطین مشن کا قیام
۱۵۱	جاوا میں انگریز کے جاسوس	۱۱۶	بیت المقدس کانفرنس
۱۵۲	انڈونیشیا کی آزادی اور قادیانی موقف	۱۱۹	ابوالعطا جالندہری کی سازشیں
۱۵۵	جہنم میں جاسوس ڈاکٹر	۱۲۱	ظفر اللہ کے مذاکرات
۱۵۶	مشرقی یورپ میں یہودیوں کی امداد	۱۲۱	سیاست تبلیغ
۱۵۷	البانیا اور یوگوسلاویہ میں سازشیں	۱۲۲	قادیانی فریب کار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۴	ریاستوں میں تخریب کاریاں	۱۵۹	سپین اور اٹلی میں جاسوس مبلغ
۱۸۵	کانگریس کی آغوش میں	۱۶۱	خفیہ پولیس کی نگرانی
۱۸۶	اکھنڈ بھارت کے موڈ	۱۶۱	مکہ مکرمہ میں قادیانی جاسوس
۱۸۶	دیشکن سٹی	۱۶۳	افغانی جاسوس
۱۸۶	برطانوی اسی جنس سے ساز باز	۱۶۳	برطانیہ کے وفادار
۱۸۷	ہجرت کا انکشاف	۱۶۵	۱۰۔ ایک عظیم اور قادیانی تخریب کار باب
۱۸۷	ولی منصوبے کی تکمیل	۱۶۶	قادیانی خدمات
۱۸۹	۱۲۔ اقوام متحدہ اور مسئلہ فلسطین باب	۱۶۶	سیاسی جوڑ توڑ کا مرکز
۱۸۹	نئے مبلغوں کا تقرر	۱۶۷	مفتی اعظم کے خلاف جاسوسی
۱۹۰	پاکستانی وفد اقوام متحدہ میں	۱۶۹	سرفخر اللہ کی لندن میں تقریر
۱۹۰	خصوصی مشن	۱۷۰	تبلیغی گھاتیں
۱۹۱	ذیلی کمیٹیوں کی رپورٹ	۱۷۲	سرفخر اللہ کا دورہ فلسطین
۱۹۲	شام کے ابدال یہیں بلا تھے ہیں	۱۷۳	اینگلو امریکن کمیٹی
۱۹۲	سرفخر اللہ کو فلسطینی وفد کے رہنما کا امتیاز	۱۷۳	خفیہ دستاویزات
۱۹۵	تقسیم فلسطین	۱۷۵	قادیانی میمورنڈم
۱۹۶	سرفخر اللہ اور پاکستان کا موقف	۱۷۵	اینگلو امریکن رپورٹ
۱۹۶	سرفخر اللہ و مشن	۱۷۶	سیاست تبلیغ
۱۹۹	۱۳۔ یہودی ریاست کے مسائل میں باب	۱۷۷	سرفخر اللہ شمس کی صہیونیت نوازیاں
۱۹۹	سامراجی صہیونی گھڑ جوڑ	۱۷۹	سرفخر اللہ کی امریکہ میں سرگرمیاں
۲۰۰	اسرائیلی فتوحات	۱۸۲	فلسطین میں روسی امداد کا رویا
۲۰۰	مرزا محمود کا پیغام	۱۸۳	۱۱۔ تحریک پاکستان اور قادیان باب
۲۰۱	انہرائی شرمناک سرگرمیاں	۱۸۴	برطانوی خراج تحسین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۱	عرب اسرائیل جنگ	۲۰۲	عرب افواج کی کارروائی
۲۱۳	مرزا ناصر کا دورہ یورپ	۲۰۳	مرزا محمود کا پمفلٹ
۲۱۳	افریقہ میں صیہونی لابی	۲۰۴	امریکن جاسٹس بردار
۲۱۶	تل ابیب کے ایجنٹ	۲۰۶	سٹیوں میں شمولیت
۲۱۶	یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن کا آلہ کار	۲۰۸	مرزا محمود کا دورہ دمشق
۲۱۷	مشرقی پاکستان کا المیہ	۲۰۸	قادیانی مبلغ کی امریکی صدر سے ملاقات
۲۱۹	عرب زعماء کی تشویش	۲۰۹	اسرائیلی امداد
۲۲۲	تحریک ختم نبوت	۲۱۰	پاک بھارت جنگ
۲۲۳	اسرائیلی گروپ سے ربط و ضبط	۲۱۱	خلج فارس میں تخریب کاری

کتابیات (ماخذ)

قادیانی ماخذ

- ۱- تاریخ احمدیت جلد اول تا سیزدہم، مؤلفہ دوست محمد قادیانی ربوہ
- ۲- تبلیغ رسالت، جلد اول تا دہم، مرتبہ میر قاسم علی قادیانی، قادیان
- ۳- ڈاکٹر بشارت احمد، مجدد اعظم دو حصے لاہور۔ مراۃ الاختلاف لاہور ۱۹۳۸ء
- ۴- مرزا غلام احمد، کتاب البریہ، براہین احمدیہ، کشف الغلاء، راز حقیقت، تذکرہ، نورا حق حقیقت الوحی، مسیح ہندوستان میں، ملفوظات، نشان آسمانی، حکومت انگریزی اور جہاد حقیقت المہدی، تحفہ گولڈویہ۔
- ۵- مرزا محمود احمد، برکات خلافت امیرت مسیح موعود، زندہ خدا کے زیر دست نشان، تحفہ ویلز، المیزان دی سپلٹ
- ۶- مفتی محمد صادق، قبر مسیح، واقعات صحیحہ
- ۷- خواجہ نذیر احمد، جینرلس ان ہیون آن ارتھ، لاہور
- ۸- ممت از احمد فاروقی، کسٹریبل، فتح حق، لاہور
- ۹- زین العابدین ولی اللہ شاہ، حیات آخرت، ربوہ ۱۹۵۳ء
- ۱۰- فتح محمد سیال، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات، لاہور ۱۹۲۷ء
- ۱۱- ظفر الاسلام قادیان، فضل عمر کے زیریں کارنامے، قادیان
- ۱۲- سر ظفر اللہ، تحریث نعمت، لاہور (ii) دی ایگونی آف پاکستان، لندن (iii) دی ہیڈ آف احمدیہ موومنٹ، لندن
- ۱۳- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل، تاریخ مسجد فضل لندن، قادیان ۱۹۲۷ء
- ۱۴- مبارک احمد، اور قاسم مشنرز (انگریزی) ربوہ (ii) اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ داریاں

- ۱۵۔ جلال الدین شمس، صداقت مسیح موعود، ربوہ (ii) ویڈیو جینرل س ڈائی، ربوہ، تحقیقاتی رپورٹ
۱۹۵۳ء پرتبصرہ
- ۱۶۔ محمد یوسف پشاوری، عیسیٰ در کشمیر
- ۱۷۔ مرزا طاہر احمد، ربوہ سے تل ابیت تک، ربوہ
- ۱۸۔ محمد شریف، الہدیٰ (عربی)، حیفاء، اسرائیل ۱۹۵۱ء
- ۱۹۔ غلام نبی مسلم، قیام پاکستان کے لئے احمدیہ انجمن لاہور کی جدوجہد، لاہور
- ۲۰۔ حزام دی ورلڈ پریس، قادیانی مشن لندن (مؤلف رفیق باجوہ)
- ۲۱۔ وی قادیانی نرائسے نان مسلم مائی نارٹی ان پاکستان، قادیانی مشن لندن ۱۹۷۵ء
- ۲۲۔ مولوی محمد علی، حقیقت اختلافات، النبوة فی الاسلام، مسیح موعود
- ۲۳۔ تحریک احمدیت جلد اول و دوم، انجمن احمدیہ - لاہور

غیر قادیانی ماخذ

- ۱۔ آغا شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، مرزا نیل، عجی اسرائیل، لاہور
- ۲۔ نور احمد، مارشل لاد سے مارشل لارنگ، لاہور
- ۳۔ جی الانا، قائد اعظم (انگریزی)، کراچی
- ۴۔ مست از احمد، مسئلہ کشمیر، لاہور
- ۵۔ مولانا فرید احمد، دی سن بی ہائینڈ کلاوڈز، ڈھاکہ ۱۹۷۰ء
- ۶۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، اکوڑہ خٹک،
- ۷۔ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، رئیس قادیان، ملتان (ii) ائمہ تبلیغ، لاہور
- ۸۔ فریڈرکسٹر، افغانستان
- ۹۔ محمد قمر، فاروقی، سفرنامہ اقبال، کراچی
- ۱۰۔ لطیف احمد شروانی، حرف اقبال، لاہور

- ۱۱- منیر رپورٹ ۱۹۵۳ء
- ۱۲- عبداللہ ملک، پنجاب کی سیاسی تحریکیں، لاہور
- ۱۳- اشرف غطار، کچھ پریشیاں تذکرے کچھ شکستہ داستانیں، لاہور
- ۱۴- مفتی شاہ سعادت، تحقیق یوز آسٹ سہری نگر
- ۱۵- مولانا الیاس برنی، قادیانی مذہب، لاہور
- ۱۶- مولانا ابوالحسن ندوی، قادیانیت، لاہور
- ۱۷- مولانا فیض محمد، مہر منیر (سوانح پیر ہسٹری شاہ گولڑوی)
- ۱۸- مولانا عالم آسی، الکاویۃ، امرتسر
- ۱۹- مولانا ثناء اللہ امرتسری، مرزا ثناء قادیان اور شاہ انگلستان، مرزا قادیانی وغیر ہم کراچی (مکتبہ شعیب کراچی میریز)
- ۲۰- غلام احمد پرویز، احمدیت و اسلام اور ختم نبوت، لاہور
- ۲۱- سید ابوالاعلیٰ مودودی، قادیانی مسئلہ، لاہور
- ۲۲- غلام جیلانی برق، حرف مجربانہ
- ۲۳- ملک محمد عقیل، تحریک احمدیت
- ۲۴- مولانا محمد یوسف بنوری، ربوہ سے قل ابیت تک،
- ۲۵- قادیانی مذہب و سیاست، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

انگریزی ماخذ

- ۱- انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا
- ۲- انسائیکلو پیڈیا آف ریجنز اینڈ ایسٹیکس
- ۳- انسائیکلو پیڈیا امریکن
- ۴- برٹش انسائیکلو پیڈیا

- ۵- جیوش انسائیکلو پیڈیا۔
- ۶- جیمیز انسائیکلو پیڈیا۔
- ۷- این انسائیکلو پیڈیا آف ورلڈ، ہسٹری، لندن ۱۹۶۲ء
- ۸- کیمبرج ہسٹری آف اسلام، لندن
- ۹- ڈکشنری آف امریکن بیگرافی، نیویارک
- ۱۰- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد اول و دوم
- ۱۱- ویسٹ بیگرافیکل ڈکشنری، نیویارک
- ۱۲- جے ایس سوین، اے ہسٹری آف ورلڈ سویلزیشن وہی
- ۱۳- ڈبلیو این ویج، دی ہسٹری آف ورلڈ لندن
- ۱۴- مشنری ناڈرز رپورٹ لندن
- ۱۵- ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، دی انڈین مسلمانز، کلکتہ
- ۱۶- سوشلوجیکل ریویو، لندن
- ۱۷- نکئی تی تا، دی سٹیٹ آف اسرائیل، ماسکو
- ۱۸- یو۔ ایوانو، کاشن زیونزم، ماسکو
- ۱۹- فلپ ٹائٹلی اینڈ سٹینسن دی سیکرٹ لائوز آف لارنس، لندن
- ۲۰- ایچ۔ ٹونگرگ، سیریا اینڈ لبنان انڈر فریج میڈیٹ، لندن ۱۹۵۸ء
- ۲۱- رونی گابائے، اے پولیٹیکل سٹوری آف دی عرب جیوش کانسٹراکٹ، جینوا ۱۹۵۹ء
- ۲۲- ہارچ لیس زووسکی، دی ڈل ایٹ ان ورلڈ امینرز، نیویارک
- ۲۳- ہرکس، ہسٹری آف پلستان، لندن ۱۹۴۹ء
- ۲۴- ایسکو لو، اے ہسٹری آف زیونزم، لندن
- ۲۵- ایم۔ منیا، دی بیگانہ نیویارک، ۱۹۶۶ء
- ۲۶- سامی حدادی، دی بیٹریاروسٹ، نیویارک ۱۹۶۷ء

- ۲۷۔ آرگرا سین، اسے فنیشن ری بورن، لندن ۱۹۶۰ء
- ۲۸۔ ایسی لیطور، وی ری سرکیشن آف اسرائیل، نیویارک
- ۲۹۔ بن مالیرن، دی اینڈیا آف اسے جیوش سیٹیٹ، نیویارک
- ۳۰۔ ندیم دچکی، پٹنٹس اینڈ یونائیٹڈ فنیشنرز، عمان ۱۹۶۸ء
- ۳۱۔ بن گوریال، ری برتھ اینڈ ڈیسٹنی آف اسرائیل
- ۳۲۔ گلپ پاشتا، برٹن اینڈ وی عربیز۔ سٹوری آف دی عرب لیجن
- ۳۳۔ ایس نائز، وی عرب اسرائیلی کانفلکٹ، نیویارک
- ۳۴۔ جیکب ایم لائیو۔ وی عربیز ان اسرائیل، لندن
- ۳۵۔ لیون پورس، ایگزادس، نیویارک ۱۹۶۰ء
- ۳۶۔ ڈاکٹر لیوس سینر، دی ان فون لائف آف جنیرس، امریکہ
- ۳۷۔ دونڈرا کوشک، سنٹرل ایشیا، ان ماڈرن ٹائمز، ماسکو، ۱۹۶۰ء
- ۳۸۔ جیمز مارٹن، ڈوڈ جنیرس ایرامز ام وی ڈیڈ، لندن
- ۳۹۔ فلپ متی، ہسٹری آف سیریا
- ۴۰۔ اولف کیرومادی سیکانڈ لندن ۱۹۵۷ء
- ۴۱۔ ڈاکٹر ویلیو ایف ایل برائٹ، آرکیالوجی آف فلپائن، لندن
- ۴۲۔ ٹی آر گور۔ وی اینٹنٹ ورلڈ، لندن
- ۴۳۔ سید عفاف لطفی، ایسیٹیٹ اینڈ کرومر، لندن
- ۴۴۔ لیری کونز اینڈ ڈومینیک پیرس، اوپیروشنل، لندن ۱۹۶۳ء

مقالات

- ۱۔ عجم میں کنگڈم لائسنس، سٹریٹرز اللہ، ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۹ فروری ۱۹۶۰ء
- ۲۔ تحریک قادیانیت اور صیہونیت، ماہ نامہ ترجمان الحدیث لاہور، مارچ ۱۹۶۱ء

- ۱- مرزا قادیان اور اسلامی ممالک، ماہنامہ البلاغ کراچی۔ جنوری ۱۹۶۲ء
- ۲- اسرائیل کے قیام میں قادیانیوں کا حصہ، ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور۔ جولائی ۱۹۶۲ء
- ۳- استحکام پاکستان اور مرزائیسٹ " " " اگست " " " اگست
- ۴- پاکستان کے خلاف قادیانی صیہونی گٹھ جوڑ " " " ستمبر " " " ستمبر
- ۵- اکھنڈ ہندوستان کا قادیانی منصوبہ " " " اکتوبر " " " اکتوبر
- ۶- کشمیر میں قادیانی سازشیں، ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ، پشاور۔ جنوری ۱۹۶۳ء
- ۷- مرزا قادیانی کی یہودیوں کے لئے ایک عظیم خدمت۔ ماہنامہ البلاغ کراچی اپریل ۱۹۶۳ء
- ۸- قادیان کا اسرائیل مشن، ہفت روزہ چٹان لاہور، اکتوبر ۱۹۶۳ء
- ۹- وفات مسیح کا قادیانی نظریہ۔ ماہنامہ البلاغ کراچی دسمبر ۱۹۶۳ء
- ۱۰- قادیانیوں کے خفیہ مالی ذرائع۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ۔ اپریل ۱۹۶۴ء
- ۱۱- سیاست کی خفیہ مذہبی تنظیم۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور۔ جولائی ۱۹۶۴ء
- ۱۲- قادیانی اور صیہونی اسرائیل۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ جنوری ۱۹۶۶ء
- ۱۳- اسرائیل میں قادیانی مشن " " " فروری " " " فروری

مجلات و جرائد

۸- ماہنامہ فرقان - قادیان	الفضل - قادیان
۹- " الفرقان - ربوہ	الفضل - لاہور
۱۰- ہفت روزہ المصلح کراچی	الفضل - ربوہ
۱۱- " لاہور - لاہور	الحکم - قادیان
۱۲- ماہنامہ تحریک جدید	البدیع - " "
۱۳- " انصار اللہ - ربوہ	ریویو آف ساریلیجز، اردو، انگریزی
۱۴- تشیخ الملائکان - قادیان	فاروق - قادیان

- ۳۰- ماہنامہ البسلاخ - کراچی
- ۳۱- سیارہ ڈائجسٹ - لاہور
- ۳۲- اردو ڈائجسٹ - " "
- ۳۳- نوائے وقت - " "
- ۳۴- پاکستان ٹائمز - لاہور - راولپنڈی
- ۳۵- مارننگ نیوز - کراچی
- ۳۶- ہفت روزہ اوٹ لک کراچی ۱۹۴۰ تا ۱۹۴۲ء
- ۳۷- ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور ۱۹۴۱ تا ۱۹۴۳ء
- ۳۸- ہفت روزہ الحدیث - " "
- ۳۹- تائید اسلام - لاہور - ۱۹۳۳ تا ۱۹۳۶ء
- ۴۰- وی ٹریف - نامہ جیریا
خلافت لائبریری - ربوہ
- ۴۱- ایسٹ افریقن ٹائمز - خلافت لائبریری (ربوہ)
جون ۱۹۵۶ - دسمبر ۱۹۵۷ء
- ۴۲- البشری، فلسطین / اسرائیل (خلافت لائبریری ربوہ)

- ۱۵- تشیخہ لادان - ربوہ
- ۱۶- پیغام صلح - لاہور
- ۱۷- ماہنامہ روح الاسلام - لاہور
- ۱۸- لائٹ - لاہور
- ۱۹- خالد - ربوہ
- ۲۰- زمیستار - لاہور
- ۲۱- ڈان - کراچی
- ۲۲- کوہستان - راولپنڈی
- ۲۳- جنگ - راولپنڈی - کراچی
- ۲۴- ہفت روزہ زندگی - لاہور
- ۲۵- ہفت روزہ طاہر - " "
- ۲۶- ہفت روزہ چٹان - " "
- ۲۷- ہفت روزہ لولاک - لائل پور
- ۲۸- ہفت روزہ المنیر - " "
- ۲۹- ماہنامہ الحق - اکوڑہ تنگ

سیاسی تحریک — مذہبی بہروپ

انیسویں صدی کے آخری سالوں میں برطانوی سامراج کے زیر تسلط ہندوستان کے علاقے مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان سے مرزا غلام احمد نامی ایک شخص نے مذہبی اصلاح کے نام پر ایک تحریک کی نیا اٹھائی جسے انہوں نے بعد میں احمدیت کا نام دیا۔ آپ مغل برلاس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک جاگیر دار مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے برطانوی سامراج کو ہر طرح سے امداد پہنچائی۔ غلام مرتضیٰ اور ان کے بڑے بیٹے غلام قادر نے انگریزی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ ترموں (گورداسپور) کے گھاٹ پر مجاہدین آزادی کو تہ تیغ کرنے میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس ملت کشی کے صلے میں برطانوی سامراج نے اس خاندان کو انعام و اکرام سے نوازا اور ان کے ملت فروشانہ کردار کی تعریف کی۔

سر سید گلشن کی تالیف 'پنجاب چیفس' میں اس خاندان کی برطانوی راج کے قیام کے لئے خدمات کا اعتراف موجود ہے۔ یہ دستاویز اسی لئے مرتب کی گئی تھی کہ ان خاندانوں کو مستقبل میں نوازا جائے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جسے انگریز غدار قرار دیتا تھا، اس کا ساتھ دیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی متعدد تالیفات میں اپنے خاندان کی

سامراج کے لئے خدمات اور وفاداریاں گنوائی ہیں۔

یہودی سامراجی گٹھ جوڑو | مرزا غلام احمد کی تحریک کی ابتداء اس کے مزاج اور اس کی

حقیقی غرض و غایت سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک تو برطانوی سامراج

کی سیاسی پالیسی پر نظر رکھنی ہوگی، دوسرے یہودی تحریک قومیت۔ صیہونیت، ۱۸۹۷ء

کے رہنماؤں اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے روابط کا جائزہ لینا ہوگا۔ اس پس منظر میں قادیانی

تحریک کے کردار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی سول سروس

کے یہودی افسر اس تحریک کی کامیابی کے لئے ہر سطح پر کوشاں تھے، دراصل وہ ہر ایسی

تحریک کے قیام اور اس کی سرپرستی کے لئے بیتاب تھے جو برطانوی سامراج کے توسیع

پسندانہ اغراض اور صیہونیت کے سیاسی عزائم کے دوسرے مقصد کو پورا کرنے کی

اہل ہو۔ ان دونوں طاقتوں کا برطانوی شاہنشاہ ترکی کی عظیم سلطنت تھی جسکو ٹکڑے ٹکڑے

کر کے ہی علاقائی توسیع پسندی اور فلسطین میں یہودی ریاست کے خواب کو پورا کیا

جاسکتا تھا۔

یہ حقیقت پیش نظر ہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں رسل اوتھمیل پاس

ہونے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس میں اعلیٰ

عہدے حاصل کر کے برطانوی نوآبادیات میں قدم جا رہے تھے۔ جدید سیاسی افکار نے

یہودی اور عیسائی کے مذہبی امتیازات کو ختم کر دیا تھا۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانیہ

لے کتاب البریہ (۱۸۹۷ء) تحفہ قیصریہ (۱۸۹۷ء) کشف الغطاء (۱۸۹۸ء) تریاق القلوب (۱۹۰۲ء)

لے اس سلسلے کی دلچسپ بحث سابق مبلغ اسرائیل، محمد شریف قادیانی نے مرزا غلام احمد کی تالیف

الحدی کے عربی ترجمہ کے مقدمے میں کی ہے۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۵۱ء میں مطبع احمدیہ حیفہ، اسرائیل سے طبع ہو

کر قادیانی مشن اسرائیل سے شائع ہوئی۔

کے تین وزراء اعظم — سالسبری، گلڈسٹون اور روزبری — میں سے اول الذکر کٹر یہودی تھا اور دوسرے دو یہود نوازی اور ترک دشمنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ تحریک صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھیوڈور ہرزل نے جب عثمانی حکومت کے قبضے سے فلسطین کو آزاد کرنے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے مضبوط روابط قائم کرنے اور ایک مشترکہ سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مذاکرات کا آغاز کیا۔ یہودی ریاست کے سوال پر برطانوی سیکرٹری نوآبادیات جوزف چیمبرلین اور ہرزل کی طویل ملاقاتیں ہوئیں جن کے نتیجے میں برطانیہ نے یوگنڈا میں یہودی ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی لیکن یہود برداری نے اسے مسترد کر دیا۔ ۱۹۰۲ء میں دنیا کے تمام ممالک میں یہودیوں نے صیہونیت کے پروگرام کے مطابق یہودی ریاست کے قیام کے لئے وسائل کو بروئے کار لانے کی جدوجہد کو تیز کر دیا۔ اس کی بڑی وجہ برطانیہ میں آر تھرجے بالفور کا وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہونا تھا۔ بالفور سابق وزیر اعظم برطانیہ سالسبری کا بھتیجا تھا، اور اس کی برلین یونینٹ وزارت (۱۸۸۶ء تا ۱۸۹۲ء) میں چیف سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہ چکا تھا۔ یہ وہی بدنام زمانہ یہودی ہے جو اعلان بالفور (۱۹۱۷ء) کا مجوز تھا۔ اپنے دور وزارت (۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۵ء) میں اس نے صیہونیت کے فروغ کیلئے زبردست تحریک چلائی اور دنیا کی تمام صیہونیت نواز (PRO-ZIONIST) تحریکوں کی بھرپور مدد کی۔ ۱۹۰۵ء میں سر بیٹران وزیر اعظم برطانیہ بنا، فارن سیکرٹری سر ایڈورڈ گرے سے اس کا معتمد تھا۔ انہوں نے اپنے پیشروؤں کی ترک دشمن پالیسی پر پورا پورا عمل کیا، اس عہد میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن (۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۷ء) ہندوستان کو بیس بنا کر مشرق وسطیٰ میں سامراجی سازشوں کی تکمیل میں سرگرم رہے۔ یہ تاریخی حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ یہود کے سیاسی

۱۷ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، زیرنظم

مفادات کے تحفظ کے لئے ہندوستان کی سول سروس کے بعض غیر یہود افسر بھی سرگرم عمل تھے جو اینگلو اسرائیلی ایسوسی ایشن لندن کے اراکین تھے اور مختلف فوجی اور انتظامی عہدوں پر فائز تھے جن میں فوج کے جنرل اور گورنر تک کے عہدے شامل تھے۔ یہ لوگ صیہونیت کے عمومی مقاصد کی تکمیل میں کوئی کسر اٹھانہ رکھتے تھے۔

اسلامی تحریکیں | بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف سامراجی صیہونی سازش

کی جا رہی تھی، لیکن اسلامیان عالم خصوصاً ہندوستان کے مجاہدین آزادی اپنی تمام تر مجبوریوں کے باوجود انگریزوں کے جابرانہ تسلط کے خلاف نبرد آزما تھے۔ ۱۸۶۳ء میں امبیلہ (شمال مغربی سرحد) کے مقام پر سید احمد شہید کے پیروکاروں نے برطانوی افواج سے اس جرات و پامردی سے مقابلہ کیا کہ خود برطانوی جنرل براؤن لو، کینز وغیرہ ان کی شجاعت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۷۱ء تک سرحد کے غیور مجاہدوں نے اپنے خون سے آزادی کے چین کی آبیاری کی۔ یہ سلسلہ برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا تھا اور جہاد کا اعلان کر کے مسلمان جو سرفروشانہ کارنامے سرانجام دے رہے تھے، ان سے انگریزوں کو خورندہ تھا، ان تحریکوں کی روک تھام کے لئے اس نے پورے ہندوستان سے گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا۔ انبالہ، پٹنہ، مالہ اور راج محل میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے گرفتار کئے جانے والے مجاہدوں پر مقدمات چلائے گئے، کئی مجاہدوں کو حبس و دواں بعبور دریائے شور کی سزائیں دی گئیں لیکن انگریزوں کا جبر و تشدد ان لوگوں کے جذبات آزادی کو دبانے میں انیسویں صدی میں سامراجی طاقتوں کے نوآبادیاتی عزائم اور استعماری سازشوں کی خوشچکال داستان کئی ابواب پر مشتمل ہے، اس کے ڈانڈے ۱۷ویں صدی کے صنعتی انقلاب

۱۷ سو شوو جیکل ریویو، لندن، مارچ ۱۹۶۸ء۔ مقالہ از جے ولسن

۱۸ اولف کیرو، دی پٹھانز، میکلیڈن لندن ۱۹۶۵ء ص ۲۶۶

”مسلمان اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں کہ کافر حکومت کے خلاف جہاد کریں اور ملک کو ان سے نجات دلائیں۔“ ہنٹر لکھتا ہے:

”جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان کے شدید جوش، تعصب، تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحرک کر سکتا ہے۔“

اس رپورٹ نے انگریزی کی نظریں مسلمانوں کی سیاسی پوزیشن کو مزید مثبت بنا دیا۔ انہیں ایسے باغی سمجھا جانے لگا جو، ۱۸۵۷ء کی جنگ کی طرح کسی بھی وقت جہاد کا نعرہ بلند کر کے میدان میں آنکلیں گے، اس لئے جس قدر ممکن ہو سکے انہیں سیاسی اور معاشی طور پر مفلوج کیا جائے اور دینی لحاظ سے ان معتقدات کے خلاف جو برطانوی اقتدار کے لئے خطرے کا باعث ہوں ایک ایسا محاذ قائم کیا جائے جو ان کی ہزر رسانی کو ختم کر دے۔ برطانوی راج کے لئے سازگار مضا قائم کر سکے یا کم از کم ان عقائد کے پس پردہ پائی جانے والی جذباتی اپیل کو سرد کر دے۔

برطانوی وفد کی رپورٹ | انگریز نے مذہبی سطح پر ایک ایسی تحریک منظم کرنے کے متعلق جو ان کے سیاسی عزائم کی تکمیل میں مدد دے پورا پورا غور کیا۔ ۱۸۶۹ء میں انگلستان سے برطانوی مندوبوں، اعلیٰ سیاست دانوں، ممبران پارلیمنٹ اور سی بی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ان امور کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان وارد ہوا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے حقیقی محرکات کیا تھے۔ اس میں مسلمانوں نے کیا کردار ادا کیا، ہندوستان کے مذاہب خصوصاً اسلام کے اندر سے ایسی کونسی تحریک اٹھائی جائے جو ان کی وحدت کو توڑ کر ان کو اتنا کمزور کر دے کہ وہ کسی اجتماعی تحریک میں حصہ نہ لے سکیں، اور اس طرح برطانوی حاکمیت کیلئے

لٹل ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، دی انڈین مسلمانز، کامریڈ پبلشرز، لکھنؤ، ۱۹۲۵ء

پیدا شدہ خطرات کا سدباب ہو سکے ورنہ سول سروس کے افسروں خصوصاً ہیروئوں سے ملاقاتیں کیں انٹیلی جنس کی رپورٹیں ملاحظہ کیں اور سیاسی حالات کا تقابلی مطالعہ کیا۔

ایک سال بعد ۱۸۷۰ء میں لندن میں وفد کے اراکین نے ایک کانفرنس بلائی جس میں ہندوستان کے نمائندہ مشنریوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ برطانوی کمیشن اور مشنریوں کی طرف سے ہندوستان میں مذہبی تخریب کاری کے پروگرام کی دو الگ رپورٹیں پیش ہوئیں جن کو لکھا کر کے

ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود (THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRE IN INDIA)

کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ اس کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، جس میں انگریز نے اپنی سامراجی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک ایسی مذہبی نبوت کی ضرورت بیان کی ہے۔ جو مسلمانوں میں سے اٹھ کر الیاد دعویٰ کر دے اور ان کی ہدایات پر کام کرے۔ مشنری فادرز

رپورٹ کا متعلقہ اقتباس ملاحظہ ہو :-

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country kindly follow their 'Peers' their spiritual leaders. At this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already empowered the native governments mainly persuing policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. At now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

Extract from the printed Report, India Office Library, London).

ترجمہ :- ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت انڈھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کیلئے تیار ہو کہ اپنے لئے نعلی بنی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی، لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا، اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی۔ لیکن اب جبکہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر اقتدار جمالیا ہے۔ اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں سے داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔

(مطبوعہ رپورٹ سے اقتباس، انڈیا آفس لائبریری لندن)

مرزا صاحب کا انتخاب | مرزا غلام احمد کی ابتدائی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معمولی سی دینی تعلیم حاصل کی، آپ کے والد نے سکھوں کے عہد میں چھین جانے والی جاگیروں کی بازیابی کے لئے مقدمات قائم کر رکھے تھے۔ اور انگریزوں کے تعاون سے ان پر دوبارہ قابض ہونے کی فکر میں ۱۸۶۴ء میں آپ نے انگریزوں سے مل ملا کر ایکویسیا کورٹ کی کچہری میں اہل مد کی ملازمت دلوادی۔ اس دوران آپ نے یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کئے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا۔

۱۸۶۸ء کے لگ بھگ سیاقوٹ میں ایک عرب محد صالح وارد ہوئے، کہا جاتا

ہے کہ ان کے پاس جرمن شریفین کے بعض مفتیاں کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دارالحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریزوں کے مجبوروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کر دیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کئے گئے ایک ایچی گریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیکورٹی کچہری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکینسن (PARKINSON) نے تفتیش کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے اس نووارد عرب کا رابطہ تھا۔ دوران تفتیش ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ یہ خدمت مرزا صاحب نے ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکینسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

ایک اور واقعہ جسے مرزا صاحب کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے وہ پادری ٹلر ایم۔ اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی انٹیلی جنس کا ایک رکن تھا اور مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لئے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ ۱۸۶۸ء میں ٹلر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف سیرت مسیح موعود میں لکھتے ہیں :

”ریورنڈ ٹلر ایم۔ اے جو سیکورٹی مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لئے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا کس طرح تشریف لائے

وہ لوگ جو ان کے خلاف باغیانہ خیالات رکھتے تھے اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کی فرصت کے قائل تھے۔ انہیں نہایت سخت الفاظ میں مخاطب کیا اور بڑے گھٹیا لہجے میں ان کی مذمت کی ساتھ ہی یہ اعلان کیا کہ جہاد کرنے کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ برطانوی سامراج کی مدح و ستائش اور ان کے ظلم و جبر کے علی الرغم ان کی حمایت نے قادیانی تحریک کے عزائم کو آشکار کر دیا۔ جہاد کی مخالفت اور سامراجی تسلط کے جواز میں تیار کئے جانے والے لٹریچر کی تقسیم کا سلسلہ ہندوستان تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کئی ہزار روپیہ پٹے سے صرف کر کے اس لٹریچر کے عربی اور فارسی تراجم دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں بھجوائے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان میں جہاد حرام تھا تو ان تمام ممالک میں جو سامراجی طاقتوں کے خلاف صفا آ رہے تھے، جہاد کیوں حرام ٹھہرا دوسرے یہ ہزار روپیہ کن ذرائع سے مرزا صاحب کے پاس آیا آپ کی مالی پوزیشن زیادہ اچھی نہ تھی اور تحریک کے آغاز سے پہلے آپ کے پاس کتاب چھپوانے کے لئے رقم نہ تھی اور آپ کو اللہ کے کافی ہونے کے الہامات ہو رہے تھے۔ اتنی کثیر رقم کو محض انگریزی حکومت کی برکات گنولنے کے لئے بے دردی سے صرف کرنا بھی بڑی ہمت کا کام ہے، اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس لٹریچر کی تقسیم کے کون لوگ ذمہ دار تھے اور وہ کس طریقے سے اسے بلاد اسلامیہ میں پہنچاتے تھے؟

ایسے کئی سوالات ہیں جو ایک شخص کے ذہن میں ابھرتے ہیں ان سوالوں کے جوابات قادیانیت کے سیاسی مزاج کی روشنی میں معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ برطانوی صیہونی ذرائع اس مواد کی تشہیر و اشاعت کے ذمہ دار تھے اور انٹیلی جنس کے

لہ ریویو آف ریلیجنز، قادیان، مارچ ۱۹۰۵ء

۱۶۲ تبلیغ رسالت جلد ششم، مؤلفہ میر قاسم علی، قادیان ص ۱۶۲

اراکین اسے عرب دنیا میں پھیلاتے۔ قادیان نے سامراج اور صیہونیت کے بین الاقوامی پروگنڈا مرکز کی حیثیت حاصل کر لی تھی اور اس سازش کو ایک ننگ دین اور ننگ وطن طائفہ پروان چڑھا رہا تھا جس کا سربراہ مرزا غلام احمد تھا جو نئے نئے روپ دھار کر لوگوں کے سامنے آتا۔

ہمدی کا دعویٰ | مذہبی مصلح اور مجدد کے دعوؤں کے بعد ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے ہمدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ہمدی کے اسلامی عقیدہ کے برعکس خود کو ایک امین پسند اور صلح جو ہمدی بتایا جو جنگ و خونریزی کو مٹانے آیا ہے بلکہ لیکن اس خونریزی، جنگ اور ظلم کو نہیں جو انگریز اور دیگر سامراجی طاقتوں کی طرف سے ایشیا، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں جاری تھا اور جس کا بڑا نشانہ ترکی حکومت تھی بلکہ اس کا مقصد آزادی پسندوں کی مدافعت کو کوششوں کا خاتمہ کرنا اور مسلمانوں کی سامراجی طاقتوں کے خلاف جدوجہد کی روک تھام کرنا تھا تاکہ ان کی آزادی کے تحفظ کے لئے کوششیں سر دپڑ جائیں۔

مرزا صاحب کی متعدد تحریرات میں سے ایک سطر بھی آپ کو ایسی نہ ملے گی جس میں انگریز کی جارحیت اور آزاد ریاستوں کو محکوم بنانے کی مذموم پالیسی کی مذمت ہو بلکہ ہر جگہ انہوں نے خدا کی وحی کی رو سے آزادی پسند مسلمانوں کو لعن طعن کی ہے کہ وہ انگریز کی حاکمیت کے خلاف ہیں اور جنگ و جدل اور جہاد کے باطل نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔

ہمدی کا دعویٰ کر کے مرزا صاحب نے ہندوستان کے علاوہ افریقہ میں برطانوی سامراج کی خدمت انجام دی۔ مشرق وسطیٰ میں بالعموم اور مصر میں بالخصوص انگریز کے خلاف تحریک آزادی جاری تھی، انیسویں صدی کے وسط میں مصر میں اعرابی پاشانے

سامراجی مظالم کے خلاف جہاد کیا لیکن ان کی تحریک حریت کو برطانیہ کے سفاک جرنیل بوکا منپ سیور نے کچل ڈالا۔ مصری افواج کو تل الکبیر کے مقام پر شکست ہوئی اور ۱۸۸۲ء میں سرگرنٹ ورنے نے قاہرہ پر قبضہ کر لیا۔ اعرابی پاشا گرفتار کر کے سیلون (سری لنکا) جلا وطن کر دئے گئے اور مصر کے نظم و نسق کے حقیقی اختیارات برطانوی قونصل جنرل ایولن بارنگ کے پاس چلے گئے۔

مصر پر انگریز کاپوری طرح سے تسلط جنے نہ پایا تھا کہ ۱۸۸۲ء میں سوڈان میں محمد احمد نے تحریک جہاد کا اعلان کر دیا آپ ہی کو مہدی سوڈانی کہا جاتا ہے۔ ۱۸۸۳ء میں آپ کے درویشوں نے العبید کی لڑائی میں برطانوی افواج کو عبرت ناک شکست دی۔ ۱۸۸۵ء میں انہوں نے برطانیہ کے مایہ ناز جرنیل گورڈن کو قتل کر کے خرطوم پر قبضہ کر لیا۔ اس عظیم فتح کے ایک روز بعد ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو مہدی سوڈانی وفات پا گئے لیکن ان کے بیٹے عبداللہ نے خلافت کے قیام کا اعلان کر کے ایک ماہ کے اندر اندر پورے سوڈان پر حکومت قائم کر لی۔

تحریک مہدیت کے افریقہ اور مشرق وسطیٰ کی سیاست پر دور رس اثرات پڑے۔ سوڈان میں اسلامی حکومت کا قیام سامراج کے سیاسی مفادات کے لئے تباہ کن تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ بڑھتا جا رہا تھا انگریز نے اس حکومت کے خاتمہ کے لئے سیاسی حکمت عملی کے طور پر ہندوستان کے نئے مدعی مہدیت کو جو ان کا سیاسی پھوٹھا۔ مہدی سوڈانی کی تحریک کے خلاف استعمال کرنے کی سازش کی اس طرح ایک آزادی پسند مہدی اور ان کے خلیفہ کے خلاف تادیبان کے سامراجی پھونسنے مذہبی مجاز

۱۔ ابن النائم پڈیا آف ورلڈ ہسٹری، ولیم اینڈ لینگ، لندن ۱۹۷۲ء، زیر غلط ایپی پٹ

۲۔ افریقہ میں برطانوی سامراج کی ریشہ دوانیوں کے سلسلے میں سید عفاف لطفی کی کتاب ایپی پٹ

سنڈ کرومر، جان مرسے لندن ۱۹۶۸ء باب دوم ملاحظہ فرمائیں۔

کھڑا کر دیا تاکہ فکر و نظر کے انتشار کو ہوا دی جاسکے۔ ہم ہدی سوڈانی اور ان کے صاحبزادے عبداللہ کے سیاسی کردار کا مرزا قادیانی کے دعوؤں سے تقابل کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنی بے سرو سامانی اور بے بضاعتی کے باوجود انگریزوں کو لٹکارا اور انہیں پے در پے شکستیں دیں۔ مسلمانوں کو محکومی سے نجات دلائی اور انہیں ایک مرکز پر جمع کیا۔ اس کے برعکس مرزا صاحب نے اسلام دشمن طاقتوں کے جابرانہ تسلط کے لئے خدا کی وحی کی تائید ہیتا کی۔ جہاد کی مکمل تفسیح کا راگ الاپا اغیار کی غلامی کو رحمت اور خدا کا عظیم فضل بتایا اور وحدتِ اسلامی کو پاش پاش کرنے کی سازش کی۔ انہوں نے سوڈان میں قائم ہونے والی حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی اور غیر ملکی تسلط کے خلاف نبرد آزما ہونے والے ہدی کو خونی، قاتل اور ڈاکو قرار دیا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ سوڈان کے شیخ محمد احمد نے خود کو ٹی دعویٰ نہ کیا۔ سید جمال الدین افغانی کا اصرار تھا کہ آپ ہدی ہونے کے دعوے کی تردید نہ کریں کیونکہ اس طرح مسلمانوں کو ایک ولولہ نوعطا ہوگا۔ اور جہاد کی تحریک کو تقویت ملے گی۔ شیخ موصوف سے ان کے ایک دوست نے ایک نجی محفل میں سوال کیا کہ کیا آپ واقعی ہدی معبود ہیں یا لوگوں میں اس نام سے مشہور ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ فرنگیوں کو سوڈان سے نکلانے کے لئے اگر مجھے شیطان بھی بنا پڑے تو میں تیار ہوں۔

ہدی کا دعویٰ کر کے مرزا صاحب نے مصر میں لٹریچر کی تقسیم میں اضافہ کر دیا تاکہ سوڈان میں سامراجی مفادات کا تحفظ ہو سکے، ان کی کتاب حقیقت الہدی ان کے پسند خیالات کی آئینہ دار ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی متعدد تحریرات میں ان ملت فروشانہ کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جو رسالہ الحجاز المسیح پیر مہر علی گوڑوی کے مقابل پر لکھا اسے مناسب سمجھا کہ :

”بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیموں کیونکہ اس کتاب

کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے، اور میں نے
 بائیں برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں
 جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں اس وجہ سے
 میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پاگئی ہیں جو لوگ
 درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں
 وہ فی الفور چڑھ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ رسالہ
 کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المینار (علامہ رشید رضا)
 کو بھی پہنچا دیا گیا تاکہ اس کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو اور مجھے معلوم ہے
 کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا
 ضرور مبتلا ہے جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر
 سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی! لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے
 کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ہم لوگ
 اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے
 ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ ۱۷

مرزا صاحب نے پیر مہر علی گورٹوی کے خلاف جو طوفان بدتمیزی بپا کر رکھا تھا۔
 اس میں اور باتوں کے علاوہ اس امر کو بھی دخل تھا کہ پیر صاحب اور ان کے مرید اعلان کرتے
 رہتے تھے کہ مرزا ہندویت کے دعویٰ میں کاذب مطلق ہے اور ہدی سنوسی اذوقہ والے
 قابل تعریف ہیں۔ وہ پورے پورے عالم اور عامل بالمحدث والقآن ہیں اور ان میں تمام آثار
 ہدی موجود ہیں۔ ۱۸

۱۷ تبلیغ رسالت جلد دوم، میر قاسم علی قادریانی، قادیان ص ۲۶

۱۸ مفتی محمد صادق قادریانی، واقعات مسیحہ، شائع کردہ انجمن فرقانیہ لاہور، مطبع انوار احمدی لاہور

یہودی مسیح موعود

۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ خدا نے انہیں وحی کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ طبعی وفات پا چکے ہیں اور تو مسیح موعود ہے۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ قرآن حکیم کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں حالانکہ اس سے پہلے آپ حیات اور آمد مسیح کے قائل تھے، اس کے بعد آپ نے احادیث میں مذکور آنے والے مسیح کو مثیل مسیح کے عنوان سے اپنی ذات پر چسپاں کر لیا۔

اسلامی عقیدے کی رو سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا خدا نے اپنی طرف رفق کر لیا۔ آپ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے، احادیث میں کسی مثیل یا بروز کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اس کے برخلاف مسیح موعود کا ایک غیر اسلامی تصور ہے۔ مرزا صاحب نے بڑی عیاری سے یہودی مسیح موعود کا روپ دھارا، انہوں نے مسیح علیہ السلام کی طبعی وفات کا ڈھنڈورا پیٹا، نصوص قرآنیہ کی تاویلات کیں اور احادیث کو یک قلم موقوف کرتے ہوئے اپنے الہام کی رو سے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں ان کا الہام حدیث و قرآن دونوں پر حاوی ہوا اور جو کچھ اس میں کہا گیا تھا وہ ان کے دعویٰ کی اصل بنیاد قرار پایا۔

مذہبی بحث سے قطع نظر ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے تحریر کیا ہے کہ مسیح موعود کی اصطلاح قطعاً غیر اسلامی ہے اور اس کا سراغ مودبانہ (یہودی، پارسی) تصورات میں لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس تصور کو یہودی باطنیت میں مرکزی حیثیت حاصل تھی اور یہ اس کا جزو لاینفک رہا ہے۔ اسلام کے دورِ اول کی تاریخ اور مذہبی ادب میں اس اصطلاح کا وجود نہیں ملتا۔ مرزا صاحب ایسے ہی مسیح موعود تھے۔ مسیح موعود کے اس تصور کو یہودی تاریخ میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ یہود نے اپنی ریاست کے قیام کے لئے مختلف ادوار میں جو تحریکیں چلائیں ان کے پس پردہ یہی تصور کار فرما تھا۔

مناسب معلوم دیتا ہے کہ یہود کے تصور مسیح موعود اور مرزا صاحب کے دعوے پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے کیونکہ علمائے حق ابھی تک وفات و حیات مسیح علیہ السلام اور رفع اور توفیٰ کی بحث میں الجھے ہوئے ہیں اور مرزا صاحب کے اصل دعوے کی طرف توجہ نہیں دیتے بلکہ اسے یوں کہنا چاہتے ہیں کہ مرزا اور اسکی امت نے اس خوبی سے اصل دعوے کو ان مباحث میں الجھا دیا ہے۔ کہ باری النظر میں اس حقیقت کو جاننا مشکل ہو گیا ہے۔

یہود کی تاریخ | عہد نامہ عتیق کے مطابق ابراہام (علیہ السلام) کے دو بیٹے اشمائیل (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اور اصحاق (حضرت اسحاق علیہ السلام) تھے۔ اصحاق (علیہ السلام) کے بڑے بیٹے عیسو تھے جو اشمائیل (علیہ السلام) کے داماد تھے اور چھوٹے بیٹے یعقوب (علیہ السلام) تھے انہی کا دوسرا نام اسرائیل (اللہ کا بندہ) ہے۔ جن کی نسل بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ عہد نامہ کی رو سے اسرائیل کے بارہ بیٹے تھے جن میں بڑے یہود اور چھوٹے بنیامین تھے۔ یہود اور بنی یامین کی نسل فلسطین کے علاقے یہودیہ میں آباد تھی۔ اس علاقے کے رہنے والوں کو یہود کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام یہود

نسلی لحاظ سے بنی اسرائیل ہیں لیکن تمام بنی اسرائیل یہود نہیں گو اب یہ لفظ بلا تفریق مستعمل ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (۱۲۳۰ ق-م) میں اسرائیلیوں کو شریعت عطا کی حضرت
داؤد علیہ السلام (۱۰۰۴ ق-م تا ۹۶۳ ق-م) اور حضرت سلیمان علیہ السلام (۹۶۳ ق-م
تا ۹۲۳ ق-م) نے ان کو ترقی کے باوجود تک پہنچایا۔ آکھویں صدی ق-م میں اسرائیلی
شمالی اور جنوبی قبائل میں بٹ گئے۔

شمالی قبائل (بنی اسرائیل) دس قبائل کہلاتے ہیں ان کا دار الحکومت سمیریہ تھا۔ جنوبی
قبائل خدائے نادیدہ کے پرستار تھے اور ان کے حکمران حضرت سلیمان علیہ السلام کے
بیٹے جیرو بام تھے۔

۷۲۱ ق-م میں اسیریا (اشوریہ) کے شاہ تلمندر (جدید تحقیق کے مطابق ساگن دوم)
نے شمالی دس قبائل بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ ان کے ۲۷ ہزار ۲۹۰ افراد کو قیدی بنایا اور
توریت کے مطابق ان افراد کو فرات پار اسارہ دھکیل دیا جو ایران کا مغربی حصہ میدیا تھا
اسے اسرائیل کی پہلی اسیری کہتے ہیں۔

۵۸۶ ق-م میں بابل کے شاہ بخت نصر نے یہود کے جنوبی قبائل پر حملہ کر کے ان
کے بہت سے آدمیوں کو قیدی بنایا اور یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ قرآن حکیم
۱۵/ اور عہد نامہ عتیق میں صحف حزقیل اور زکریا میں ان واقعات کی تفصیل مذکور ہے۔
اس تاریخی حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ ۷۲۱ ق-م میں بنی اسرائیل کے دس

۱۔ جے ایس سورین، اے ہسٹری آف ورلڈ سولیزیشن، دہلی ص ۱۲۲

۲۔ ڈبلیو این، ڈیج، دی ہسٹری آف ورلڈ، اودھم کینی لندن، باب اسرائیل۔

۳۔ فلپ کے جی، ہسٹری آف سیریا، ص ۲

۴۔ تفصیل کے لئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، باب زیونزم ملاحظہ فرمائیں۔

قبائل گم نہیں ہوئے تھے بلکہ ۲۷ ہزار افراد ایران کے مغربی حصوں میں کچھ عرصہ جلاوطن رہے اور بیشتر افراد واپس اپنی قوم میں چلے گئے۔ ایسے ہی ۱۳۵ سال بعد نجات نصر کے حملے (۵۸۶ ق.م) میں بھی یہود کہیں گم نہ ہوئے تھے۔ جدید حکمائے تاریخ نے یہودی قبائل کی گمشدگی کے مفروضے کو قطعاً مسترد کر دیا ہے۔ ایسے ہی نسلوں کے بارے میں تحقیق، عصری انکشافات اور تاریخی تحقیقات سے یہ خیال بھی باطل قرار پا چکا ہے۔ کہ ہندوستان کی بعض اقوام جیسے شمیری اور پٹھان یہود کے گم شدہ قبائل کی اولاد ہیں۔ یہ ہندی آریائی اقوام ہیں۔ یورپ کی جن اقوام کو یہودی النسل کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں بھی تاریخ دانوں نے واضح تردید کر دی ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں بتائیں گے کہ یہودی مفکرین نے گمشدگی کے نظریے کو کسی طرح صیہونیت اور یہودیوں کے قوم پرستانہ جذبات کو ابھارنے کا ذریعہ بنایا۔

مسیح موعود کا تصور | چھٹی صدی ق.م میں نجات نصر کے حملے کے بعد پہلی صدی عیسوی تک یہودی ایرانیوں، یونانیوں اور رومیوں کے ماتحت محکومی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ان کی طرف سے درپے درپے انبیاء خدا کا پیغام لے کر آئے، حتیٰ کہ ۶۰ ق.م کے لگ بھگ خدا کے سچے مسیح ابن مریم علیہ السلام انکی طرف مبعوث ہوئے۔ یہودیوں کو مسلسل محکومیت کے زمانے میں ایک ایسے مسیح کا انتظار تھا جو انہیں سیاسی عروج

۱۷ فلپ حتی، تاریخ شام ص ۲۰

۱۸ انسائیکلو پیڈیا امیریکنا باب یہودیت / صیہونیت

۱۹ اولف کیرو، دی پٹھانز، میککن لندن نیز انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، باب شمیر ملاحظہ کریں۔

۲۰ ڈاکٹر ڈبلیو ایف ایل براؤٹ، آرکیالوجی آف پالیسٹائن، پلی کن، ۱۹۶۳ء ص ۲۳

۲۱ ٹی آر گلور، دی انیسٹ سنٹ ورلڈ، لندن ۱۹۳

اور ایک سلطنت عطا کرے۔

توریت سفر تکوین کے باب ۲۸ اور سفر خروج باب ۲۳ میں ہیں ایک ایسے مسیح موعود کا تصور ملتا ہے۔ مسیح آرامی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ایک ایسے فرد کے ہیں جس کے سر پر تیل ڈالا جائے۔ یہودی اپنے بادشاہ کو تخت پر بٹھانے سے پہلے اس کے سر پر تیل ڈالتے تھے وہ ان کا نجات دہندہ اور دینی سیاسی رہنما ہوتا تھا، یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے لئے یہود مسحاء کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ مسیح موعود غیر یہودی بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ سفر یسعیاہ کے ۴۵ ویں باب میں ایرانی شاہ خورس کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔

پہلی صدی عیسوی میں خدانے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو یہود کی ہدایت اور ان کی نجات کے لئے مبعوث فرما دیا لیکن یہود نے آپ کی شدید تکذیب کی آپ کی ذات پر ناپاک الزامات لگائے اور رومی حاکم سے آپ کو مصلوب کرانے کے ورپے ہوئے مگر خدانے اپنے برگزیدہ رموں کو قتل اور مصلوب ہونے سے بچا کر ان کا اپنی طرف رفع جسمانی کر لیا۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام رومی حکومت کے خلاف بغاوت کر کے ان کے لئے ایک الگ آزاد ریاست قائم کر دیں۔

خدا کے سچے مسیح علیہ السلام کی بعثت کے بعد ظہور اسلام تک تقریباً ۴۰۰ سالوں میں کئی یہودی دعویدار اٹھے جنہوں نے دعویٰ کیا کہ خدانے انہیں وہ مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے جو یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرے گا۔ اور ان کی ریاست کی داع بیل ڈالے گا۔ یہ یہودی نبوت کرتے اور وقتاً فوقتاً اعلان کرتے کہ جلد ہی یہودی ریاست قائم ہونے والی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ عقیدہ بھی جڑ بکڑ گیا کہ مسیح موعود سے قبل ایلیاہ بنی آئے گا۔

ساتویں صدی کے اوائل میں سرزمین عرب میں خدا نے تمام دنیا کے نجات دہندہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ یہود و نصاریٰ کے لئے یہ شاندار موقع تھا کہ وہ آپ کی نبوت پر ایمان لاکر سعادت و نبوی اور اخروی حاصل کرتے۔ آپ کی بعثت کے بعد یہود کا مسیح موعود کا تصور باطل ہو گیا اور نصاریٰ کو جس موعود منجی کی بشارت دی گئی تھی وہ آخری نبی ہدایت لیکر آگئے۔

مسیح موعود اور اسلامی ریاستیں | اسلام کے ظہور سے لے کر آج تک یہودی تخریب کار طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہود ایک ایسی مغضوب قوم ہے جو غیر یہود اقوام خصوصاً مسلمانوں کو مٹانے کیلئے ہر حربہ استعمال کرتی رہی ہے۔ خلفائے راشدینؓ کے دور خصوصاً حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں (۶۳۳ء) اسلامی افواج فلسطین میں داخل ہوئیں اور باز قسطنطینوں کو شکست دے کر اس سرزمین پر قابض ہو گئیں اگلے سال یروشلم میں سجدہ عمر تعمیر ہوئی ۶۳۰ء تک پورا فلسطین مسلمانوں کے تسلط میں آ گیا۔ یہودیوں کے لئے یہ سخت تکلیف دہ امر تھا۔ وقتی طور پر وہ اسلام کی عظمت اور فتوحات سے مرعوب ہوئے لیکن انڈر گراؤنڈ تنظیمیں، خفیہ ادارے اور سیاسی اڈے جاکر سازشوں کے مجال بچھانے لگے، ان کا ایک مخصوص طریقہ یہ تھا کہ کسی سیاسی گروہ کا نمائندہ یہودی توریت باب زکریا ۱۴ اور ۱۵ کی پیشین گوئیوں کی آڑ میں ایسے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا جو فلسطین میں یہودی ریاست قائم کر دے گا۔ یہ دعوے عموماً سیاسی ابتری اور انتشار کے زبانی میں کئے جاتے۔ تاکہ مسلمانوں کی داخلی کشمکش سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

تاریخ میں ہمیں بیشمار مدعیان مسیحیت موعودہ کے نام ملتے ہیں جنہوں نے سیاسی تخریب کاری کے لئے یہود کو منظم کیا۔ ان میں سے چند ایک مشہور مدعیان کے مختصراً

حالات درج کئے جاتے ہیں جن سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہودی قوم پرستی کی تحریک اسلامی دور میں کن کن مراحل سے گزری۔

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانے میں اصفہان کے ایک یہودی اسحاق بن یعقوب نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے یہودی قوم پرستوں کو متحرک کرنے لگا۔ اس نے اسلامی افواج پر پے در پے حملے کئے، آخر کار مارا گیا۔ چند سال بعد ہمدان کے یہودی یوگان اور مصر کے یہودی یحییٰ اساباطی نے مسیح موعود کے دعوے کئے اور فلسطین کی طرف پیش قدمی کا آغاز کیا۔

نویں صدی عیسوی میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے رومن بادشاہ کی درخواست پر یروشلم میں عیسائی معبد تعمیر کرنے کی اجازت دے کر اسلامی رواداری کا مظاہرہ کیا۔ لیکن عیسائی جب طاقتور ہوئے تو انہوں نے ۱۰۹۶ء میں ارض مقدس کو واپس لینے کیلئے پہلی صلیبی جنگ چھیڑ دی لیکن انہیں نمایاں کامیابی نہ ہوئی پھر انہوں نے بڑے پیمانے پر حملہ کر کے یروشلم میں قتل عام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے یروشلم، حافہ، حیفہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۴۶-۴۷ء میں جرمنی کے قیصر اور شاہ فرانس کی قیادت میں دوسری صلیبی جنگ لڑی گئی جس میں عیسائیوں کو بالادستی حاصل ہوئی اس نازک وقت پر خدا نے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو بھیجا جنہوں نے عیسائی حملہ آوروں کو ۱۱۸۷ء میں طبریہ اور فلسطین کے مقام پر شکست فاش دی اور یروشلم میں قبضہ کر لیا۔ عیسائیوں نے یروشلم واپس لینے کیلئے ۱۱۸۹ء میں تیسری صلیبی جنگ چھیڑی لیکن سلطان کے سامنے انکی پیش نہ چلی انگلستان کا شاہ رچرڈ ناکام واپس لوٹا عیسائی قوتوں و قوتوں سے لڑتے رہے چوتھی اور پانچویں صلیبی جنگوں میں بھی انہیں شکست ہوئی۔

۱۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنز اینڈ ایٹھکس زیر لفظ مسیح / جھوٹے۔

۲۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ پلستان۔

صلیبی جنگوں کی ابتداء سے فائدہ اٹھا کر ایران کے مغربی علاقے میں ۱۱۶۰ء میں ایک یہودی داود رائے نے مسیح موعود کا دعویٰ کر دیا وہ خود کو آزاد یہودی قبائل کا نمائندہ بتاتا تھا اس نے پہلی دفعہ دعویٰ کیا کہ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل مشرق کی طرف چلے گئے تھے اور ایران سے ہندوستان تک کئی اقوام ان کی اولاد ہیں۔ اسی نوع کے نیم تاریخی مواد کو بعد کے افغان تذکرہ نگاروں نے افغانوں کو یہودی النسل ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا۔

یہودی مسیح موعود عیسائیوں کی جانی اور مالی مدد کرتے تاکہ مسلمانوں کو فلسطین سے نکالا جاسکے۔ ۱۲۸۱ء میں صلیبی جنگوں کے دوران ابراہیم بن سمویل یہودی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے پوپ کو خط لکھا جس میں اس نے دعوت دی کہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے یہودیوں سے اتحاد کرے۔ ۱۲۸۷ء میں ابوالآنہ نے ایشیلیہ میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کر کے سپین کے یہودیوں کو منظم کیا۔ تیرھویں صدی میں ناسم بن ابراہیم چودھویں صدی میں موسیٰ بوتادل، ۱۵ویں صدی میں یعقوب کاسن سپینی، ۱۶ویں صدی میں داؤد ربی کے چند ایک مشہور یہودی مسیح موعود ہیں جن کا مقصد اسلامی حکومت کا خاتمہ، یہودیت کا احیاء اور فلسطین میں ریاست کا قیام تھا۔

۱۲۲۴ء میں فلسطین پر خوارزم کے تاتاریوں نے حملہ کیا۔ اور تمام اقوام کے بے دریغ قتل عام کے بعد یروشلم پر قابض ہو گئے ساتویں صلیبی جنگ (۱۲۴۸-۵۲ء) کے بعد مصریوں نے فلسطین کی طرف پیش قدمی کی، ۱۲۹۱ء میں عیسائیوں کو اس سرزمین سے نکال دیا گیا اور ۱۵۱۷ء میں ترکوں نے مصر اور فلسطین پر قبضہ کر لیا اور فلسطین

لے انسائیکلو پیڈیا ریجز انڈیا ٹھکس۔

۲۷ اولف کیرو، دی پٹھانز، میکلمن کینی، لندن، ص ۹

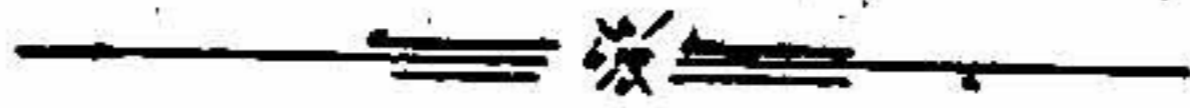
عثمانی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

ترک خلیفہ محمد رابع کے عہد (۱۶۲۸ء تا ۱۶۸۷ء) میں جب ترک مشرقی یورپی ریاستوں پولینڈ، آسٹریا وغیرہ سے برسرِ پیکار تھے قسطنطنیہ کے ایک یہودی شباہلی زیمبی نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا، اس نے پر زور اعلان کیا کہ وہ اسرائیلیوں کو اہل اسلام اور نصاریٰ کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مسیح بن کر آیا ہے۔ شباہلی، یورپی ترکی کے شہر سلونیکا، یونان، اٹلی، لیگ ہورن سے ہوتا ہوا۔ طرابلس الغرب شام اور آخر میں بیت المقدس پہنچا۔ اس سفر میں یہود نے اس کا پر زور خیر مقدم کیا، مسیح موعود کی آمد کے گیت گائے خوشیاں منائیں اور چراغاں کیا۔ ایک اور یہودی ناخن نے ایلیاہ ہونے کا دعویٰ کر کے آمدِ مسیح کی منادی شروع کر دی۔ حلب، دمشق وغیرہ کے یہودی بڑی تعداد میں جمعے بنا کر فلسطین جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اٹلی، ہالینڈ اور جرمنی کے یہودیوں نے اپنی جائیدادیں بیچ بیچ کر مسیح موعود کو رقمیں روانہ کیں اور فلسطین کی طرف ہجرت کرنے لگے۔

سلطان ترکی نے شباہلی کی خطرناک سیاسی سرگرمیوں کے پیش نظر اسے قید میں ڈال دیا۔ اس کی قید کے زمانے میں تحریک چلانے کا بیڑا نجمہ کوہن نے اٹھایا۔ کچھ عرصہ قید میں رہنے کے بعد شباہلی نے سلطان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ملاقات کے دوران اس نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور دعویٰ مسیحیت سے منکر ہو گیا۔ سلطان اس عیار یہودی کی چالوں سے واقف تھا اور اس کی اٹھائی ہوئی تحریک کے مضمرات سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ یورپی ممالک کے سفیروں کو ان کی حکومتوں نے خفیہ ہدایات دی ہیں کہ اس تحریک کی غرض و غایت معلوم کریں اور شباہلی

کا ساتھ دیں۔ ان حالات میں شہنشاہی گورنر ہاگرتا غیر سیاسی اقدام تھا۔ سلطان نے اسے بدستور
 بلغراد میں نظر بند رکھا۔ جہاں ۱۶۸۷ء میں مر گیا۔ اس کے معتقدین کی بڑی تعداد نے ایک
 نئے فرقے کی بنیاد رکھی جسے دو نمہ فرقہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نیم مسلم نیم یہودی فرقہ ہے جس
 نے عثمانی سلطنت کی تباہی میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ کس طرح
 خفیہ یہودی فرقوں (CRYPTO JEWISH SECTS) نے اسلامی

حکومتوں کی سالمیت کے خلاف سازشیں کیں لیکن قادیانیت اور بہانیت کے علاوہ
 شام اور عراق و لبنان کے دروزی اور علوی فرقے اسی ذیل میں آتے ہیں۔ چنیدا اور مدعیان
 مسیحیت موعودہ کا ذکر ایٹنگلوا برائینز تم سحر یک کے ضمن میں آ رہا ہے +



یہودیت کے عناصر

اس طویل بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود کا تصور یہودی قوم پرستی کی تحریک کا لوٹ حصہ رہا ہے اور مرزا صاحب نے اپنی مضمون میں مسیح موعود کے

کا دعویٰ کیا اس عقیدے کو مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کے اسلامی عقیدے سے کوئی نسبت نہیں مرزا صاحب کا دعویٰ ان کے اپنے الہام کی بنیاد پر ہے۔ احادیث میں مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کا بڑا مقصد یہودی فتنہ کا مٹا کرنا اور مسیح و جال کو قتل کرنا ہے۔ واضح رہے کہ دجال کے ساتھ مسیح کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہوگا تو وہ دجال لیکن مسیح کا روپ دھارے گا۔ اور ۷۰ ہزار یہودیوں کو لے کر شام پر حملہ آور گا۔ قادیان کا یہودی مسیح موعود اسی کا بروز تھا کیونکہ اس نے یہودی قوم پرستی کی ظالمانہ تحریک صیہونیت اور یہودی فلسفہ و فکر کے اجیار میں زبردست حصہ لیا۔ خدا کے پیغمبر مسیح ابن مریم کی شان میں جو گستاخیاں کیں اور کسر صلیب کے نام پر جدید یہودیت کا اجیار کرنے کی سازش کی تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ مرزا صاحب نے وہ تمام اعتراضات اور بکواسات جو یہودی کتب میں مروجہ مسیحی عقائد اور حضرت عیسیٰ کی زندگی کے بارے میں مذکور تھے۔ اپنی کتب میں دہرا دیئے۔ اس سلسلے میں ان کے اپنے اعتراف کے علاوہ ان کے پیٹے مرزا محمود کا تائیدی بیان بھی موجود ہے۔

تجدید عیسیائیت کے

درپردہ محرکات

کسر صلیب کے دعوے کی جدید یہودیت کے اجیار کی تحریک میں اعانت ہم پہنچا کے علاوہ برطانوی سامراج کے لئے بھی ایک گونا گونا گوتھی۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

۱۔ عیسائی مشنریوں کی اشتعال انگیز تحریروں پڑھ کر انہیں خدشہ محسوس ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے سخت اشتعال اور شہر سپیانہ ہو اور کوئی بغاوت نہ کر بیٹھیں اس لئے عام جوش کو دبانے کے لئے ایسی کتابیں لکھیں "جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانٹے نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش وائے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوفض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی ہے۔"

ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح جانا کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کے لئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رد میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ سے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت حبیبی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے ان ملکوں میں جاتی ہیں تو ان کو اس گورنمنٹ سے نہایت انس پیدا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ درپردہ مسلمان ہے اور اس طرح پر ہماری قلموں سے ذریعے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

علامہ اقبال نے قادیانیت کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے تحریر کیا:-

اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے میرے نزدیک ان میں بہائیت، دیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن موخر الذکر اسلام کی چند اہم صورتوں کو قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے ہلک ہے اس کا عاصد خدا کا تصور جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہیں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کاغذیں اور روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

دور حاضر کے عرب محققین خصوصاً مصر کے فاضل عباس محمود العقاد، الشیخ محمد ابو زہرہ، الشیخ محمد الدین خطیب اور الشیخ محمد المدنی نے قادیانی تحریک اور اس کے استعمار پرستانہ پہلوؤں پر بحث کی ہے اور اس عظیم سامراجی بیہونی سازش کے سیاسی کردار کو بے نقاب کیا ہے۔ علامہ محمود الصوف نے اپنی مشہور تصنیف المخططات الاستعماریہ لکھا فتح الاسلام میں قادیانیت کو استعمار کی ذیلی شاخ ثابت کیا ہے بلکہ مراکش کے مشہور ریسرچ سکا لڈاکٹر عبدالکریم غلاب نے یہودی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر تحقیق کرتے ہوئے انگلستان

۱۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۵۳۔ ۲۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷۔ ۳۔ حروف اقبال، مولفہ لطیف احمد شرانی لاہور ۱۱

۴۔ ملت اسلامیہ کا موقف ص ۱۱۶۹، ۱۲۰ (قومی اسمبلی میں بیان) ترتیبہ سمیع الحق اکتورہ ضلع۔

کیا کہ قادیانیوں کے عقائد اٹھارہویں صدی کے ان یہودی متشرقین کی پیداوار ہیں جنہوں نے جہاد کو قرار دینے کے لئے ایٹری پوٹی کا زور لگایا اور بعض یہودی اس صدی کے اوائل میں ہندوستان کرنے کے بھیس میں وارد ہوئے۔ یہ یہودیوں نے سنت نبوی، رسالت، جہاد اور وحی کے موضوعات قدر علمی اور تحقیقی بددیانتیاں کیں قادیانیت ان کا بروز مجسم ہے۔

یہودی مفکروں کی چھپی | یہودی مفکروں نے قادیانی تحریک کے مطالعے اور اس کے فروغ میں ہمیشہ لی۔ یروشلم یونیورسٹی، بیس کی بنیاد ۱۹۲۵ء میں رسوائے زمانہ یہودی

نے رکھی تھی۔ اس سلسلے میں کافی اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اس یونیورسٹی میں دانشوروں کا ایک گرو شوڈ (SHOD) ڈاکٹر میگسن کے تعاون سے قادیانی اور یہودی فلسفہ کی ممکنہ تطبیق و اشتراک پر کام کرتا رہا۔ ۱۹۲۷ء میں ایک آسٹروی یہودی حج ایگزیکیٹیو والڈرام نے ایک دلچسپ مضمون زیر عنوان

اسلام کی طرت جدید صیہونی راستہ اور احمدیہ تحریک
(Modern Zionist way to Islam and Ahmadiyya movement)

تالیف کیا جس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس نے اسلام میں احمدیہ تحریک کو جدید صیہونی راستہ ثابت کرنے کی کوشش یہ مضمون قادیان کے مشہور انگریزی پریس ریویو آف ریلیجز نے مارچ ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں نقل کیا گیا اور کے ظالم قیام کے آخری سالوں میں یہودیوں نے قادیانی تحریک کے فروغ و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کی مذہب ریاست میں اگر کسی جماعت کو تبلیغ کی کھلی آزادی اور سرپرستی حاصل تھی اور اب بھی ہے تو یہی تحریک تھی۔ ۱۹۲۶ء میں قادیانی مبلغ فلسطین جوہری محمد شریف نے مرکز کو جوہر پورٹ پیش کی اس طور پر یروشلم یونیورسٹی کی ایک یہودی خاتون سکالر مسز ایشے روہیل کے احمدیت کے لئے اخبارات میں مضامین لکھنے کا ذکر کیا ہے۔

قادیان کے اسرائیلی | یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ مرزا صاحب نے خود کو اسرائیلی اور اپنی جماعت کو بنی اسرائیلی کہا دیا۔ اپنی ایک وحی میں فرماتے ہیں۔

۱۹۳۱ء جلد اول ص ۲۳۰۔ بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور ۹ فروری ۱۹۷۰ء

۱۹۲۶ء جون ۲۶

غلانے فرمایا تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں میں بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے اس طرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔

۱۹۳۷ء میں قادیانیوں نے ایک سازش کے تحت پاکستان کا رخ کیا۔ اسی سال یہودیوں نے سامراجی طاقت کے تعاون سے نام نہاد صہیونی حکومت اسرائیل قائم کی۔ قادیانیوں نے بیشتر مواقع پر بنی اسرائیل کی تاریخ اور واقعات کو اپنی جماعت پر چسپاں کیا۔ الفضل لاہور احمدی اور بنی اسرائیل کے زیر عنوان لکھتا ہے:-

مرزا غلام احمد کے الہام یا قی علیک ذمہ کتر من موسیٰ دتیرے پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے مشابہ ہوگا کے مطابق جس طرح بنی اسرائیل مصر میں فرعون کی حکومت میں بیگار دہرائے جاتے تھے اسی طرح احمدیوں سے قادیان میں غیر مسلموں نے کیا۔ پھر بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی اور مسیح موعود کی قوم کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی تاکہ وہ مشابہت پوری ہو جائے۔
ایک اور شمارے میں الفضل لاہور نے لکھا۔

”اگرچہ ہماری ہجرت بنی اسرائیل والی ہجرت کی طرح نہیں ہے کیونکہ وہ بھاگ کر آئے تھے اور ہمیں زبردستی نکالا گیا ہے لیکن ہجرت کا مقصد دونوں جگہ ایک ہے۔“

مرزا صاحب کی وحی کے مجموعے تذکرہ میں ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کا ایک روایا مذکور ہے جس میں آپ نے خود کو موسیٰ اور اپنی جماعت کو بنی اسرائیل بتایا ہے۔

۱۹۳۵ء میں بیروت یونیورسٹی کے ایک صہیونی پروفیسر ہنری لیمنس نے ایک کتاب اسلام تالیف کی اس میں مسیح کے متعلق عقائد، آدھدی کے معتقدات، اور جہاد کے متعلق خیالات کا اظہار کیا۔ اس نے مرزائی عقائد کی تعریف کی خاص طور پر عقیدہ جہاد کے مکمل طور پر منسوخ ہونے کے نظریے کے متعلق تحقیر کیا۔

جہاد کے متعلق سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جو تعلیم دی جاتی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس جماعت کی طرف سے درحقیقت اصلاح کی کوشش کی جا رہی ہے۔
پروفیسر مذکورہ رقم طراز ہیں:-

۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء بمطابق الفضل لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۰۵ء الفضل لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۰۵ء الفضل لاہور

۱۳ نومبر ۱۹۰۲ء تذکرہ ص ۶۹ نیز ایضاً مزید جہاد کے لئے ص ۵۳۳ ملاحظہ فرمائیں ۵ الفضل قادیان ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵

اس جماعت کی تعداد بقول حکومت ۵۵ ہزار اور بقول احمدی جماعت ۵ لاکھ ہے جماعت کے مخالفین کہتے ہیں کہ آمدیہ جماعت برطانوی پولیٹیکل محکمہ کی خدمت کرتی ہے۔

قبر مسیح | قایاں کے یہودی مسیح موعود نے وفات مسیح کے اعلان کے بعد یہ دلچسپ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل (فلسطین) میں ہے۔ کچھ عرصہ بعد یہ قبر طرابلس میں بتائی گئی آخر کار خدا کی وحی کی آڑ میں محلہ خانیا ریسری نگر کشمیر میں قبر کی موجودگی کا اعلان کیا گیا۔ اس دعوے کے ثبوت میں بعض نیم تاریخی دلائل دئے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ۷۲۱ ق م میں شاہ تلندر نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور دس قبائل کو مشرق وسطیٰ سے بھاگتے پر مجبور کر دیا۔ یہ قبائل ہندوستان آئے۔ اور کئی مشرقی اقوام خصوصاً افغان اور کشمیری ان کی اولاد ہیں۔ تاریخ سے علم واقفیت کی بنا پر یہ بھی کہا گیا کہ یہ قبائل ۷۷۴ ق م میں گم ہوئے۔ حالانکہ اس سال بابل کے شاہ بخت نصر نے یہود پر حملہ کیا۔ بہر حال ان نام نہاں گم شدہ قبائل کی اصلاح کے لئے مسیح ہندوستان آئے اور یہاں اپنا نام یوزا سعت۔ یسوع عظیم رکھ لیا اور ریسری نگر میں وفات پائی۔ ان کے ساتھ سینٹ ٹامس بھی ہند آئے۔ لاہوری مرزائی خواجہ نذیر احمد نے دعویٰ کیا کہ بی بی مریم بھی ان کے ساتھ آئیں۔ اور مری میں ان کی وفات ہوئی اور مری ان ہی کے نام سے مشہور ہے۔

اس نظریے میں ایک بنیادی بات بنی اسرائیلی قبائل کی گم شدگی ہے جس کی وجہ سے مسیح کو ہندوستان آنا پڑا۔

جدید تاریخ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بنی اسرائیل کے قبائل کسی دور میں گم نہ ہوئے اور افغان، کشمیری وغیرہ ان کی اولاد نہیں۔ یہ نظریہ سیاسی نظریات اور یہود کی منظریت اور جلا وطنی کے ثبوت کے لئے گھڑا گیا۔ اور انیکلو اسرائیلی یہود نے اسے خوب پھیلایا۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے ابھی یہ بات پیش نظر ہے کہ مسیح ہندوستان آئے۔ بعض ایشیائی قبائل کے یہودی ہونے اور ہندوستان میں یہودی اثرات کے پائے جانے جیسے بے بنیاد نظریات یہودی مصنفین کی کتابوں سے اخذ کر کے مرزا صاحب نے ایک خاص مقصد کے لئے

۱۔ الفضل قادیان ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء کے مرزا غلام احمد مسیح ہندوستان میں، - الہدیٰ وغیرہ کے مرزا غلام احمد

برائین احمد برصغیر، قادیان ص ۱۸۔ ۲۔ قلیپ کے حتی تاریخ شام، ص ۲۸

ت پھیلانے۔ اپنے جب یہ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کثیر میں ہے تو عیسائی دنیا اس بات کو سن کر
 خیر ہو گئی اور از خود سوال پیدا ہوا کہ یہ کیسے ہوا اس کے ثبوت میں یہودی قبائل کی آمد کا مفروضہ پیش
 کیا گیا جس کی تشہیر صیہونی تخریب کاروں کا بنیادی مقصد تھا اور منظوریت کی ان فرضی داستانوں
 سے وہ یہودی ریاست کے لئے رائے عامہ کو ہوا کر رہے تھے۔ قبر کی موجودگی کے دعوے سے
 اصحاب نے واقعاتی ثبوت مہیا کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں تحریک اینگلو اسرائیلزم سے
 شناسائی ضروری ہے۔

اینگلو اسرائیلزم | ہزل کی تحریک صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی پیش رو تحریک اینگلو اسرائیلزم کو یہودی
 دانشور ایک عرصے سے مقبول بنا رہے تھے وہ دنیا کو یہ گمراہ کن تاثر دے رہے

تھے کہ زمانہ قدیم (۱۲۱۱ ق م) میں اسرائیل کے دس قبائل غیر یہود اقوام کے مظالم کا نشانہ بنے اور مشرق و مغرب
 میں ہجرت کر گئے۔ قدیم فلسفہ و فکر، فنون لطیفہ کے نوادر، معاشرت، قومی اقدار، افکار سیاسی، معاشی نظریات
 و زندگی کے ہر شعبے میں ان قبائل کے افراد کی کاوشوں کی چھاپ موجود ہے اور کئی اقوام کو براہ راست ان
 کی نسل سے ہیں۔ دنیا کا قدیمی ورثہ بنی اسرائیل کے جلاوطنی کے دور کی تخلیق ہے۔ اس نیم تاریخی مواد کی تشہیر
 کے بعد یہودیوں نے انسانی نمبر کو مخاطب کر کے فریاد کی کہ ۲۲ ہزار سال سے جلاوطنی اور منظوریت کی زندگی
 گزارنے والی قوم جس کے بہت تھوڑے افراد موجود ہیں اور جس کے نسل انسانی پر عظیم احسانات ہیں ایک
 قطعہ زمین سے محروم چلی آ رہی ہے انہیں غیر یہود متواتر دباتے چلا جا رہے ہیں اب پوری اقوام کو چاہیے
 کہ پرانے تعصبات کو ختم کر کے ان کو ریاست قائم کرنے کا حق دیں۔ جیسا کہ ہم نے تصور مسیح موعود کے ضمن
 میں بعض مسیح موعودوں کے اسلامی حکومتوں کے خلاف جارحانہ اقدامات کا ذکر کیا تھا۔ اس طرح یہ ایک دلچسپ
 داستان ہے کہ کس طرح اینگلو اسرائیلی مسیح موعود یورپ میں سازشیں کرتے رہے۔ برطانیہ میں یہ سلسلہ اٹھارہویں
 صدی میں عروج پر تھا۔ ۱۹۶۴ء میں ریچرڈ برادر س نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب حالات
 اور پیش گوئیوں کے بارے میں خدائی علم، تالیف کی جس میں یہودی ریاست کے قیام کا سوال اٹھایا گیا تھا۔

۱۰ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنل اینڈ ایٹھلکس، زیر قضا اینگلو اسرائیلزم

اس کے نصف صدی بعد ۱۸۴۱ء میں جے این ٹام نے مسیح موعود یا یہود کے منجی، یروشلم کے بادشاہ، خانہ بدوشوں کے حاکم وغیرہ کے دعوے کئے اور برطانوی افواج سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اینگلو اسرائیلی مسیح موعود اور اس مکتب فکر کے مصنفین کی بڑی تعداد یورپ اور امریکہ میں سرگرم عمل تھی۔ ان میں سے زیادہ مشہور جان ولسون، مؤلف، ہمارا اسرائیلی ورثہ، ایف آر لگوور اینڈ ایڈورڈ ہارٹن، مؤلفین "دس گم شدہ قبائل کی برطانوی اقوام سے مشابہت"، ڈبلیو کارپنٹر، سی۔ پی سائٹھ۔ امریکہ کے ڈبلیو۔ ایچ پول، جی ڈبلیو گرین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اینگلو اسرائیلیوں نے یہودیت کے اجبار کے لئے عیسائی معتقدات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کردار کشی کی مذہب ہمہ جلائی۔ امریکہ کی واج ٹاور سوسائٹی جس کا رسالہ ایک دنیا پارک اور یہواہ دلشس تحریک اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

مرزاہیوں نے قیر مسیح کا چونکا دینے والا انکشاف کر کے درپردہ انہیں یہودیوں کی ہم نوائی کا فریضہ ادا کیا ان تخریب کاروں نے یہودی ریاست کے قیام کے لئے جو فکری اور اخلاقی بنیادوں پر تحریک چلا رکھی تھی اس میں زبردست مدد دی گئی۔ اس سلسلے کا نام قادیانی لٹریچر اینگلو اسرائیلیوں کی خوشہ چینی پر مشتمل ہے۔ بالاپہود کی کتب اور مرزا صاحب کی کتاب "راہ حقیقت" مسیح ہندوستان میں، اتمام حجتہ وغیرہ اور ان کے پیروکاروں میں مولوی شیر علی کے مضامین مندرجہ رسالہ ریویو قادیان (۱۹۰۲ تا ۱۹۰۹ء) مفتی محمد صادق کی تالیف "قیر مسیح" قاضی محمد یوسف کی کتاب عیسیٰ در کشمیر وغیرہ کے علاوہ خواجہ نذیر احمد مرزائی فریق لاہور کی کتاب "جینرس ان ہیون آن ارتھ اور اس کے دو چہرے یعنی جلال الدین شمس کی تالیف، ویڈ ڈ جینرس ڈائی، اور ممتاز فاروقی کی کتاب کس صلیب میں وہ تمام دلائل و شواہد اور طرز استدلال کے نمونے درج ہیں جو اینگلو اسرائیلیوں کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا صاحب نے جو یہ نظریہ پیش کیا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر تو چڑھا گئے لیکن بے ہوشی کے عالم میں اتار لئے گئے سب سے پہلے ایک یہودی و نظوری نے پیش کیا۔ مسیح علیہ السلام

۱۔ تفصیلات برٹش انسائیکلو پیڈیا میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ انسائیکلو پیڈیا آف رینجلز اینڈ ایٹنکس

۳۔ جیمز مارٹن، ڈڈ جینرس رائز فرم دی ڈیڈ۔ ورلڈ کر سچن بک لندن ص ۵

کے کفن کے بارے میں آئے دن جو نظریات پیش کئے جاتے ہیں اور جنہیں قادیانی بڑے شد و مد سے نقل کرتے ہیں یہودی تخریب کاروں کی اختراعات ہیں۔ آپ کی ہندوستان میں آمد کا مفروضہ بھی سب سے پہلے یہودیوں نے ایک خاص مقصد کے لئے تراشا۔ یہودی سیاح ناٹوچ نے اپنے سفر نامہ ہند میں یہ غلط بیانی کی کہ اسے تبت کے لاموں نے بدھ مت کی ایسی کتب دکھائیں جن میں مسیح کے ہندوستان آنے کا ذکر تھا۔ اس نوع کے دعوے اور یہودیوں نے بھی کئے۔ امریکہ کے ایک خفیہ یہودی سلسلہ راسی کرشن امارک (AMORC) ایک قدیم فرقے اسپینی سے منسوب بعض تحریرات سے مسیح علیہ السلام کی ہندوستان میں آمد کا دعویٰ کرتا ہے۔ بی بات غور طلب ہے کہ ان تمام یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام جو ان کے زمانے میں واقعہ صلیب سے قبل ہندوستان آئے اور کافی عرصہ یہاں قیام کیا۔ راسی کرشن سلسلہ کی سپریم گریڈ لاج کے لئے فورنیا امریکہ کے ایک فاضل ڈاکٹر ایچ لیوس سنپرنے ایک کتاب مسیح کی پراسرار زندگی "میں مسیح علیہ السلام کے ہند آنے اور ہندو جوگیوں کی مریدی کرنے کا ذکر کیا ہے، اس نے لکھا ہے کہ آپ جگ ناتھ جی کی یاترا کے لئے بنارس گئے اور ہندوؤں کے کئی شعبدے اور عجیب و غریب کمالات دیکھے اور فلسطین چلے گئے۔ ان باتوں سے ان یہودیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح ابن مریم معاذ اللہ جھوٹے مسیح اہنبی تھے اور ہندوؤں سے دیکھے ہوئے شعبدے دکھا کر یہودیوں کو ورغلانا چاہتے تھے۔ ایسے دعوے مرزا صاحب کی بعض کتب خصوصاً ازالہ اوہام میں شعبدوں کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں جو یہود کی خوشہ چینی ہے۔

مرزا صاحب نے واقعہ صلیب کے بعد مسیح کی آمد ہند کے نظریے میں قبر مسیح کی پیوند کاری کی اور یوز آسف کو مسیح بنا ڈالا۔ بڈ شاہی عہد کی پندرھویں صدی کی ایک قبر جو محلہ خانیاں سری نگر کشمیر میں تھی مسیح علیہ السلام کی قبر قرار دیا۔ اور ان لغو باتوں کو خدا کی وحی بتایا۔ قادیانی نظریے کی غیر معقولیت کے بارے میں بہت سا مواد شائع ہو چکا ہے۔ خاص طور پر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے فاضل مقالہ نگار نے بوداسف و بلوہر کے زیر نظر نہایت مبسوط بحث کے بعد ثابت کیا ہے کہ بوداسف، مہا تابدھو کا نام تھا۔ اس سلسلے میں کئی قدیم دستاویزات اور غلطو طاسات مل چکے ہیں لگے جس قبر کے لئے بوداسف کا مزار کہا جاتا ہے،

۱۔ خواجہ ہندیر احمد، جنیرس ان ہیون ان آرٹھ لاہور ۱۸۲۵ء ڈاکٹر لیوس سنپرنے وی ان ٹون لائف آف جنیرس امریکہ روسی کرشن
۲۔ سیریز کیلے فورنیا ۱۸۲۵ء مفتی شاہ سعادت، تحقیق یوز آسف سرنگرہ ۱۸۲۵ء انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد اول، لندن، زلفظ

یہ سفیر مصر کی قبر ہے جو کشمیری بادشاہ زین العابدین کے عہد پندرھویں صدی عیسوی میں کشمیر آیا۔ اور دفن
کے بعد خانیا میں دفن ہوا۔ مزید تاریخی شواہد اس کے لئے ماہنامہ البلاغ کراچی بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۳ء
ملاحظہ فرمائیں۔

قبر مسیح کے الہامی دعوے کی زبردست تردید نے مرزا صاحب کے میلہ کذاب کے حقیقی جانشین
ہونے پر ایسی ہر شہرت کر دی ہے جو کسی قادیانی سے نہیں توڑی جاسکتی :-

—————
—————
—————

سامراجی صیہونی آلہ کار

اسلامی ممالک
میں سازشیں

سامراجی صیہونی طاقتوں کی ایما پر مرزا غلام احمد اور ان کے حواریوں نے جو گونا گوں سازشیں کیں ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ سب درست وہ واقعات جن سے تحریک قادیانیت کے اسلام دشمن اور یہود نواز کردار کی وضاحت ہو سکے۔

بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت ترکی کی حکومت تھی۔ جس کو یہودی سامراجی طاقتوں کی مدد سے تباہ کر کے فلسطین پر متصرف ہونے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مرزا صاحب نے صیہونی پالیسی کے عین مطابق ترکوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈے کا آغاز کیا۔ اس شرمناک واقعے کو بیان کرنے سے پہلے ہم اسلامی ممالک کے بارے میں قادیانی نقطہ نظر کو پیش کرتے ہیں جس سے ان کے عمومی خیالات کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک اشتہار میں آپ فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی محسن ہے اس کی اطاعت فرض ہے اس بات کو میں (مرزا صاحب) سولہ برس سے بیان کرتا چلا آ رہا ہوں اگرچہ بعض جاہل مولوی میری ان تحریرات سے ناراض ہیں اور علاوہ اور وجوہ کے مجھے اس وجہ سے بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ آگے ان کا مافی الضمیر ان ہی کے الفاظ میں سنئے :-

چونکہ میں نے دیکھا کہ بلا واسطہ اسلامی روم اور مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل اور رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں۔ میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلا دشنام اور روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کی تمام اوصاف حمیدہ درج کئے۔ اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ

۱۔ یہودی ریشہ دہانیوں اور ترکی حکومت کے خلاف ان کے عزائم کے لیے یہودی مصنف لیون یورس کی تالیف ایگزٹوڈس، نیویارک، صفحات ۲۱۸ تا ۲۲۵ ملاحظہ فرمائیے۔

اس گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم

کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلا دشنام اور روم کی طرف روانہ کیا اور

بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلا فارس کی طرف بھیجے گئے۔ اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گروہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جائے لیکن ایک عقلمند آدمی جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے تاکہ اس احسان کا معاوضہ دے ہاں کمیۃ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ آپ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خادم ہیں دوزیر دست ثبوت پیش کرتے ہوئے مرزا صاحب اسی اشتہار میں لکھتے ہیں:-

(اول) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

(دوم) دوسری جگہ میں نے کئی کتابیں عربی، فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے۔ کہ جو کتابیں عربی و فارسی، روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں کی گئیں ہیں وہ کارروائی کیونکہ نفاق پر محمول ہو سکتی ہے کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی کیا سولہ طرہی گزٹ کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور نظیر ہے؟

مرزا صاحب نے سامراجی اور یہودی آقاؤں سے مالی مدد حاصل کی اور ان کے کارکنوں کی معرفت جنہیں

وہ شریف کہتے ہیں اسلامی ممالک کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مواد روانہ کیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آئیسویں صدی کے وسط سے اسلامی ممالک افغانستان، خلیج فارس وغیرہ میں ایک منظم گروہ برطانوی اقتدار کے قیام کی سازش میں ملوث تھا۔ اس حقیقت کی تفصیل بدنام زمانہ برطانوی جاسوس لارنس آف عربیہ کی خفیہ زندگی کے حالات نامی کتاب کے مولفین نے بڑی خوش اسلوبی سے بیان کی ہے لکھتے ہیں:-

"حقیقت یہ ہے کہ برطانوی ایمپائر کے قیام و استحکام کے لئے افغانستان، ایران، عراق، شام اور خلیج فارس میں برطانوی آلہ کاروں، جاسوسوں اور انٹلی جنس افسروں کا ایک نہایت منظم گروہ سرگرم سازش تھا جو بظاہر قنصل، سیاح، تاجر، ماہرین آثارِ قدیمہ، کاروبار و معاشے تھے۔ لیکن حقیقت میں خفیہ طور پر برطانوی فوج، بحریہ، انڈیا آفس، فارن آفس اور انٹلی جنس سروس کے ایجنٹ تھے۔ وہ خفیہ سیاسی معلومات حاصل کرتے، جاسوسی کرتے ان علاقوں کے سرکردہ افراد سے رابطہ اور مراسم پیدا کر کے قبائل کو اپنے زیر اثر لانے لارنس آف عربیہ جس نے برطانوی ایمپائر کے لئے کام کیا۔ اسی گروہ کا ایک فرد تھا"

ہندوستان میں قادیان کو یہ ثمرت حاصل ہے کہ وہ سامراج اور یہود کے لئے تخریب کاری اور سازشوں کو پروان چڑھانے کے مرکز کی حیثیت حاصل کر چکا تھا جہاں سے اسلامی ممالک کی سالمیت اور بقا کے خلاف تیار ہونے والا لٹریچر ان ممالک میں روانہ کیا جاتا۔ سوڈان میں مہدنی کی خلافت کے خلاف سازش کے لئے غلام نبی نامی قادیانی کو مصر بھیجا گیا جو قاہرہ انٹلی جنس کی معرفت کام کرتا رہا۔ ایسے ہی عراق میں ترکی حکومت کے اقتدار کے خلاف عبداللہ نامی عرب کو قادیان سے روانہ کیا گیا جو گرفتار کر لیا گیا۔ اور قبول ولی اللہ شاہ قادیانی اس کے بارے میں مختلف امور کی تفتیش گورنمنٹ ہند کے ذریعہ قادیان آئی۔

وسط ایشیا میں نارروس کے خلاف برطانوی انٹلی جنس کے آلہ کاروں میں پنڈت مہن بھوپال، پنڈت موہن لال مولوی فیض، دیوان سنگھ وغیرہ کے نام ملتے ہیں یہ مشہور نقاد محمد حسین آزاد بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

مرزا صاحب نے وسط ایشیا میں مسیح کی مبینہ آمد کی تحقیقات کرنے کی آرڈر میں اکتوبر ۱۸۶۹ء میں تین قادیانی

۱۔ فلپ ٹاٹ لی اینڈ کولن سمپسن، دی سیکرٹ لائونڈ آف لارنس آف عربیہ، لندن ۱۹۶۹ء ص ۵۰

۲۔ ولی اللہ شاہ، ذکر حبیب سیریز

۳۔ دوندر کوٹسک، سنٹرل ایشیا ان ماڈرن ٹائمز، ماسکو ۱۹۷۰ء ص ۱۰۴

مولوی قطب دین، میاں جمال دین اور مرزا خدا بخش (مولف عسقل مصفا) جو بعد میں لاہوری جماعت سے ملے) سامراج کی خدمت کا فریضہ انجام دینے کے لئے جاسوسی مشن پر روانہ کئے۔

کابل ہمیشہ ہی سے ان حریت پسندوں کا مرکز رہا ہے جنہوں نے غیر ملکی تسلط کے خلاف بے دریغ تحریکیں چلائی ہیں ۱۸۴۸ء میں امیر افغانستان شیر علی نے

کابل میں جاسوسی

برطانوی ریشہ دو اینیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روس سے تعلقات بڑھائے۔ وائسرائے لارڈ لٹن نے خان آف قلات سے معاہدہ کر کے قندہار پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ امیر افغانستان روس فرار ہو گئے اور ان کے بھائی یعقوب نے سلجھ کا معاہدہ کر لیا۔ اور برطانوی ریڈیڈنٹ افغانستان میں رہنے لگا۔ لیکن جلد ہی حریت پسندوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور برطانوی ریڈیڈنٹ کو قتل کر دیا۔ صورت حال مزید خراب ہونے کے ڈر سے انگریز نے افغانستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر یعقوب معزول کر دئے گئے اور اٹنہ لارڈ لٹن کی جگہ لارڈ رین کا بطور وائسرائے تقریر ہوا۔ انگریز نے عبدالرحمن کو نیا امیر تسلیم کر لیا۔ لیکن حریت پسندوں کی سرگرمیوں میں کمی واقع نہ ہوئی۔ ۱۹۰۱ء میں لارڈ کرزن نے شمال مغربی سرحدی صوبہ تشکیل دیا اور ڈیورنڈ لائن کے ذریعے سرحدوں کا تعین کیا۔ ۱۹۰۱ء میں امیر عبدالرحمن کے بعد ان کا بیٹا حبیب اللہ خان امیر بنا۔

برطانوی سامراج کی افغانستان پالیسی کے مختلف ادوار کے عمیق مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں نے نام نہاد روسی خطرے کے پیش نظر افغانستان میں اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اس کے لئے اس نے افغانستان کے اندر اپنے آلہ کاروں کا ایک ایسا منظم گروہ تیار کرنے کی کوشش کی جو حریت پسندوں کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھ سکے۔ اور انگریزوں کی مخبری کا فریضہ انجام دے سکے۔ قادیانی تحریک کے خلاف مسلمانوں کے رد عمل اور اس کے سامراج نواز طرز عمل کے پیش نظر پنجاب اسٹیٹس نے لفٹیننٹ گورنر پنجاب میجر رتھرنگ کو تجویز پیش کی کہ افغانستان میں اس تحریک کو بڑھنے چھوٹنے کا موقع دیا جائے۔ تاکہ برطانیہ مخالف جذبات کی شدت کو کم کیا جائے اور مختلف قبائل کو آپس میں لڑایا جاسکے۔

چیف کمشنر سرحد ہیرلڈین نے اس تجویز پر صفا دیکھا اور برطانوی سامراج کے ایک قدیمی اور خفیہ آلہ کار مولوی عبد اللطیف کو ہندوستان بویا گیا جو کابل پر بارہ میں اچھی رسائی رکھتے تھے۔ مولوی صاحب حج کے بہانے ہندوستان آئے اور قادیان تک گئے انہوں نے مرزا صاحب کے دعاوی پر ایمان لانے کا ڈھونگ رچا دیا۔ قادیان سے کئی افغان آلہ کاروں سے رابطہ قائم کیا اور اپنے ایک مرید مولوی عبدالرحمن کے ذریعے فضا ساز کا بنانے کی کوشش کی۔ کابل میں احمد نوری نامی شخص بہت پہلے سے برطانوی سامراج کے لئے کام کر رہا تھا اس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ بھی کیا۔ امیر کابل کو مولوی لطیف کی سرگرمیوں کی اطلاع تھی۔ لیکن انہوں نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا۔ جب یہ قادیان جا سوس تخریب کاری کے پروگرام کی تکمیل کے لئے جولائی ۱۹۰۳ء کو افغانستان پہنچا اور نام نہاد تبلیغ کی تیاری کرنے لگا۔ تو امیر کابل نے اسے گرفتار کر کے مذہبی عدالت میں پیش کیا جہاں مرتد ثابت ہوا اور سنگ سار کر دیا گیا۔

مولوی محمد علی رسالہ ریویو قادیان میں اس واقعے کے متعلق روشنی ڈالتے ہوئے مولوی لطیف کی سنگ ساری کی وجہ بیان کرتے ہیں :-

”صاحب زادہ عبد اللطیف“ قادیان میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ اقامت کر کے جیب اپنے ملک میں واپس پہنچے تو بڑے بڑے عمائد کابل کو اس پاک سلسلہ کی تبلیغ کی۔ اب ان عقائد میں سے جو سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات میں سے ہیں سب سے ضروری عقیدہ خونی مہدی اور جہاد کا انکار ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسیح موعود کے دعوے کی یہی بنیاد ہے۔ امیر افغانستان کو مروجہ عقیدہ جہاد سے یہ علیحدگی باعث خطر معلوم ہوئی۔ افغانستان میں قومی وحدت زیادہ تر تعلیم مسئلہ جہاد کی بنا پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ خونی مہدی کے عقیدے کو معمولی مذہبی اختلاف سے سزا اور گورنمنٹ کی خاطر مضر خیال کر کے امیر نے.... صاحب زادہ کو سنگ سار کر دیا۔“

اس واقعے کو مرزا صاحب نے افغان حکومت کی سیاسی اور مذہبی پالیسی پر کڑی تنقید کا ذریعہ بنایا اور اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں برطانوی سامراج کی حکومت کو تمام اسلامی حکومتوں سے بہتر اور فضیل خداوندی قرار دیا۔

ترکی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا

برطانوی سامراج اور یہودی آقاؤں کے ایماء پر مرزا صاحب نے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کو جس کے حکمران کو خلیفہ قرار دیا جاتا تھا مذہب پر پیگنڈہ کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اور بالکل انہی خطوط پر سازش کی جا رہی تھی جن پر یہودی

کام کر رہے تھے۔ ہنزہل نے صیہونی تحریک (۱۸۹۷ء) کے آغاز کے بعد حرمین شریفین کے محافظ خلیفہ ترکی عبدالحمید کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ یہود کو فلسطین میں آباد کاری کی اجازت دی جائے اور اس کے عوض ایک کثیر مالی امداد کی پیش کش کی۔ تاکہ خلیفہ ترکی اپنی گرتی ہوئی مالی ساکھ کو سنبھالا دے سکے لیکن آپ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا۔ جس کے بعد یہودیوں نے ترکی کی تباہی کی مہم تیز تر کر دی۔ اور سامراج سے اپیل کی کہ وہ اس حکومت کو ختم کر کے فلسطین پر ان کی حکومت کے قیام میں مدد دے۔

ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے پہلے سیاسی غدار تھے جنہوں نے ترکوں کے خلاف مذہب مہم کا آغاز کر رکھا تھا وہ اس سلطنت کی تباہی کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کی بنیاد قرار دیتے تھے اور اعلان کر رہے تھے کہ خلافت جلد ختم ہو جائے گی۔ اپنی تصنیف "نشان آسمانی" (۱۸۹۲ء) میں لکھتے ہیں:-

"مسیح کے ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھ عسست ہو جائے گی..... اور عرب کے بعض حصوں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہوں گے اور ترکی سلطنت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ یہ علامات معہدی معہود اور مسیح موعود کی ہیں جس کو سوچنا ہے سوچے۔"

تحریک صیہونیت کے آغاز (۱۸۹۷ء) کے بعد یہودیوں نے ترکی حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ تیز کر دیا تھا۔ قادیان کے صیہونی مسیح موعود اگرچہ کئی سال سے یہود کے لئے کام کر رہے تھے لیکن ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے بعد انہوں نے اس شرمناک کارروائی میں اضافہ کر دیا۔ مئی ۱۸۹۷ء میں ترک تو نصل متعینہ کراچی لاہور تشریف لائے۔ مسلمانوں نے انہیں ترکی خلیفہ کا نمائندہ قرار دیتے ہوئے ان کا شاندار استقبال کیا جلوس نکالا اور دل کھول کر ان کی پذیرائی کی۔

۱۔ نکی تا، وی سیٹ آف اسرائیل، ماسکو ۱۹۷۲ء مرزا غلام احمد، نشان آسمانی، ربوہ ۱۹۷۲ء

۲۔ سیسل ایوٹھ، بیوش ان سائیکلو پیڈیا، لندن ۱۹۶۶ء ترکی

ان کے طرز عمل سے انگریزوں کے خلاف نفرت کے جذبات عیاں تھے۔ لاہور کی قادیانی جماعت نے ترک سفیر کو مرزا غلام احمد سے ملاقات کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ عام مسلمان اس بات پر خوش تھے کہ ان کے سمجھانے سے شاید مرزا صاحب راہ راست پر آجائیں گے۔ مرزا صاحب نے انگریزوں کی ایماں پر بات چیت کا آغاز کیا اور انگریزوں کی حمایت اور ترکوں کی مخالفت میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ سفیر مذکور شدہ رہ گئے۔ اس پر ان کے دعوے مسترد ہوئے۔ سفیر مذکور کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص مسلمانوں کا ازلی دشمن اور برطانوی سامراج کا پٹھو ہے۔ مذاکرات ختم ہونے کے بعد لوگوں کو نتائج معلوم کرنے کی بڑی چاہ تھی۔ خیر سار ناظم الہند لاہور نے سفیر ترکوں کو ایک خط لکھ کر حقیقت حال معلوم کی اس کے جواب میں آپ نے بتایا کہ مرزا جہالت و فریب کاری کی مجسم تصویر ہے اور اس سلسلے میں مرزا کیچھ کہنا بحث ہے۔ یہ خط جب چھپا تو مسلمانوں نے مرزا صاحب کو خوب لعن طعن کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کا خبیث باطن لوگوں کے سامنے آ گیا۔ ایک اشتہار میں آپ نے اس ملاقات کے متعلق لکھا :-

”میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے یہ آسمانی کارروائی کر رہا ہوں ترک کی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلایا سکیں۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر مذکور کو اپنی بد قسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں ہیں۔ کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصور وار ہے۔ اور خدا سے تقویٰ اور عبادت اور نوع انسانی کی بہدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔“

اس واقعے کے بعد مرزا صاحب نے اپنی وفات تک (۱۹۰۸ء) بارہ سال کے عرصے میں نہایت شد و مد کے ساتھ ترک کی خلافت کے خلاف زہرا گلا۔ ہندوستان کے مسلم پریس نے مرزا صاحب کی ترک دشمنی پر نہایت نواز مہم کا سختی سے نوٹس لیا۔ روزنامہ ”سراج الاخبار“ جہلم نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا :-

مرزائے قادیان کے جھوٹے دعوے اور انبیاء علیہم السلام کی نسبت اس کی توہین آمیز تہنیتیں اور مدت سے مسلمانوں کی سخت دل آزاری کا باعث ہو رہی تھیں مگر اب کی مرتبہ جو اس نے ۱۲ مئی کو ایک اشتہار "حسین کامی سیفیر سلطان روم کے عنوان سے شائع کیا ہے اس سے تو ہندوستان کے ہر طبقے کے مسلمانوں کو انتہا درجہ کا قلق ہوا ہے اس اعلان سے صریحاً ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شخص صرف علماء اہمت ہی کا دشمن نہیں بلکہ ملت اسلام اور روئے زمین کے مسلمانوں کا جانی دشمن ہے اور جس طرح انگلستان میں گلیڈسٹون اسلام اور ترک سلطنت کا معاند ہے اسی طرح ہندوستان میں یہ شخص اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہے جیسا کہ وہ خلیفۃ المومنین جو روئے زمین کے مسلمانوں کا واجب الاستقامت مقتدری ہے اور جو حرمین شریفین کا محافظ ہے اس کی نسبت گلیڈسٹون کا یہ بے باک تقلد ایسی ہی دریدہ دہنی کرتا ہے۔

اجبار میں حضرت جانتے ہیں کہ مرزا قادیان نے جو کچھ لکھا ہے یہ وہی ہے جو گلیڈسٹون اور اس کے یورپین پیروتر کی سلطنت کی نسبت بکا کرتے ہیں۔ قادیان کے اس قول سے کہ "میں نے سیفیر کو یہ بھی کہا ہے کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا خیر بادشاہ۔" ثابت ہوتا ہے کہ اس کا الہام کرنے والا خدا بھی صرف بے چارے مسلمانوں ہی کا دشمن ہے ان کے خون کا پیا ہے اور جو لوگ دین اسلام کے دشمن اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں ان سے خوش ہے اور انہی کو دنیا میں قادیانی اور اس کے گروہ کے ساتھ باقی رکھنے کے لئے منتخب کیا ہے۔" یہ

اسلامی ممالک کے خلاف مرزا صاحب نے نہایت گھٹیا انداز سے پروپیگنڈا کیا۔ لیکن انگریزی حکومت کی ترقی اور سالمیت کے لئے الہامات شائع کئے۔ کبھی یہ کہا کہ خدا کی وحی میں مجھے انگریزی سلطنت کا تعویذ کہا گیا ہے اور کبھی یہ الہام بیان کیا کہ آپ (مرزا غلام احمد) کے ساتھ انگریزوں کا ترمی کے ساتھ ہاتھ تھا اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک نئی بارغ نہیں ہونا، یعنی انگریز آپ کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا تھا اور آپ کی توجہ اور برکت کی وجہ سے خدا انگریز کے ساتھ ہے اور اس کے سامراجی تسلط اور جبر و ظلم اور بربریت اور استحصال پر خوش اور مسلمانوں کی تباہی پر راضی ہے۔

۱ مولانا ابوالقاسم دلاوری، رئیس قادیان - لاہور ۲ مرزا غلام احمد، نور الحق، قادیان

۳ مرزا غلام احمد کی وحی تذکرہ، مارچ

اپنی وفات سے ایک سال قبل ۱۹۰۷ء میں آپ نے اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت کے
ان سے ایک استہار شائع کیا جس میں اسلامی ممالک کے بارے میں قادیانی عزائم کی واضح جھلک دکھائی
سکتی ہے۔ فرماتے ہیں :-

”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر کابھندوں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے
انگریزوں کی آزادی کی تحریکات کی طرف اشارہ ہے۔ مؤلف (گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی
تین ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی
رائے میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان
میں موجود ہیں اور جو بفضل تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری
تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور سرسری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی
کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان کی ظاہر حمایت میں
میرا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ
ظالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات
کے لئے جن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچا دے اور

ذوق کرے کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عکاداری میں رہ کر یا بلکہ اور مدینہ میں رہی ہیں
پنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں، سرگرم نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی
تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحب زادہ عبداللطیف صاحب چودھری
کابل کے ایک معزز اور بزرگ اور نامور رئیس تھے جن کو مرید پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت
میں داخل ہوئے تو محض اسی مقصد سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے امیر حبیب اللہ خاں نے
نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کر دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی
خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔“

آپ مزید رقم طراز ہیں :-

”یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے

ایسی سلطنت کا بھلا نام تو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو سو تم اس خدا داد نعمت

کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس

ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں نابود کر دے گی

اور یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتابھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور

ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام مالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل

ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر چیر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور

تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا کام

ہے سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خوشخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف

سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہو۔ ذرا اور کسی سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو تم سے

کیسا سلوک کیا جاتا ہے سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک

برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔

خدا نے مرزا غلام احمد کی برطانوی سامراج اور صیہونی تخریب کاروں کے آلہ کار ہونے

کے ثبوت میں ایک ایسی زبردست شہادت مہیا کر دی ہے جس کے بعد کسی شک

شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ ہم نے بتایا کہ ہرزائے تخریب صیہونیت کی بنیاد رکھ کر اعلان کیا کہ اس نے فلسطین

میں یہودی ریاست قائم کر دی ہے۔ ترک خلیفہ سے یہودی کی آباد کاری کے سلسلے میں لین دین میں ناکامی کے

بعد ۱۹۰۲ء میں اس نے برطانوی سکریٹری نوآبادیات جوزف چیمبر لین سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے تجویز پیش کی

کہ یہودی یوگنڈا میں ایک ریاست قائم کر لیں۔ یہودی رہنما ویدیان اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ بعض یہودی تاجر اس سیکر کے حق میں تھے لیکن یہودی بھاری اکثریت آباؤی وطن اور اجداد کی سرزمین کا لحاظ رکھتے ہوئے اس سیکر کے سخت مخالف تھے۔

اچھٹی عالم صیہونی کانگریس ۱۹۰۳ء نے یوگنڈا اسکیم اور ایسی تمام سکیمیں جن کے تحت امریکہ، کینیڈا، ارجنٹائن، آسٹریلیا، انگولا وغیرہ میں یہودی ریاست قائم کی جانے کی تجاویز پر بحث تھیں یکسر مسترد کر دیں۔ البتہ علاقائی تحریک (Federation Movement) کے بعض علم بردار جن کا سرخیل اسرائیل زینگول تھا یوگنڈہ سیکر کے حامی تھے۔ اسی طرح علاقائی تحریک کا ایک اور علم بردار جان الیکزنینڈر ڈوئی تھا۔ جو آسٹریلیا کا باشندہ تھا اور روحانی معالج ہونے کا مدعی تھا۔ اس نے کرپن اپاسٹیٹ چرچ میں صیہونیت کی بنیاد رکھی ہے اور شنگاگو (امریکہ) میں ۱۸۹۶ء کے لگ بھگ یہودی شہر صیہون بسانا شروع کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس جدید شہر سے وہ ایک تحصیل ہی کو نہیں، ایک ریاست، ایک قوم، ایک براعظم، ایک نصف کرہ بلکہ ساری دنیا کو کنٹرول کرے گا۔ ڈوئی صیہون شہر کا جنرل اور سریر تھا اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ یہودی سلسلہ کے آخری نبی ملائی کا حواری ہے۔ ۱۹۰۱ء میں جب قادیان میں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ڈوئی نے امریکہ میں ایلینارہی ہونے کا دعویٰ کیا جو یہودی تعلیمات کے مطابق مسیح موعود سے قبل ظاہر ہو گا۔ ڈوئی کے صیہون میں پانچ ہزار لوگ مختلف ممالک سے آ کے بس گئے۔ شہر میں نہ تو کوئی تھیمپٹر تھا اور نہ ناچ گھر، سگریٹ، شراب اور سور کے استعمال پر سخت سزائیں دی جاتیں۔ ڈوئی نے جلد ہی اتنا رسوخ پیدا کر لیا کہ صیہونیت کے علم برداروں کو خطرہ لاحق ہوا کہ یہ شخص امریکہ میں ہی ایک متوازی یہودی ریاست قائم نہ کرے اور فلسطین میں ریاست کے قیام کی تجویز پر براثر پڑے۔ صیہونیوں نے ڈوئی کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے اس کی سکیم اور شخصیت کے متعلق پروپگنڈا شروع کیا۔ اور اس کے ایک معتدولبر گلین وولوا کے ذریعے ایک سازش کرا کے ۱۹۰۵ء میں اسے صیہون کے جنرل اور سریر کے عہدے سے معزول کر دیا اس پر متعدد ازدواج اور فنڈز کے غلط استعمال کے الزامات لگائے گئے۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں ولبر گلین صیہون پر

۱۵ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، زیر لفظ ڈوئی

۲۲ نئی دنیا، ص ۲۲

۱۶ جلال الدین شمس - صداقت حضرت مسیح موعود، باب ۵ ص ۹۶

قبض ہو گیا مارچ ۱۹۰۷ء میں ڈوٹی نے وفات پائی۔

ڈوٹی کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لئے صیہونوں نے قادیان کے نبی کی پیٹھ ٹھونکی۔ انہوں نے ۱۹۰۲ء میں ڈوٹی کو روحانی مقابلہ کا چیلنج دیا تاکہ وہ اپنی توانیاں ان سے مقابلہ میں ضائع کر دے۔ اور اپنی سکیم کو پورا نہ کر سکے۔ لیکن اس نے رسید تک نہ دی البتہ یہودی پریس نے مرزائی مقابلہ کو خوب اچھالا۔ ۱۹۰۲ء میں اس کو دوبارہ دعوت مقابلہ دی گئی جسے یہودیوں نے امریکہ کے ۳۲ کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع کر دیا اور ڈوٹی کی توجہ اس طرز مبذول کرائی۔ وہ اس بحث سے عمداً گریز کر رہا تھا وہ مرزائی چیلنج کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا لیکن یہود نواز پریس اور صیہونی اس مقابلے سے لوگوں کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ ڈوٹی یہودی ریاست قائم کرنے میں مخلص نہیں۔ اور وہ ایک محمدی مسیح کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں اور دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا سے یہود کو اکٹھا کر کے مسلمان ریاستوں کو ختم کر دے گا۔ آخر کار جب وہ اپنی غلطیوں اور اپنے معتد کی سازش کے باعث معزول ہو گیا اور مرزا صاحب کے مرنے سے ایک سال قبل ۱۹۰۷ء میں مرگیا۔ تو مرزا صاحب نے اس سے اپنی نبوت کے ثبوت میں بطور نشان پیش کیا لیکن ان کی اصل خدمت یہ تھی کہ انہوں نے ایک علاقائی تحریک کو ناکام بنانے اور اس کے سربراہ کو بدنام کرنے کی تحریک صیہونیت کو اپنے مخصوص مذہبی ہتھکنڈوں کے ذریعے زبردست مدد پہنچائی۔ مذہبی بنیادوں پر اٹھائی گئی یہودی علاقائی تحریک کو مذہبی ہتھیاروں سے ناکام بنایا اور عالمی صیہونی تحریک کے اصل مقصد یعنی ترکی خلافت کو ختم کر کے فلسطین میں یہودی ریاست قائم کرنے کی تحریک میں بلا واسطہ امداد فراہم کی۔

ان "خدمات جلیلہ" کے نتیجے میں پنجاب کے فنانشل کمشنر مسٹر ولسن اور گورداسپور کے یہودی نواز ڈپٹی کمشنر سی۔ ایم کنگ بنفس نفیس قادیان گئے۔ تخلیہ میں بات چیت ہوئی۔ اخبار الحکم قادیان نے خیر مقدم نمبر

ڈوٹی کی زندگی اور تحریک کے بارے میں تفصیلی حالات ڈکشنری آف امریکن بیابان فی مرتبہ ایل جانسن اینڈ ڈوما، نیویارک

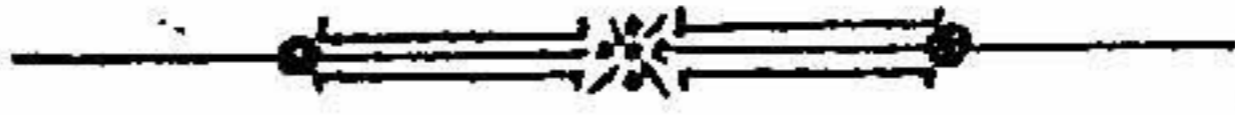
۱۹۵۹ء ص ۲۱۵ اور ویسٹرن بیابان ڈکشنری، امریکہ ۱۹۶۲ء میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۲۵ مرزا غلام احمد کی تالیف

حقیقت الوحی ۱۹۰۷ء میں ان اخبارات کے نام اور مقابلے کی تفصیلات درج ہیں ۲۵ اس سلسلے کی مزید بحث کے لئے

ملاحظہ فرمائیے ماہنامہ البلاغ کراچی۔ اپریل ۱۹۷۳ء

کال کر قادیانی جماعت کی طرف سے سرکار انگریزی کو بھرپور حمایت کا یقین دلایا اور گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات و محاسن کو مالک اسلامیہ میں پھیلانے کے عہد کی تجدید کی۔ درون خانہ نجات و پز کے بعد سیاسی مناہجت کے نئے رشتے استوار ہوئے۔ اور مالی امداد کی نئی راہیں کھلیں۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سماراج اور یہود کے سیاسی اجیر، وحدت اسلامی کے دشمن، گالیوں کے پیغمبر تکفیر ال قبلہ کے داعی، مسیلمہ کے جانشین اور شاتم رسولؐ مرزا نے قادیان سے ایک مکروہ حالت میں وفات پائی۔



حکیم نور الدین کا دور

۱۹۰۸ء — ۱۹۱۲ء

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد قادیانی تحریک کے روح رواں حکیم نور الدین بھٹی نے قادیان کی گدی سنبھالی حکیم صاحب مہاراجہ کشمیر رنیر سنگھ کے زمانے میں ۱۸۶۶ء کے لگ بھگ کشمیر دربار سے بطور طبیب وابستہ ہوئے۔ آپ دراصل برطانوی انٹلی جنس کی طرف سے اس کام پر مامور تھے کہ مہاراجہ کشمیر کی روس سے سانباہ پر اطلاع رکھیں۔ رنیر سنگھ روس کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا خواہاں تھا۔ کیونکہ اسے اس بات کا خدشہ تھا کہ انگریز اپنے تو وسیع پسندیدہ عزائم کی تکمیل کے لئے کسی وقت کشمیر پر قبضہ کر کے معاہدہ امرتسر (۱۸۴۶ء) کی دھجیاں بکھیر دے گا۔ جس معاہدہ کی روس سے اسے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ رنیر سنگھ نے برطانیہ کے خلاف روس کی امداد کے حصول کے لئے ۱۸۷۰ء میں چار افراد پر مشتمل ایک وفد ماسکو روانہ کیا۔ دو افراد تو راستہ ہی میں برطانوی انٹلی جنس کے ہاتھوں مارے گئے باقی دو افراد بچتے بچاتے تاشقند پہنچے۔ ان کے نام سر قمر خان اور عبدالرحمن تھے۔ نزار روس سے بات چیت ہوئی، لیکن وفد کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ ایک شرط قائم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد رنیر سنگھ نے یاباکرم پرکاش کو فانی

۱۵ ممتاز احمد مسند کشمیر لاہور ۵

۱۶ دوندرا کوشک، سنٹرل ایشیادان ماڈرن ٹائٹلز، ماسکو، ۱۹۷۰ء۔ ص ۱۰۴

سفیر کی حیثیت سے روس بھیجا لیکن زارا پنے داخلی مسائل میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ امداد دینے کی کوئی پختہ
 یقین دہانی نہ کر سکا۔ ۱۸۸۵ء میں ریبیر سنگھ کے مرنے کے بعد پرتاپ سنگھ نے کشمیر کی گدی سنبھالی
 حکیم صاحب ان کے زمانہ اقتدار میں بھی بدستور انگریزوں کے لئے اٹلی جنس کرتے رہے۔ پرتاپ سنگھ
 ہی روس سے تعلقات بڑھانے کا خواہاں تھا۔ حکیم صاحب نے مہاراجہ کے بھائیوں رام سنگھ اور
 مر سنگھ کو گانٹھ رکھا تھا ان کے ذریعہ بعض سیاسی معلومات حاصل کر کے انگریزوں کو پہنچائی جاتی
 تھیں۔ آخر کار مہاراجہ کی روس نواز سرگرمیوں پر اطلاع پا کر انگریزوں نے اس کے اختیارات سلب کر
 کے کشمیر کا نظم و نسق ایک کونسل کے سپرد کر دیا۔ اس سازش میں حکیم نور الدین کا گہرا ہاتھ تھا۔ کافی تک
 وریقین دہانیوں کے بعد مہاراجہ کشمیر نے جب دوبارہ حکومت سنبھالی تو اس نے حکم دیا کہ حکیم نور الدین
 چوبیس گھنٹے کے اندر اندر سٹیٹ سے نکل جائے۔

حکیم صاحب نے پہلے ہی مرزا صاحب سے رابطہ رکھا ہوا تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپ قادیان آ گئے۔

حکیم صاحب نے جب قادیان کی گدی سنبھالی اس وقت (۱۹۰۸ء) اسلامیان
 عالم خصوصاً ترکی حکومت کے خلاف سلما جی ریشہ دو انبیاں جاری تھیں۔

جنگ بلقان

استعماری طاقتوں نے ترکی مقبوضات میں قومیت کے فتنہ کو ابھارا اور داخلی انتشار کو ہوا دی۔
 جس کے باعث بلقانی ریاستیں سر ویبا۔ مانٹی نیگرو۔ رومانیہ اور بلغاریہ ترکی سے الگ ہو گئیں۔ اور
 جزیرہ نمائے بلقان میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے خانہ جنگی شروع کر دی۔ ترکی زیادہ تر جرمنی سے
 اپنے تعلقات استوار کر رہا تھا۔ قیصر ولیم جرمنی بھی اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کا متمنی تھا
 اس نے ترکی کو تجارتی مراعات دیں اور قسطنطنیہ سے بغداد تک ریل کی پٹری بچھانے کی پیشکش
 کی۔ تاکہ خلیج فارس میں داخل ہو کر مشرق قریب اور مشرق بعید میں برطانوی اثر و نفوذ پر ضرب کاری
 لگا سکے۔ جرمنی کے خلاف برطانیہ۔ فرانس اور روس نے اتحاد ثلاثہ بنا رکھا تھا۔

حکومت ترکی کو بیرونی جارحیت اور سامراجی صیہونی ریشہ دوانیوں کے ساتھ ساتھ بہت سے

۱۰۴ دو ندر اکو شک۔ سنٹرل ایشیا ران ماڈرن ٹائمز۔ ماسکو ۱۹۷۰ء ص ۱۰۴

۱۰۵ تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص ۳۹۴

داخلی مسائل بھی درپیش تھے۔ ۱۹۰۸ء میں نوجوان ترکوں (ینگ ٹرکس) نے فوجی بغاوت کر دی۔ سلطان عبدالحمید کو معزول کر کے محمد خامس کو سلطان مقرر کر دیا گیا انقلاب کی افرا تفری سے فائدہ اٹھا کر آسٹریا نے اور ہرزئی گووینا کی ریاستوں کا الحاق کر لیا۔ ۱۹۱۲ء میں ترکی کی بلقانی ریاستوں سے باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔ ترکی سلطنت کی حمایت میں ہندوستان کے مسلمانوں نے زبردست تحریک چلائی۔ انہیں عثمانی حکومت اور اس کے خلیفہ سے وابہانہ لگاؤ تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اخبار البہلال اور مولانا ظفر علی خاں نے اخبار زمیندار کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی۔ علی گڑھ کے طلباء نے ترک مجر دین کی امداد کے لئے چندے جمع کئے۔ لیکن اس نازک دور میں قادیانیوں نے ملکی اور بین الاقومی سطح پر ترکوں کے خلاف سر اگلا۔ ترکوں کو جب جنگ بلقان میں ہزیمت اٹھانا پڑی تو قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے اور ترک مخالف پروپیگنڈا کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بلقان کی جنگ کی نسبت مرزا صاحب کے ان الہامات میں پہلے سے خبر موجود ہے جو قادیانی پرچے ریوآف ریسیجز جنوری ۱۹۰۴ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس وحی کی رو سے "ترک اپنے پاس کے علاقہ میں مغلوب ہوں گے اور اپنے مغلوب ہونے کے بعد جلد بھڑ غالب ہو جائیں گے۔ چنانچہ قسطنطنیہ جو ترکوں کا دارالخلافہ ہے اس کے پاس ہی بلقانی طاقتوں سے ترکوں کو شکست ہوئی۔ اور فوراً ہی ان کی آپس کی خانہ جنگی کے باعث ترکوں کو ایڈریا نوپل کی فتح عظیم حاصل ہوئی جس سے پیش گوئی کے دونوں پہلو خارق عادت طور پر پورے ہوئے۔"

لندن میں حکیم نور الدین نے خواجہ کمال الدین کو روانہ کر رکھا تھا۔ جو برطانوی فارن آفس اور عالمی صیہونی تنظیم (WZO) کے یہودی اراکین سے ساز باز رکھتے تھے۔ آپ وکننگ مشن کے انچارج تھے۔ جو استعمار کا سیاسی اڈہ تھا۔ خواجہ صاحب لندن میں پریکٹس کرتے تھے۔ اور تبلیغ سے ان کو کچھ تعلق نہ تھا۔ آپ نے لندن میں ایک پمفلٹ شائع کر لیا۔ جس میں بقول مؤلف تاریخ احمدیت لکھا کہ "ترکی حکومت کی تباہی کی پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔ احمدی نے نو سال پہلے یہ سب کچھ بتا دیا"

۱۔ مرزا محمود احمد، زندہ خدا کے زبردست نشان، قادیان۔ اپریل ۱۹۱۷ء۔ ملاحظہ فرمائیں میاں فضل حسین کی تقریر مندرجہ ذیل ریویو آف لندن اکتوبر ۱۹۲۷ء، حوالہ الفضل ربوہ۔ یکم ستمبر ۱۹۵۶ء

تھا۔ یورپی یہودیوں نے قادیانی تحریک اور احمدی کی پیش گوئی میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ لندن میں کسی ہندوستانی کی ترکوں کی مخالفت میں اٹھائی جانے والی یہ پہلی آواز تھی۔

ترکوں کے خلاف سازشیں اور ریشہ فروشیاں برطانوی سامراج کا ایک معمول بن چکی تھیں۔ کئی یہودی ہندوستان سے مشرق وسطیٰ گئے تاکہ

مرزا محمود کا سفر حجاز

ان سازشوں کو پران چڑھا سکیں۔ ۱۹۱۲ء کے لگ بھگ ایک یہودی نامہ آتار قدیمہ ہو کر متحد کی سرپرستی اور ایماء پرٹی۔ اکی۔ لارنس نے عربوں کو ترکوں کے خلاف صف آرا کرنے کی سازش کی۔ برطانوی انٹلیجنس کے علاوہ یہودی تخریب کار لارنس آف عربیہ کے پشت پناہ تھے۔ ان تمام سرگرمیوں کا مرکز قاہرہ تھا۔ مصر پر انگریز کا قبضہ ہونے کے باعث اس علاقے کو بطور بیس استعمال کیا گیا۔

یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ قادیان میں مبلغوں کے روپ میں برطانوی انٹلیجنس کے کارندے موجود رہتے تھے جن کو انڈیا آفس مشرق وسطیٰ روانہ کرتا۔ ان "شرعی عربوں" میں عراق کے ایک شخص عبدالحی عرب تھے جنہیں حکیم صاحب نے برطانوی انٹلیجنس کے مشورے سے بلاذیر عربیہ بھیجا۔ اس سیاسی مشن میں نورالدین نے ان کے ہمراہ اپنے مرشد زادے مرزا محمود احمد اوزدان کے نامہ نواز ناصر نواب کو بھیجا۔ قادیان طائف پہلے حجاز پہنچا۔ وہاں ایک مکان کرائے پر لیا اور قادیان سے نیم ندھی نیم سیاسی لٹریچر ساتھ لے کر گئے تھے۔ اسے تقسیم کرنے لگے۔

عبدالحی کی زبان عربی تھی اس لئے اسے سیاسی تبلیغ میں آسانی تھی۔ اتفاق سے مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اس زمانے میں حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آپ نے جو اس مبارک مقام پر قادیانیوں کی سرگرمیاں دیکھیں تو میدان عمل میں آگئے۔ اور انہیں لاکار نے لگے۔ بھوپال کے خالد نامی ایک صاحب (مؤلف کو ان کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے) نے قادیانیوں کے سیاسی عزائم سے حکومت کو آگاہ کیا۔ چند ہی روز میں عربوں کو معلوم ہو گیا کہ ایک ہندی کتاب کا بیٹا یہاں ازندا و پھیلا نے میں مصروف ہے۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ مرزا محمود جہاں سے گزرتے عرب اشارے کرتے اور

کہتے۔ ہذا ابن قادیانی۔

مولانا ابراہیم نے بعد کھٹی اور مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دیا۔ لیکن دونوں نے فرار اختیار کر لیا۔ عربوں اور حکومت کے احتساب سے قادیانی طائفہ قدم نہ جما سکا۔
مرزا محمود نے چند سال بعد اپنی کارروائیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا :-

”میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ مکرمہ) تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی لیکن جیسا ہم وہ مکان چھو کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا۔ کہ اس قسم کوئی شخص یہاں تھا“

عجمی لائسنس

نور الدین نے قادیانی طائفہ کے دورے کی رپورٹ کی روشنی میں دو قادیانیوں

زین العابدین۔ ولی اللہ شاہ اور شیخ عبدالرحمن کو ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کو

روانہ کیا۔ برٹش ایجنسی قاہرہ۔ شام۔ حجاز اور عراق میں اپنے جاسوس تعینات کر رہی تھی۔ لائسنس اور عربیہ صحرائے سینائی میں فوجی انٹلیجنس میں لگا ہوا تھا۔ کئی انگریز شریف مکہ کو اکسانے اسے ترکوں کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر رہے تھے کیونکہ مکہ و مدینہ سے ترک حکومت کے خلاف کامیاب یہ تھا کہ ترکی حکومت سے حرمین شریفین کے محافظ ہونے کا منصب چھین جائے۔ اور ان کی دینی سیادت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ولی اللہ اور شیخ عبدالرحمن قادیانی مصر پہنچ کر برطانوی ریڈیٹنٹ جنرل کچر سے ملے کچھ عرصے تک ترک اقتدار کے خاتمہ کیلئے سرگرم برٹش ایجنسی قاہرہ کے ساتھ کام کیا۔ بعد میں ولی اللہ شاہ نے عبدالرحمن کو قاہرہ چھوڑا اور خود ایجنسی کی ہدایات پر بیروت چلا گیا۔ بیروت جا کر قادیانی کے لائسنس نے ترک حلقوں میں اثر و نفوذ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مرزا محمود کے بقول تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ

وان طلباء میں اثر و رسوخ پیدا کیا۔ ہندوستان میں ترکوں کی حمایت میں زبردست تحریک جاری تھی
 لئے ترک ابن ہند کے بارے میں پُر خلوص جذبات رکھتے تھے۔ ان سے فائدہ اٹھا کر اس نے ترکوں کے
 می کاروپ دھار کر بیروت، حلب اور بیت المقدس میں برطانوی انٹلی جنس کے لئے کام کیا۔ حتیٰ کہ
 ملاح الدین ایوبی کالج میں ترکوں کی سفارش سے لیکچرار مقرر ہوا۔

شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری اپنی تالیف "القادیئۃ" میں جنگِ عظیم اول کے وقت
 قادیانیوں کی سازشوں کی بابت فرماتے ہیں:-

"اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لئے
 تہائی خطرناک ہے خصوصاً جاسوسی کے بارے میں۔ کیونکہ پہلی جنگِ عظیم کے وقت انگریزی سامراج
 نے ایک قادیانی مسی ولی اللہ زین العابدین کو سلطنتِ عثمانیہ میں بھیجا جس نے وہاں یہ ظاہر کیا کہ وہ
 سلطنتِ عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اس کو پانچویں ڈویژن کے
 مائجر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں قدس میں یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرار
 مقرر کر دیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئیں تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین اس
 شکر میں شامل ہو گیا۔"

قادیان کے لائسنس کا مزید تذکرہ ہم آئندہ صفحات میں کر رہے ہیں۔ شیخ عبدالرحمن جسے ولی اللہ نے
 قاہرہ چھوڑا تھا برطانوی انٹلی جنس اور قادیان کے درمیان رابطہ انسر کے فرائض انجام دیتا رہا۔ یہاں
 کہ یہ وہی شیخ مذکور ہیں جو شیخ عبدالرحمن مصری کے نام سے مشہور ہیں آج کل لاہور جماعت میں
 شامل ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں آپ ہی نے مرزا محمود کی اخلاقی حالت پر شدید اعتراضات کیے اور بتایا کہ
 قادیان میں ایک سپر سیکس مارکیٹ قائم ہے۔ آپ نے جی ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا کہ مرزا
 محمود زنا کار ہیں تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس کا نشانہ بناتے ہیں اور انہوں نے
 ایک خفیہ سوسائٹی بنا رکھی ہے جس میں زنا ہوتا ہے۔"

۱۵ مرزا محمود احمد، منصبِ خلافت، قادیان ۱۹۱۲ء ص ۵۸

۱۶ محمد منیر القادری، القادیئۃ، دمشق ص ۱۲۔ بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۱ مئی ۱۹۶۳ء

۱۷ ممتاز احمد فاروقی مرزائی، فتح حق، لاہور ص ۳

مصالح العرب

۱۹۱۳ء میں عبدالحی عرب نے انڈیا آفس کے افسار کے اشارے پر قادیانی پرچے البدر کے ساتھ ایک عربی ضمیمہ مصالح العرب کے نام سے جاری کیا جس میں عربوں کی ترک مخالفت تحریک کو ابھارنے۔ برطانوی سامراج کی مذموم نوآبادیاتی پالیسی کو کامیاب بنانے اور عالم عرب کے داخلی انتشار کو ہوا دینے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اسی قسم کا ایک پرچہ عرب بیورو قادیانی نے فارن آفس لندن کی ہدایت پر جاری کیا جس کا نام عرب بلٹین تھا۔ قادیانی پرچے کی مشرق وسطیٰ کے یہودی مراکز کے ذریعے وسیع شہیر ہوتی تھی۔

عبرت انگیز وفات

۱۹۱۴ء میں حکیم نور الدین نے وفات پائی۔ آپ نے مرزا غلام احمد کو پوری سیاسی جانشینی کی اور یہ کوشش کی کہ مرزا محمود اس قلم ہو جائے کہ ان کے مرنے کے بعد قادیان کی گدی سنبھال سکے۔ آپ نے اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی کیونکہ خواجہ کمال الدین۔ مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ نے مرزا صاحب کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ لوگ جان گئے تھے کہ نور الدین اپنے بعد مرزا محمود کو گدی پر بیٹھانا چاہتا ہے انہوں نے عقائد کی بحث اور انجمن احمدیہ کی جانشینی جیسے مسائل چھپڑے۔ حکیم نور الدین نے ہر طرف پر مرزا محمود کا دفاع اور ان کی راہ نمائی کی۔ مرزا غلام احمد کی زندگی میں بھی جب مرزا محمود پر زنا کا الزام لگا اور مرزا صاحب نے اس واقعے کی تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تو یہ نور الدین ہی تھے جنہوں نے عینی گواہوں کو کھسکا کر شہادتوں کی کمی کے شرعی عذر کی بنا پر معاملہ ٹھپ کر دیا تھا۔ مرزا محمود نے بھی اپنے آپ کو باپ کی سیاسی وراثت کا اہل ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں حکیم صاحب وفات پا گئے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں حکیم صاحب کی وفات کو عبرت انگیز قرار دیتے ہوئے پیغام صلح لاہور کے نامہ نگار نے لکھا۔

کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بڑی طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے

۱۰ محمد علی (امیر جماعت لاہور) حقیقت الاختلاف اور مرزا محمود کی تصنیف آئینہ صداقت ملاحظہ ہو۔

سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاپچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرزا اور آئندہ جہاں میں بھی
 کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنقوان شہاب میں مرزا اور اس کی
 بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔" لہ



سیاسیاتِ دورِ ثانی

۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۸ء

مرزا محمود احمد، نور الدین کی وفات کے بعد قادیان کی گدی پر قابض ہو گئے۔ آپ کو برسرِ اقتدار لانے میں آپ کے نانا میر ناصر نواب، مامول میر اسحاق اور انصار اللہ پارٹی کا ہاتھ تھا۔ بہر حال انہوں نے مرزا صاحب کے سیاسی دلالوں کے طائفے کو پچھاڑ دیا۔ مرزا محمود نے ۲۵ سال کی عمر میں قادیان کی گدی پر قبضہ کیا۔ اور اطلاع کے طور پر انگریزوں کو تار دے دئے گئے۔

ترک دشمن پروپیگنڈا | تختِ خلافت پر براہِ جان ہونے کے بعد مرزا محمود نے برطانوی سپہونی پالیسی کے عین مطابق ترکوں کی مخالفت اور عثمانی سلطنت کی تباہی کا ٹھمرناک پروپیگنڈا کیا۔ عربی کا ایک رسالہ 'الدین السچی' کے نام سے تالیف کر کے اسے عرب ممالک میں وسیع پیمانے پر تقسیم کرایا۔ اور مرزا غلام احمد کی وحی کی روشنی میں ترکی حکومت کی تباہی کو الہی تقدیر بتایا۔

مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:- کہ مرزا محمود نے اس سلسلے میں تمام عالم اسلام کو حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایمان لانے کی بھی پرزور دعوت دی۔ اور اعلان فرمایا کہ جو اصحاب مامورِ وقت کی صداقت سے متعلق تحقیق کرنا چاہیں وہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی کر سکتے ہیں۔

۱ باہمی گروہ بندی کے اسباب کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد کی تالیف 'خلافت احمدیہ پر ایک نظر' لاہور ۱۹۷۰ء

۲ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۱۶۹

قادیانیوں کی ان شرمناک کارروائیوں کے برعکس علاقے حق ترکی کی مدد سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ ۱۹۰۵ء سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی قیادت میں آزادی کے ایک پروگرام پر عمل ہو رہا تھا۔ جس میں پروفیسر برکت اللہ حبیبی عظیم آزادی پسندوں کے علاوہ راجہ مہندر پرتاب اور لالہ ہر وپال جیسے ہندو مجاہدین آزادی بھی شامل تھے۔

حریت پسندوں کا ہیڈ کوارٹر کابل میں تھا۔ اور برلن۔ استنبول۔ انقرہ۔ مدینہ منورہ اور قسطنطنیہ میں دیگر مراکز قائم کئے گئے تھے۔ شیخ الہند نے ترکی کے جرنیل غازی انور پاشا سے ہندوستان پر حملے کی منظوری لینے اور افغانستان اور ترکی کا معاہدہ کرانے کے لئے حجاز کے گورنر غالب پاشا اور جمال پاشا جی اوسی سے ملاقات کی۔ آپ نے غالب پاشا کی وساطت سے انور پاشا سے ترک حملے کی منظوری لے لی۔ غالب پاشا، انور پاشا کی جنگی کمیٹی کے سیکریٹری بھی تھے۔ آپ نے افغانستان اور ترکی کا معاہدہ بھی کرادیا۔ لیکن ہندوستان میں ریشمی رومال کے انگریز انٹرنیشنل جنس کے ہاتھ آجانے سے یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ بین الاقوامی سطح پر انقلابیوں کی تحریک کو ناکام بنانے اور ان کی جاسوسی کرنے میں بعض قادیانی پیش پیش رہے۔

مرزا محمود کی خلافت کی دکان سچی ہی تھی کہ جنگ عظیم اول چھڑ گئی۔ یورپ کی دوں

جنگ عظیم اول

عظیمی۔ جرمنی اور آسٹریا کی طرف سے بلغاریہ نے اکتوبر ۱۹۱۵ء میں جنگ

میں شریک ہونے کا اعلان کیا۔ ترکی کو نومبر ۱۹۱۴ء ہی میں جنگ میں پھنسا دیا گیا۔ ترکی جنگ میں شامل ہونے میں پس و پیش کرتا رہا۔ لیکن جرمنی نے اسے روس سے جنگ میں ایک سازش کے ماتحت ابھرا دیا۔ جنگ شروع ہوتے ہی قادیانی پرچوں نے برطانوی سامراج کی مدح و توصیف اور ان کی جانی و مالی امداد کے پر زور اعلانات شائع کئے۔ ترکی کے خلاف نہایت مکروہ پروپیگنڈا کے ساتھ ساتھ ترکی خلافت کے نظریے کو باطل قرار دیا گیا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) نے ترکی کے شامل جنگ ہونے کو بے سبب اور بے وجہ قرار دیا اور خلیفۃ المسیح ثانی کی نام نہاد خلافت کے خاتمے کا پر زور اعلان کیا۔“ قادیانی برطانوی صیہونی

آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ترکوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے علاوہ انگریزوں کی عملی مدد کے لئے میدان میں آگئے۔ وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ جن جن علاقوں میں برطانوی سامراج کا تسلط ہوگا وہاں نبوت کاذبہ کی تبلیغ کے نام پر سیاسی مراکز قائم کئے جاسکیں گے۔ اور جماعت کو ترقی حاصل ہوگی۔ فوجی بھرتی کے لحاظ سے قادیانیوں کی پوزیشن کمزور تھی۔ کیونکہ ان کی تعداد کم تھی۔ البتہ انگریزوں کی وفاداری پر کامل اعتماد کرتے ہوئے فوجی کمپنیوں میں قادیانی رضا کار سی۔ آئی۔ ڈی کے لئے تعینات کئے۔ یہ قادیانی قاہرہ انسٹی جنس کی ہدایت پر کام کرتے۔ اسی انسٹی جنس ادارے سے لارنس۔ فیو کووم۔ جارج لارڈ۔ دلی اور آریبری ہزبرٹ جیسے سیاسی اور فوجی جاسوس وابستہ تھے۔ ان کا سربراہ ایک یہودی کرنل گلبرٹ کلین تھا۔ جنگ عظیم کے زمانے میں مشرق وسطیٰ میں برطانوی اور یہودی آقاؤں کی ہدایت پر قادیانیوں نے جو شرمناک سازشیں کیں۔ اس خوشحکاں داستان کے کچھ حصے ملاحظہ فرمائیں۔

جنگ عظیم کے دوران ترک افواج بہادری کے شاندار نمونے پیش کر رہے تھے

سقوطِ بغداد

فروری ۱۹۱۵ء میں لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند ایک نیم فوجی نیم سیاسی مشن

پر عراق روانہ ہوا۔ وہ اتحادیوں کے گیلی پولی کے مقام پر ترک افواج پر حملہ کے منصوبے کا جائزہ لینے جا رہا تھا۔ اس کے اس سفر پر روشنی ڈالتے ہوئے افضل قادیان نے اس مذموم مشن کی کامیابی کی دعا کی اور تحریر کیا :-

" لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج، اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

یقیناً اس نیک دل افسر کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ..... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکم ان بنانا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوئی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعتِ اسلام

کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔ یہ
 جنگ عظیم کے آغاز میں ترک اور جرمن افواج نے عراق میں برطانوی سامراج کے کئی مواقع پر دانت
 کھٹے کئے۔ ایک موقع پر انڈین آرمی آفیسر جنرل ٹاؤن شینڈ (Townshend) کی زیر کمان
 دس ہزار برطانوی ہندوستانی افواج کو ترک کمانڈر خلیل پاشا نے جرمن فیلڈ مارشل وان داگاز
 (von der Goltz) کی مجوزہ جنگ حکمت عملی کے تحت قلعہ کے مقام پر محاصرے میں

لے لیا۔ برطانوی مہماتی دستے اس محاصرے کو توڑنے میں ناکام ہو گئے۔ برطانیہ کے وائسرائے، انڈیا آفس
 اور مصر کے انٹلی جنس بیورو کو اس صورت حال سے اذ حد فکر لاحق ہوئی۔ لندن میں اس مسئلے پر غور کرنے
 کے لئے ایک اجلاس بلایا گیا۔ اور جنرل رابرٹس نے قاہرہ تار دیا۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے خلیل پاشا یا
 نجیب کو دس لاکھ پونڈ تک کی رقم دے کر فوجیوں کو گھیرے سے نکلوا یا جائے۔ برطانوی پولیٹیکل آفیسر
 پرسی کوکسن اسے ایک شرط منصوص بتاتا ہے۔ بہر حال لارنس آف عربیا، انٹلی جنس بیورو کے یہودی
 افسر زبری ہریرت کو ساتھ لے کر خلیل پاشا کو ملا۔ اور بیس لاکھ پونڈ تک کی پیش کش کی۔ لیکن انہوں
 نے اس رقم کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور جنرل ٹاؤن کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ
 دریں اثناء جنوری ۱۹۱۶ء میں تشکیل دئے جانے والے عرب بیورو قاہرہ کے یہودی سہراہ سرگٹ کلینٹن
 نے لارنس کو بعض پادیاؤں کے کو حجاز روانہ کیا تاکہ شریف مکہ کو ترکوں کے خلاف آمادہ بغاوت کرنے۔
 جون ۱۹۱۶ء میں شریف مکہ نے ترک دستوں پر گولی چلا کر بغاوت کا آغاز کر دیا۔ ہندوستان کے وائسرائے
 لارڈ چیسفورڈ اور یہودی سکریٹری آف سیٹھ مونٹیگونے حجاز میں بغاوت کو ہوا دینے کے لئے
 بے شمار جاسوس فوجی دستوں کے ہمراہ روانہ کئے جن میں کئی قادیانی تھے۔

عراق میں برطانوی افواج کو سخت مزاحمت کا سامنا تھا۔ لیکن مارچ ۱۹۱۷ء میں برطانوی جنرل سیر
 مینیلے ماڈ نے اس علاقے پر تسلط حاصل کیا۔ بغداد کے سقوط کے سانحے پر افضل قادیان نے خوشی کے شادیانے
 بجائے اور لکھا :-

” میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات پر غور و فکر کرنے کے عادی ہیں ایک مشرودہ سناتا ہوں

کہ بصرہ اور بغداد کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برس کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں آج ۱۳۳۵ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔ ایک اور شمارے میں قادیانیوں نے ان الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا:

”حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معبود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔ فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ کے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی بدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی بدد کے لئے تیار کریں۔“

عراق کے سامراجی تسلط میں آنے پر مرزا محمود نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا۔

عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔“

مرزا محمود کے ایک سائلے میجر حبیب اللہ جو ولی اللہ شاہ کے بھائی تھے فوج میں ڈاکٹر تھے۔ عراق میں رہ کر آپ نے برطانوی پولیس افسر ٹی۔ بی۔ ہینگز (T. B. Hedges) اور ایک پولیٹیکل افسر جی۔ ایف۔ رائڈس (G. F. Roids) کی وساطت سے مختلف انتظامی عہدے حاصل کئے۔ اور انڈیا آفس کی ہدایات پر برطانوی انسٹی جنس سے مل کر بعض سیاسی اور نیم سیاسی سازشوں کو پروان چڑھانے میں مدد دی۔

۱۹۱۷ء، ۱۳ اپریل ۱۹۱۷ء

۱۹۱۸ء، ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء

۱۹۲۳ء، ۳۱ اگست ۱۹۲۳ء

حجاز میں سازشیں | شریف مکہ سے ترکوں کے خلاف بغاوت کرانے کے بعد لارنس آف عرب نے

فارن آفس لندن کی پالیسی کے مطابق عرب قبائل کی مدد سے جنگ کو دیگر ترک مقبوضات تک پھیلا دیا۔ نجد اور عرب کے ساحلی علاقوں پر ابن سعود کا تسلط تھا جسے انگریزوں نے تسلیم کر رکھا تھا۔ لیکن انڈیا آفس اور عرب بیورو قاہرہ ابن سعود کو ترکوں اور شریف مکہ سے لڑوانے میں ان کی مدد کر رہے تھے۔ اس متفناد پالیسی کا انکشاف جے ایم کین ممبر پارلیمنٹ چیف آف سٹاف جبرالٹر نے صلح کانفرنس (۱۹۱۹ء) کے موقع پر کیا۔ جب حکومت ہند اور محکمہ خارجہ نے اپنی الگ الگ یادداشتیں پیش کیں یہ

نجد و حجاز میں جو قادیانی سرگرم سازش تھے انہوں نے مرزا محمود کو برطانیہ کی اس دوغلی سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ آپ نے ان معلومات کی روشنی میں وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ کو خط لکھا اور برطانوی پالیسی کی وضاحت چاہی۔ آپ چند سال بعد اس واقعے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی امداد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں یہ شہزادوں کی زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم عرب رؤسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمانوں اس پر خوش ہو گئے کہ چلو خیر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رؤسا کو مالی مدد نہیں دیتی مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہو مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس قدر مالی امداد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں ان کا خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح

ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔ پس ہم ہمیشہ عرب کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے یہ

لارڈ چیمسفورڈ نے صریح طور پر جھوٹ بولا کہ گورنمنٹ انگریزی عرب علاقوں کو اپنے زیر اثر لانا نہیں چاہتی حالانکہ جنگ عظیم اول کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا کہ برطانوی سامراج نے نہایت مکروہ پالیسی اختیار کر کے پہلے عربوں کو آزادی کا لالچ دے کر ترکوں کے خلاف لڑایا بعد میں ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ایک طرف انگریز یہ اعلان کر رہا تھا دوسری طرف مئی ۱۹۱۵ء میں برسرِ اقتدار آتے والی اسکویٹھ کی مخلوط وزارت نے بنسن (Benson) کمیٹی مقرر کر رکھی تھی جو اتحادیوں کے مابین عرب علاقوں کی تقسیم کے سوال کا جائزہ لے رہی تھی۔

سقوطِ شام | شریف مکہ نے سر آرچی بالڈ کی زیرِ کمان حجاز سے شام کی طرف پیش قدمی کی جسے ترکوں نے روک دیا۔ اپریل ۱۹۱۶ء کو برطانوی افواج نے دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن جرمن

افواج نے ترک کمانڈر اور جرمن افسروں فیلکس کی مشترکہ کمان میں اس حملے کو پسپا کر دیا۔ لارنس نے شریف مکہ کے بیٹوں کی امداد سے نئے حملوں کا سلسلہ شروع کیا جس سے ترکوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

ہم نے بتایا کہ زین العابدین ولی اللہ شاہ، ۱۹۱۳ء سے شام میں سرگرم سازش تھا۔ بیروت اور حلب میں برطانوی مفادات کے لئے کام کرنے کے بعد ترکوں کی معرفت صلاح الدین ایوبی کا کج بیعت القدس میں تاریخ ادیان کا استناد مقرر ہوا۔ اس کے بعد سلطانہ کالج شام میں وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہوا ۱۹۱۵ء میں ترکوں کو فرانسسی تو نصل فرانشا جارجز پکو (F. A. Picot) کے کچھ خفیہ کاغذات ملے جن میں بعض شامی قوم پرستوں کے نام درج تھے۔

ترک جی اوسی جمال پاشا نے ان کے خلاف سخت کارروائیاں کیں جن سے حالات بہت خراب ہو گئے ولی اللہ بڑے منافقانہ طور پر ترکوں کا ہمدرد بنا بیٹھا تھا۔ لیکن جب سر ایلیس بی کی زیرِ کمان انگریز افواج شام میں داخل ہوئیں تو انگریزوں سے مل گیا۔ اگرچہ اس نے بڑی عیاری سے اپنا کردار ادا کیا تھا لیکن بعض

نیکی غلطیوں کی بنا پر انکی جنس کو ان کی وفاداریوں پر شبہ گزارا اور جلد ہی اسے گرفتار کر لیا گیا۔
 لی اللہ نے سامراج کی خاطر جاسوسی، سازش اور تخریب کاری وغیرہ تمام امور کا دبے لفظوں میں اعتراف
 پایا ہے۔ ان واقعات کو انہی کے الفاظ میں سنئے۔ اور اندازہ لگائیے کہ تبلیغ کے پر فریب نام کی آڑ میں
 ادیبانی کیا کیا گل کھلاتے رہے۔

فرماتے ہیں :-

"پہلی جنگ عظیم کے آخری سال یعنی اکتوبر ۱۹۱۸ء کے آخری ہفتہ میں جنرل ایلی بے کے حکم سے میں دمشق
 میں بطور ایک سیاسی اور جنگی قیدی کے حراست میں لیا گیا۔ مجھے اس عدہ پر فلسطین لے جایا جانے لگا کہ
 ایک امر کی تحقیق کرنے کے بعد دمشق واپس کر دیں گے۔ جہاں میں سلطانیہ کا مدیر داخلی تھا اور میں نے بھی
 اس کا چارج بھی کسی کو نہیں دیا تھا۔ مگر دمشق کے سٹیشن پر جو میدان کی طرف ہے اور جہاں میں
 اس میں لے جایا گیا تھا۔ اسٹیشن ماسٹر سے مجھے اپنی گرفتاری کا علم ہوا۔ وہ مجھے جانتا تھا اس کے
 اس میرے ساتھی انگریز فوجی افسر اس غرض سے گئے کہ ٹکٹ وغیرہ کا انتظام کریں۔ چونکہ وہ سٹیشن
 ماسٹر انگریزی نہیں جانتا تھا اس لئے کاغذات میرے پاس لے آیا ان میں یہ لکھا تھا کہ سید زین العابدین
 بطور جنگی اور سیاسی قیدی کے جنرل ایلی بی کے حکم سے گرفتار کیا گیا ہے۔ راستہ میں سفری سہولتیں
 ہم پہنچائی جائیں۔ ورنہ پہلے مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ بعض باتوں کے متعلق تحقیق کرنا ہے اور پھر تم دمشق
 واپس کر دئے جاؤ گے۔ ان میں سے طول کرم کے معر کے میں میرے شریک ہونے کا بھی سوال تھا۔
 جیسا کہ میجر ویوین (Major Vivian) سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ جب دو روز قبل مجھ سے پہلی
 گفتگو کی۔ اس معر کے میں ایک انگریزی کمپنی کا سخت نقصان ہوا تھا اور مجھ پر یہ الزام تھا کہ میں اس میں
 شریک تھا اور یہ کہ میری ہی اطلاعات کی بنا پر وہ کمپنی جو گھات میں پہاڑوں کے پیچھے چھپی ہوئی
 تھی ترکہ فوج کے نرغے میں آگئی اور کمپنی کو سخت نقصان پہنچا۔ نیز یہ کہ میں ۱۶-۱۹۱۵ء میں ایک
 فوجی مہم میں شریک ہوا تھا۔ میرا جواب ایک ہی تھا کہ میں احمدی ہوں اور ہمارا مذہب ہی اصل الاصول
 ہے کہ جس حکومت میں رہو اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرو۔ غرض مجھے یہ یقین دلایا گیا تھا کہ تم

دشمن واپس کئے جاؤ گے۔ اور خود میرا بھی یہی خیال تھا کہ میرے متعلق تحقیقات دشمن میں بھی ہوگی اور مجھے کالج کا باقاعدہ چارج بھی دینا ہے۔ بعد کو میں سٹیشن سے ایک کار میں کورٹ ہاؤس کے لئے ملٹری کیمپ میں پہنچا یا گیا۔ مگر وہاں میرے محافظ فوجی ساتھیوں کو جب ایک افسر کی طرف سے یہ حکم ملا کہ اسے بحفاظت تمام آفسیئر کے کیمپ میں لے جائیں تو میرے فوجی محافظ اور وارنٹ آفیسر بھی حیران ہو گئے۔ اور میں بھی حیران تھا۔ جس کیمپ میں مجھے لے گئے وہ اسیر فوجی ترک افسروں کی قیام گاہ تھی۔

چار پانچ دن کے بعد مجھے مغرب سے ذرا پہلے سٹیشن پر لے گئے۔ اب میں نئے فوجی محافظوں کی معیت میں تھا۔ میں نے ان سے پوچھا ہم کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں سمجھا دشمن کے سوا اور کہاں ہوگا۔ رات اطمینان سے پوری نیند کے ساتھ بسر ہوئی۔ صبح کے وقت میں نے سمندر کی ٹھنڈی ہوا محسوس کی اور اپنے ساتھیوں سے پوچھا ہم کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا "کنارا" میں اس نفظ سے کچھ نہ سمجھا اور خاموش ہو رہا۔ جب گاڑی سے اتر کر ریگستانی کنارے پر ایک کیمپ میں پہنچے۔ تو وہاں مجھے معلوم ہوا یہ قنطرہ ہے یعنی وہاں جو نبر سوویز پر ہے۔ بیت المقدس ۱۹۱۷ء میں فتح ہوا۔ اور ایک سال بعد ۱۹۱۸ء میں دشمن فتح ہوا۔ اس ایک سال کے عرصے میں لڑ سے مصر کی طرف ریل کے ذریعے اتصال پیدا کر لیا گیا تھا۔ اس کا مجھے علم نہ تھا۔ قنطرہ سے ہم قاہرہ پہنچے جہاں قنطرہ نامی قلعہ میں جو دریائے نیل کے کنارے واقع ہے مجھے تقریباً سات ماہ نظر بند رہنا پڑا۔ وہاں دوسرے ترک اور بلغاری اور جرمن وغیرہ فوجی افسر نظر بند تھے۔ زاغول پاشا بھی ایک دو دن کے لئے وہیں نظر بند رکھے گئے تھے یہ

زین العابدین کو بعد میں ہندوستان بھیجا اور یا گیا۔ مرزا محمود نے والسرائے سے ملاقات کر کے اصل صورت حال کی وضاحت کی تھی اور بتایا کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ولی اللہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ فعل بھی برطانیہ کی مخالفت میں نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ولی اللہ عرب پور و قاہرہ کی ہدایات پر کام کرتے رہے اور ترکوں کی جاسوسی کے لئے ان سے روایا رکھے ہوئے تھے۔ ایلی بی نے غلط فہمی کی

بنیاد پر آپ کی گرفتاری کا حکم دیا اور حقیقت حال کی وضاحت کے بغیر ایک عاجلانہ قدم اٹھایا۔ شاہ صاحب کے اپنے تاثرات اور انگریز کے لئے خدمات ان کے اس مضمون سے عیاں ہیں جو انہوں نے القصل قادیان کی یکم جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں لارنس آف عربیہ کی وفات کے موقع پر لکھا۔

یہودی ریاست کا اعلان برطانوی سامراج کے حسین شریف مکہ کی دینی حیثیت سے فائدہ اٹھایا اور ان کو اقتدار کا لالچ دے کر ترکوں کو شکست

دی۔ انہیں امید تھی کہ ترکوں کے نکلنے کے بعد وہ اپنی غداری کا پورا پورا صلہ وصول کریں گے۔ لیکن برطانوی بد عہدی اور دغا بازی نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ شریف مکہ اور برطانوی ہائی کمشنر مصر سر ہنری میکموہن کی مراسلت سے عیاں ہوتا ہے کہ برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ فلسطین عربوں کو ملے گا۔ اس بات کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ کہ فلسطین پر عرب حکومت کی یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں اس امر کا ایک نئے طور پر انکشاف ہوا جس کی تفصیل یہ ہے :-

”برطانوی پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ جنس ڈیپارٹمنٹ نے ۱۹۱۹ء کی پیرس امن کانفرنس کے لئے بیس صفحات پر مشتمل ایک میمورنڈم بعنوان ”شاہ حسین سے برطانوی وعدے“

(The Palestine Commitment)

(Commitment) تیار کیا جس کو انتہائی خفیہ قرار دے کر امن کانفرنس پیرس کے اراکین کو استفادہ کے لئے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک بارہ صفحے کا ضمیمہ تھا جس پر شاہ حسین سے کئے گئے سابقہ وعدوں کا ذکر تھا۔ یہ دستاویزات آنجنہانی پروفیسر ولیم لن دسترمان

(William Linn Westermann) کی ملکیت تھیں۔ جو پیرس کانفرنس میں امریکی وفد کے

ترکی امور کے ایڈوائزر تھے۔ انہوں نے ان مسودات کو ایک امریکی یونیورسٹی میں جمع کرا دیا۔ اور ہدایت کی کہ ان کے مرنے کے بعد انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ ان مسودات میں برطانوی فارن آفس کے پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ جنس ڈیپارٹمنٹ کے میمورنڈم کی مندرجہ ذیل عبارت قابل غور ہے۔

”فلسطین کے متعلق ہر عیسائی حکومت سر ہنری میکموہن کے خط بنام شریف مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے تحت اسے عرب آزاد ریاستوں میں شامل کرنے کا وعدہ کر چکی ہے۔“

قادیانیوں کے عظیم محسن اور امن کے جھوٹے دعویداروں نے شریف مکہ ہی سے منافقت بدعہدی اور دغا بازی کا کھیل نہیں کھیلا۔ بلکہ اسی زمانے میں (۱۹۱۵ء) میں اتحادی طاقتوں کے ساتھ عرب علاقوں کی ممکنہ تقسیم کا ایک خاکہ تیار کرنے کے لئے مارس دی بنسن (Maurice de Samsen) کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جس کی سفارشات کے نتیجے میں لفٹیننٹ کرنل سرنارکس سائیکس (Lt. Col. Sir Mark Sykes) نے برطانیہ کی طرف سے اور موسیو فرانشا جارج پیکو (Francis George Picot) سابق شارچ و آفیسر بیروت نے فرانس میں نمایندے کی حیثیت سے ایک خفیہ معاہدے پر دستخط کئے۔ اسے پکوسائیکس معاہدہ کہا جاتا ہے جس کی رو سے فلسطین کو ترکی مقبوضات سے الگ کر کے مکمل خود مختاری یا عربوں کو تفویض کرنے کے برعکس خصوصی حکومت (Special Government) کا علاقہ قرار دینا تھا۔ ایسے ہی شام پر فرانس میں علمداری کو تقسیم کیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ قطعی طور پر خفیہ رکھا گیا۔ نومبر ۱۹۱۶ء تک کسی کو اس کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

نومبر ۱۹۱۶ء میں روس میں بالشویک پارٹی برسر اقتدار آگئی اور اشتراکی انقلاب کے ذریعے زار شاہی کا تختہ الٹ دیا گیا۔ کمیونسٹوں نے جب پیٹر گراڈ فارن منسٹری کے قدیم کاغذات اور خفیہ دستاویزات پر قبضہ کیا، تو انہیں اس خفیہ معاہدے کی کاپی مل گئی۔ جو انہوں نے شائع کر دی۔ اس خفیہ معاہدے کے انکشاف نے عربوں کو چونکا کر دیا۔ انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر کے غلطی کی ہے۔ معاہدے کی رو سے شام فرانس کو دیا جانا تھا۔ ترکی کمانڈران چیف شام جمال پاشا نے یہ خبر سنتے ہی شریف کے بیٹے فیصل سے رابطہ قائم کیا اور عرب ممالک کی تقسیم کے فرانس میں برطانوی منصوبے سے انہیں روشناس کرایا۔

کچھ عرصہ بعد جمال پاشا کے جانشین جمال صغیر نے عربوں کو دودھ بھریے اور بغاوت ختم کرنے کا مشورہ دیا۔ فیصل نے یہ خطوط اپنے باپ شریف کو دکھائے۔ جو انہوں نے یہودی ہائی کمشنر فلسطین سرون گیٹ کے حوالے کر دیے۔ فارن آفس اور ون گیٹ کے درمیان کئی تاروں کا تبادلہ ہوا۔ آخر کار فارن آفس

نے دن گیٹ کے مشورے سے برطانوی فارن سکریٹری بالفور کے منظوری سے جرہ میں مقیم برٹش ایجنٹ کی معرفت حسین کو مکمل یقین دہانی کرائی کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ حالانکہ یہ بالکل درست تھی مولفین لارنس کی خفیہ زندگی کے بقول یہ یقین دہانی فریب دہی، مسخ کاری، ترمیم و تفسیح اور جھوٹ دروغ گوئی کا شاہکار تھی۔ یعنی سائیکس پکو معاہدے سے انکار کر دیا گیا ہے۔

برطانوی ڈپلومیسی کا تیسرا شاہکار بالفور ڈیکلریشن تھا۔ برطانیہ نے صیہونی نمائندوں کے ترجمان فارن سکریٹری سر آر تھر بالفور کے مشورے اور کوششوں سے فلسطین میں یہودیوں کے لئے قومی وطن کی منظوری کا اعلان کر دیا۔ اس کا انکشاف بالفور نے ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو مرقومہ یہودی سربراہ دارا شح حاکم کے نام ایک خط میں کہا۔ اس اعلان کا عرب سیاست پر گہرا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس لئے جنگ عظیم کے اختتام (۱۹۱۸ء) تک عربوں کو اس کا علم نہ ہونے دیا گیا۔ اگرچہ یورپ میں شتہاروں، پمفلٹوں اور کتابچوں کے ذریعہ اس کی وسیع پیمانے پر شہیر کی گئی۔ اور اس کی کاپیاں جہازوں کے ذریعے بڑے بڑے شہروں میں گرائی گئیں۔ وزیر اعظم لارڈ جارج نے برطانیہ کے طول و عرض میں دورے کئے اور یہودیوں کو فلسطین میں ریاست کے قیام کے مشورے سنائے۔

اعلان بالفور کے چند روز بعد ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو مرزا محمود نے یہودی وزیر ہند مسٹر مانٹیگیو سے خصوصی ملاقات کی اس

مرزا محمود کی خصوصی ملاقات

ملاقات کی دو اغراض تھیں اول ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کے وزیر ہند کے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینے کے اعلان سے قادیانی چوکنے ہو گئے تھے اور انگریز پر زور دے رہے تھے کہ وہ ایسے اقدام سے قبل ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ اس سلسلے میں ۱۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو ۹ میز پر مشتمل ایک قادیانی وفد نے وزیر ہند اور وائسرائے ہند کو دلی میں ایک ایڈریس پیش کیا جس میں استدعا کی گئی کہ سیلف گورنمنٹ قلیل التعداد جماعتوں کے لئے ہلاکت خیز ہے اس لئے اس کو موقوف کیا جائے۔ ایڈریس

۱۷ لارنس کی خفیہ زندگی ص ۸۹ ۱۷ رسالہ لائف، نڈل ایسٹ نمبر ۱۹۶۷

۱۸ اس سلسلے کی دلچسپ بحث کے لئے ایڈگار ڈگٹریل کی تالیف ددی بالفور ڈیکلریشن، لندن ۱۹۴۰ء ملاحظہ

کیجئے۔

میں مذکور ہے :-

ہندوستان کے اس حصے میں جہاں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر اہتمام ہیں یہیں نہ صرف قانونی طور پر آزادی حاصل ہے بلکہ جب کبھی بھی کوئی شخص ہماری آزادی میں مغل ہوتا ہے تو وہ فوراً ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے اپنائے وطن کے ظلم سے ہمیں بچاتے ہیں۔ پس ان تلخ تجربات کی موجودگی میں ہندوستانیوں کو سیلف گورنمنٹ کا دیا جانا ہم اپنی جماعت کے لئے اور دیگر قلیل التعداد جماعتوں کے لئے ہلاکت سمجھتے ہیں اور برٹش انصاف سے امید کرتے ہیں کہ ایسے کھلے کھلے واقعات کی موجودگی میں وہ قلیل التعداد جماعتوں کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔

اس حریت کش مطالبہ کے علاوہ دوسرا اہم مقصد اعلان بالفور کے سلسلے میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ مولف تاریخ احمدیت نے اس ملاقات کے ایک ہی مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے یہ ہم اس کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں جو ملاقات کی اصل غرض و غایت تھی۔ افضل قادیان نے اس ملاقات کا ذکر کرتے وقت اس کی غرض "نہایت اہم اور ضروری امور" پر گفتگو بتائی ہے۔ افضل قادیان مرزا محمود کی وزیر ہند سے ملاقات کے بارے میں رقم طراز ہے:

اس دن چھ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔ ایک یورپین صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے۔ جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح مع چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی اے بی بی اے بی بی اے لاد جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بیٹھا گئے جو انتظار کے لئے مقرر تھا۔ دو تین منٹ بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند صاحب کے خیمہ کی طرف لے گئے۔ جو انتظار کے خیمے سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۳۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر اپنے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ

نے گفتگو فرمائی۔ جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سنی امید ہے کہ یہ گفتگو ہزار ہی جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

ہندوستان میں مرزا محمود سیاسی امور پر گفت و شنید کر رہے تھے اور انگلستان میں قادیانی مبلغ قاضی عبداللہ بیت المقدس میں برطانوی کمانڈر ایلمن بی کے داخلے اور سقوط فلسطین پر یہودیوں کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے صیہونی پریس میں مضامین لکھ رہا تھا۔ مبلغ مذکور نے اس خوشی کے موقع پر ایک مضمون برطانوی اخبار میں شائع کرا کے اس کی ایک کاپی اور ایک خط وزیر اعظم انگلستان لارڈ چارج کو ارسال کیا جو یہودیوں کو قیام وطن کے مشورے سنارہا تھا۔ لارڈ چارج کے یہودی سکرٹری سیرلپ ساسون (Sir Philip Sassoon) نے قادیانی مبلغ کے مضمون پر وزیر اعظم کی طرف سے شکریے کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ مسٹر لارڈ چارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

۱۹۱۸ء میں اتحادیوں نے جنگ عظیم میں فتح حاصل کر لی جرمنی کے قیصر ولیم ہائیڈر فرار ہو گئے۔ اور جرمنی کے اتحادیوں نے جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ ترکی سلطنت تباہ ہو کر رہ گئی۔ ترکی کی تباہی اور اتحادیوں کی فتح کی خوشی میں قادریاں میں ایک جشن منایا گیا ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان ترکی کی تباہی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ جلسے کئے جاتے چندے جمع ہوتے اور نوجوان گہفتاریاں پیش کرتے تاکہ انگریز پر سیاسی دباؤ ڈالا جاسکے۔

قادیانی ۱۹۱۴ء سے آل عثمان کی سلطنت کی تباہی اور ان کے مٹا دئے جانے کا اعلان کر رہے تھے انہوں نے بار بار واضح کیا کہ ترکوں سے ان کا قطعاً کوئی مذہبی تعلق نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود ہیں۔ اور دنیاوی سلطان بادشاہ حضور ملک معظم برطانیہ ہیں۔

جنگ عظیم میں برطانیہ کی فتح کی خوشی کے جلسے کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں جو قادریاں میں منعقد ہوا۔

"۱۳ تا ۱۴ نومبر ۱۹۱۸ء) جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کر لینے اور التوا سے جنگ

۲۷ الفضل قادیان - ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء

۲۸ الفضل قادیان - ۲۰ نومبر ۱۹۱۷ء

۲۹ ملاحظہ فرمائیں اے کے عزیز دی انڈین خلافت مومنت ۱۹۱۵ء کراچی ۱۹۷۲ء

کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انیساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی۔ اور جس نے اس خبر کو سنا نہایت شادان و فرحان ہوا۔ دونوں سکولوں انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارک باد کے تاریخ بھیجے گئے اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا۔ فتح کی خوشی میں مولوی عبدالغنی صاحب نے بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر الحکم ہزار آفیسٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارک باد کا تار بھیجا۔ افضل نے مزید لکھا کہ اس جنگ میں برطانیہ کی فتح مرزا محمود کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے اور خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے دو ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے۔ جہاں بالخصوص احمدیت کی بڑی ضرورت تھی۔

۱۹۱۷ء میں اشتراکی انقلاب نے ہندوستان کے حریت پسندوں اور کابل حکومت کے اس امر کا احساس دلایا کہ وہ ترقی پسند نظریات کی حامل روس کی انقلابی حکومت سے دست تعاون بڑھائیں۔ ۱۹۱۹ء میں امان اللہ امیر افغانستان نے برطانوی تسلط کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ پشاور اور قبائلی علاقوں میں کابل حکومت کے حق میں زبردست تحریک جاری تھی۔ انگریزوں نے ڈیڑھ لاکھ فوج سرحد پر جمع کر دی جلال آباد اور کابل پر بمباری کی گئی۔ بالآخر امان اللہ نے انگریزوں سے

صلح کر لی لیکن معاہدہ راولپنڈی کے تحت انگریزوں کو کابل کی خود مختار حیثیت تسلیم کرنی پڑی۔
جنگ کابل شروع ہوتے ہی قادیانیوں نے اعلان کیا کہ وہ افغانستان کے خلاف جانی مالی ہر قسم کی
مدد دینے کو تیار ہیں کیونکہ یہی وہ ملک ہے جہاں ان کے آدمی سنگسار ہوئے۔ افضل قادیان لکھتا
ہے :-

” اس وقت کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے احمدیوں کا یہ
فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ
احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود
مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے۔ اور بے سبب و بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں
احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کے
لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں
کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تمہارے ذریعے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے
اطلاع دی ہے۔“

لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش کئے جانے والے ایڈریس میں قادیانیوں نے
جنگ کابل کے دوران اپنی خدمات جلیلہ کے متعلق کہا :-

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور
علاوہ اور قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی
ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے
صاحب زادے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک
ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔“

۱۹۲۰ء میں قادیانیوں نے افغانستان کے روس سے دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے بعد سازشوں
کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ان کارروائیوں کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ افغانستان کی فوج کو ترک کی جرنیل

اور سابق جی اوسے شام جمال پاشا ترتیب دے رہے تھے۔ جنگ عظیم اول کے بعد یورپ میں کارل ریڈک نے ان کی ملاقات امیران اللہ سے کرائی جنہوں نے آپ کو ملازم رکھ لیا تاکہ افغان افواج کو جدید طریقوں پر تیار کریں۔ ۱۹۲۰ء میں تاشقند میں نظر بند ترک افسروں سے ملاقات کر کے آپ نے ایک جماعت بنائی اور افغانستان میں فوجی انسپکٹر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ قادیانیوں نے ان کو خطوط لکھے کہ افغانستان میں ان پر ظلم ہو رہا ہے اگرچہ وزیر خارجہ افغانستان نے قادیانیوں کو یقین دہانی کرا چکے تھے کہ ان کو بلاوجہ تنگ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن بعض علاقوں میں قادیانیوں نے بدستور سازشیں کیں۔ بدنام برطانوی جاسوس عبدالکریم خان کے دوست میں بدامنی پھیلانے میں قادیانیوں نے ان کی پشت پناہی کی۔ یہ شخص بعد میں ہندوستان بھاگ آیا۔ انگریز نے اس کو سیاسی پناہ دے دی۔ دس اٹھ ماہ زامحود نے نعمت اللہ قادیانی کو قادیان سے تربیت دے کر کابل روانہ کیا جہاں وہ کچھ عرصہ بعد تحریک کاری کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ اور اپنے مشن کو کامیابی سے ہم کنار نہ کر سکا۔

روس میں جاسوسی
وسط ایشیا میں مرزا غلام احمد کے زمانے میں کی جانے والی قادیانی سازشوں کا اجمالی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ آپ کے مرنے کے بعد ان کا سلسلہ اور وسیع ہو گیا۔ ۱۹۱۷ء کے بعد جب روس کی اشتراکی حکومت برسرِ اقتدار آگئی تو قادیانیوں نے اپنی سرگرمیوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔ اس کے علاوہ بعض علمائے حق جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن پیش پیش تھے۔ کابل اور وسط ایشیا کو مرکز بنا کر حریت پسندوں کو آزادی کی تحریک میں حصہ لینے کے لئے تیار کر رہے تھے۔

قادیانیوں نے ان تحریکات اور ان کے مراکز کے خلاف جاسوسی اور تحریک کاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعض واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ الہند کی تحریک آزادی کے دور میں انہوں نے ان علاقوں میں مضبوط قدم جما رکھے تھے۔ اور وہاں موجود برطانوی انتہائی جنس سے خصوصی روابط پیدا کر رکھے تھے۔ ۲۸ فروری ۱۹۳۱ء کو سوویت روس اور افغانستان دوستی کے معاہدے پر دستخط ہو گئے۔

۱۰ تاریخ احمدیت جلد پنجم

۱۱ ایم ٹریش، سوویت فارن، ناسکو صفحہ ۱۳۲

روس نے ایک طرف تو برطانیہ سے تعلقات استوار کئے اور دوسری طرف تاشقند میں ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے آزادی پسندوں کے لئے تربیتی مراکز قائم کئے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں وسط ایشیا میں ساڑھے تین ہزار ہندوستانی انقلابی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ لہٰذا ان ہی میں سے بعض اشتراکیوں جیسے ایم۔ این۔ رائے۔ محمد علی۔ بی ایم اچاریہ وغیرہ نے ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ کئی انتہا پسند کمیونسٹ و مہشت پسندانہ کارروائیوں میں ملوث رہے۔ کیونکہ وسیع پیمانے پر توڑ پھوڑ کو آزادی کے حصول کا اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔

۱۹۲۱ء میں مرزا محمود نے عربیت پسندوں کے مراکز کی جاسوسی کرنے کے لئے محمد امین قادری کو روس روانہ کیا۔ فتح محمد سیال، قادری مبلغ انگلستان لکھتے ہیں:-

۱۹۲۱ء میں ہم نے اپنے دوست مولوی محمد امین خان صاحب کو بطور مبلغ بھیجا چونکہ حکومت برطانیہ اور روس کے تعلقات جنگ کے بعد خراب چلے آ رہے تھے اس لئے پاسپورٹ نہ مل سکا۔ مولوی صاحب نے ایران تک پیدل سفر کیا۔ اور ایران کے راستے روس میں داخل ہوئے۔ روسی حکومت کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور انگریزی جاسوس سمجھ کر جیل خانے میں ڈال دیا۔ مولوی صاحب موصوف دو سال مختلف جیل خانوں میں رہے اور ان کی سختیوں کو برداشت کرتے رہے کئی وقت ایسے آئے جب کہ انہوں نے مولوی صاحب کو گولی سے مار دینے کا ارادہ کیا۔ اس دو سال کے عرصے میں جیل خانوں سے بعض دفعہ رہائی پا کر چند ماہ ان کو ایسے ملے جس میں وہ لوگوں کو مل کر وہاں کے مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا اندازہ کر سکے۔ اور ان کو تعلیم اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کر سکے۔ دو سال بعد وہ واپس تشریف لائے لیکن تقوڑے عرصے بعد ہمارے امام نے پھر دوبارہ ان کو بھیجا اور اب کی دفعہ ان کے ساتھ ایک اور نوجوان دوست مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کو بھی بھیجا۔ یہ دونوں صاحب پھر ایران کے راستے روس میں داخل ہوئے۔

قادریوں کی سرگرمیوں کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخریب پسند برطانوی انسٹی جنس

۱۰ جوزف کوریل، ڈیپن ان کشمیر نیویارک ص ۳۸۲

۱۱ چوہدری فتح محمد سیال، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات، لاہور ۱۹۲۷ء ص ۳۰

کی معاونت سے وسط ایشیا خصوصاً بخارا میں ایک سیاسی مرکز قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اس علاقہ کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر وہ افغانستان اور روس دونوں کے خلاف سازشوں میں حصہ لے سکتے تھے۔ اس بات کا سراغ مرزا محمود کی بعض تحریرات سے بھی ملتا ہے خصوصاً ۱۹۲۲ء میں پرنس آف ویلز کے ہندوستان آنے کے موقع پر مرزا محمود نے جو کتاب تحفہ شاہزادہ ویلز، تالیف کی اس میں ان کے سیاسی عزائم کی جھلک موجود ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

”روس کے ملک کے متعلق (مرزا غلام احمد کی) ان پیش گوئیوں کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور جو پوری ہو چکی ہیں۔ آپ کی یہ بھی پیش گوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر صدیوں کے ماتھے آ جاوے گی۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ بخارا کے ملک میں خاص طور پر اس سلسلہ کو قریب زمانہ میں پھیلا دے گا۔“

۱۹۲۳ء میں قادیانی مبلغ جب دوبارہ روس پہنچا تو انگریزوں کی جاسوسی کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ آبد کی جیل میں کچھ عرصہ قید رہنے کے بعد حکومت نے اس کے ہرات (افغانستان) کی طرف اخراج کا حکم دیا لیکن یہ شخص روسی پولیس کی حراست سے بھاگ کر بخارا چلا گیا وہاں پھر جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوا اور پولیس نے اسے ایران کی سرحد پر دھکیل دیا لیکن بعض برطانوی مددگاروں کی معاونت سے یہ قادیانی جاس کا کان زیلوے سٹیشن سے روسی پولیس کی حراست سے بھاگ کر دوبارہ بخارا پہنچ گیا۔ ایک ہفتہ بعد پولیس نے اسے بخارا سے پھر گرفتار کر لیا۔ جہاں سے کان اور پھر سمرقند پہنچا گیا۔ وہاں قید رہنے کے بعد کسی نہ کسی طرح چھوٹ کر پھر بخارا آ گیا لیکن روسی پولیس نے اس نام نہاد قادیانی مبلغ کو ٹھہر نہ دیا۔“

قادیانی مبلغ محمد امین اپنے ایک خط میں جو الفضل قادیانی میں شائع ہوا اپنی ”تبلیغی داستان کو سناتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

”روسیہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش گورنمنٹ کے باہمی مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لئے جہاں میں اپنے سلسلے کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لائے

۱۱۲ مرزا محمود احمد، تحفہ شاہزادہ ویلز، لاہور ۱۹۲۲ء ص ۱۱۲

۱۱۳ الفضل قادیانی، ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء

مجھے حکومت انگریزی کی خدمت گزار ہی کرنی پڑتی تھی۔ کیونکہ ہمارے سلسلہ کامرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر کرنا پڑتا تھا! لہ
 دوسری بار مولوی محمد امین کے ساتھ جانے والا قادیانی ظہور حسین بھی جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوا
 اور کافی عرصہ قید رہنے کے بعد برطانوی سفیر مقیم باسکو کی مداخلت سے رہا ہوا۔ مولف تاریخ احمدیت
 نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ قادیانیوں نے وائسرائے لارڈ ارون کو جو ایڈریس پیش کیا اس میں حکومت
 کا شکریہ ادا کیا کہ ان کی خصوصی مداخلت سے قادیانی مبلغ کو رہائی نصیب ہوئی۔ ایڈریس میں مذکور ہے:-
 ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے ہر حالت میں ہماری
 حفاظت کی ہے اور سچے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائے ٹیلیٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین
 صاحب کو جنہیں روسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا۔ جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس
 کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کا ہم ایک دفعہ پھر
 اس موقع پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لہ

یاد رہے ۱۹۳۷ء میں مرزا محمود کے خلاف فخر ملتان اور عبدالرحمن مصری کی تحریک کے زمانے میں
 مولوی محمد امین نے بعض سیاسی سازشوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن سابق مبلغ انگلستان
 فتح محمد سیال نے انہیں نہایت بے دردی سے کلہاڑیاں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ قتل کے اس واقعے کے خلاف
 کچھ کارروائی نہ ہو سکی۔ کیونکہ ایک تو یہ قتل مرزا محمود کے ایما پر ہوا۔ دوسرے قادیانیوں میں مرزا محمود نے
 متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اور کسی شخص میں یہ جرات نہ تھی کہ سیال کے خلاف گواہی دے۔ ایک
 قادیانی نے ان واقعات کو قلم بند کرنے کی کوشش کی لیکن قتل کے ڈر سے باز رہے۔ کھوسے کے مشہور فیصلے
 میں ان امور کا ذکر موجود ہے۔

جنگِ عظیم اول کے دوران اتحادیوں کی بحری قوت پر گیلی پولی (قسطنطنیہ)	ترکی میں قادیانی
کے معرکے (۱۹۱۵ء) میں مصطفیٰ کمال پاشا نے ضرب کاری لگائی اور فوجی تدریجاً	فوجی انقلاب

لہ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۲۵

لہ الفضل قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء

لہ چوہدری افضل حق تاریخ احرام ص ۱۸۹

لہ الفضل قادیان ۸ مارچ ۱۹۲۷ء

بہادر کی جوہر دکھلائے۔ ترکوں کی جنگ میں شکست کے بعد آپ نے تحریک آزادی جاری رکھی اور مارچ ۱۹۱۹ء میں بیکسراقتدار آنے والی فرید پاشا کی کابینہ نے جب انگریز کی حمایت کی پالیسی اپنائی تو مصطفیٰ کمال نے اس کے خلاف قوم پرست عناصر کو متحد کیا۔ ان کی جدوجہد سے علی رضا کی کابینہ میں قوم پرستوں کو اکثریت حاصل ہو گئی۔

مرزا محمود نے برطانوی انٹلی جنس کے مشورے سے مصطفیٰ اصغیر کا انتخاب کر کے انہیں معراج الدین سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا تاکہ مصطفیٰ کمال کو قتل کر دیا جاسکے لیکن وہ قبل از اقدام گرفتار ہو گیا۔

جنوری ۱۹۲۰ء میں ترک پارلیمنٹ نے برطانوی تسلط سے آزادی کے لئے چھ نکاتی قومی پیکٹ منظور کیا۔ اس پر عمل درآمد روکنے کے لئے جنرل سر جارج بلنے نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی جس کے نتیجے میں ۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو مصطفیٰ کمال نے انقرہ میں آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ مرزا محمود نے قادیانی تخریب کاروں کا ایک دستہ خفیہ طور پر ترکی روانہ کیا لیکن کئی آدمی قبل از سازش گرفتار کر لئے گئے۔ مرزا محمود فرماتے ہیں:۔

”جب ہمارے بعض آدمی ان کے علاقے (ترکی) میں گئے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا“

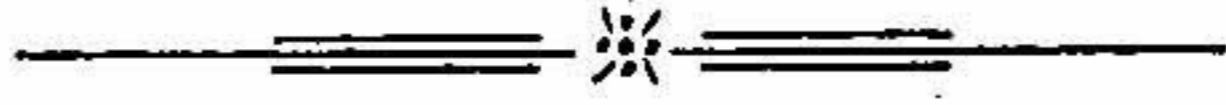
۱۹۲۰ء میں مصطفیٰ کمال کے انقرہ میں آزاد حکومت کے قیام کے اعلان کے بعد چار سال کی جدوجہد کے نتیجے میں ترکی نے آزادی حاصل کر لی۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں رؤف بے کی ری پبلکن پارٹی نے وزیر اعظم عصمت انونو کی معاشی پالیسیوں پر تنقید کی۔ تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی۔ انونو نے استعفیٰ دے دیا اور ان کی جگہ فتحی بے وزیر اعظم بنے۔ ان تمام سالوں میں قادیانی خفیہ طور پر ترکی کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ فوج میں ایک اچھا خاصا عنصر قادیانی اشاروں پر کام کر رہا تھا۔ ان ”جوان ترکوں“ (Young Turks) کا سرغنہ کر رہا تھا جو قادیانیت قبول کر چکا تھا اور اقتدار کا خواہاں تھا۔ سعد پاشا نے مناسب موقع جان کر فوجی بغاوت (coup) کر دی۔ لیکن اپنے

جملہ ساتھیوں سمیت گرفتار ہوا۔ ملک میں مارشل لا لگ گیا۔ قادیانی ٹولے کا کورٹ مارشل ہوا پوچھ گچھ کے دوران انہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کر لیا۔ مرزا محمود فرماتے ہیں:-

”گر ولیدؒ سعد پاشا جس نے مصطفیٰ کمال کے زمانہ میں بغاوت کی احمدی تھا اور اس کا کورٹ مارشل ہوا اس کا بیان تہ کی اخبارات میں شائع ہوا اور وہاں سے مصری اخبار نے نقل کیا یہ

اس سازش کا اعتراف ۱۹۵۸ء میں کیا گیا حالانکہ اس زمانے میں عرب پریس نے قادیانی سازش کا کھل کر ذکر کیا۔ لیکن مرزا محمود نے معنی خیز خاموشی اختیار کئے رکھی۔ ۱۹۲۲ء کے بعد بھی ترکی میں جو سیاسی سازشیں ہوئیں ان میں کسی نہ کسی نوع سے قادیانی ہاتھ تھا۔ اگست ۱۹۲۶ء میں افضل قادیان لکھتا ہے:-

”ترکی حکومت کے خلاف نئی سازش نے جہاں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی تک اس کے ارکان کی حالت ایسی نہیں وہ سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں اور ترکی کے شیرازے میں ٹوٹنے والے دھاگے موجود ہیں وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ساہا سال قبل سلطنت ترکی کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل درست ہے اور اس کا ظہور اب بھی ہو رہا ہے جب کہ پہلی حکومت ترکی کی خاک تک اچھیر کر پھینک دی گئی ہے“



۱۰ افضل ربوہ ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء

۱۱ افضل قادیان ۱۶ اگست ۱۹۲۶ء

مرزا محمود کی لندن یاترا

لندن کی بشارتیں | ۱۹۲۳ء میں لندن سے دعوت ملنے پر مرزا محمود احمد نے ایک سیاسی دورے کی تیاریاں شروع کر دیں بظاہر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ آپ لندن میں ایک مذہبی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے جا رہے ہیں لیکن یہ ایک ثانوی بات تھی۔ مرزا محمود کے الہامات و کشوف کے مجموعے المبشرات میں مذکور ہے کہ آپ کو مجوزہ دورے سے پہلے ہی لندن جانے کی بشارتیں مل چکی تھیں۔ لکھا ہے :-

”حضرت امام جماعت احمدیہ و بیبلے نمائش کے ارباب لیسٹ و کشاد کی دعوت خاص پر ۱۹۲۳ء کے آخر میں لندن تشریف لے گئے۔۔۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ولایت جانے کی تحریک سے بھی تین ماہ قبل بندریہ رو یا بشارت دی گئی کہ حضور کے لئے انگلستان کا سفر مقدر ہے جو اپنے جلو میں عظیم برکات لانے کا موجب ہوگا“ لے

مؤلف تالیخ احمدیت لکھتے ہیں کہ ”حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی طرف توجہ فرمائی تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین (مسیح موعود) حضرت مسیح موعود نے لیکچر لاہور اور ریراہین احمدیہ حصہ پنجم پر تحریر فرمایا ہے کہ ذوالقرنین کے قرآنی واقعہ میں مسیح متعلق پیش گوئی ہے اور میرا نام ذوالقرنین رکھا گیا ہے۔ اب ذوالقرنین کی نسبت قرآن مجید میں لکھا ہے کہ اس نے مغربی ممالک کی طرف سفر کیا۔ ثابت ہوا کہ مسیح موعود یا اس کے جانشین کو ان ممالک کی طرف ضرور سفر کرنا پڑے گا۔ حاشیہ) یا اس کے نائب کے سفر

رپ کی اور حدیث شریف میں سفر و مشق کی پیش گوئیاں موجود ہیں۔ ذوالقرنین کے سفر کے متعلق واقعہ مزید غور کرتے ہوئے حضور (مرزا محمود) نے معلوم کیا کہ یہ سفر بنیادی اغراض کے اعتبار سے تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ مغربی ممالک میں اسلامی انقلاب کی تبلیغی سکیم تیار کرنے کے لئے کیا جائے گا۔ لہذا ۱۲ جولائی ۱۹۲۲ء کو مرزا محمود اپنی ایک روپاد کے مطابق "ولیم دی کنکر" یا ولیم فاتح بن کر اپنے بارہ ہفتا کے ساتھ لندن روانہ ہوئے۔

آپ کے اس سیاسی دورے کی غرض و غایت بین الاقوامی سیاست یا کے پس منظر میں متعین کی جاسکتی ہے ۱۹۲۲ء کو برطانوی تاریخ میں انا چرٹاؤ اور معاشی کساد بازاری کا سال قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سال پاکستان میں وزیر اعظم ریمزے میکڈونلڈ برسر اقتدار آگئے تھے جن کی کامیابی میں یہودیوں کی دہشتوں کو خاصا دخل تھا۔ کئی ممالک میں آزادی کی تحریکات چل رہی تھیں۔

ترکی میں برطانوی سامراج کو شکست دینے کے بعد ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو ایک آزاد ریاست قائم ہو چکی تھی۔ اس کے صدر مصطفیٰ کمال اور وزیر اعظم عصمت پاشا تھے۔ شام میں حریت پسند فرانسسیسی استعمار کے خلاف سر پیکار تھے۔ عراق نے برطانیہ سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے تھے۔ اور ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو عراق کی آئین ساز اسمبلی نے برطانیہ سے تعاون کے معاہدے کی توثیق کر دی تھی۔

مصر میں سامراج مخالف تحریک کے بعد سعد زغلول وزیر اعظم جنوری ۲۲ء کو چھوٹے تھے۔ ہندوستان میں تحریک عدم تعاون زوروں پر تھی اور یہودی و اسرائیلی ہندو لارڈ بریڈ ہگٹ اپنک میں مصروف تھا عالی معاشی حالات دیگر گوں تھے۔ کیونکہ جنگ کے نتیجے میں مالیاتی نظام ابتر ہو چکا تھا اور کساد بازاری کا دور دورہ تھا۔

مشرق وسطیٰ کی سیاست میں ایک اہم واقعہ فلسطین کا برطانوی انتداب میں آنا تھا گو اس امر کے پہلے سے آثار موجود تھے کہ برطانیہ اس علاقے پر قبضہ جا کر یہود کو آباد ہونے میں مدد ہمہ پہنچائے گا۔ اعلان بالفور (۱۹۱۷ء) پیرس کانفرنس (۱۹۱۹ء) انتداب کے سوال پر منعقد ہونے والی سان ریمو کانفرنس اور برطانوی

فلسطین برطانوی
انتداب میں

وزرائے اعظم اور صیہونی کانگریس کے صدر کے اعلانات اس امر کے موثید تھے۔ برطانیہ کے بھرپور تعاون کے علاوہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے یہودیوں کی حمایت کا اعلان کر رکھا تھا۔ جون ۱۹۲۲ء میں امریکی سینیٹ اور سناؤس آف نمائندگان نے ایک قرارداد منظور کر کے امریکی صدر وارن جی ہارڈنگ کو پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ امریکہ برطانیہ پر زور دے کہ وہ یہودیوں کے فلسطین میں قیام وطن کے لئے موافق معاشی، انتظامی اور سیاسی حالات پیدا کرے۔ صدر امریکہ نے اس پر دستخط کر کے اسے حکومت برطانیہ کو بھیج دیا۔ ۲۴ جولائی ۱۹۲۲ء کو لیگ آف نیشنز نے برطانوی انتداب کی توثیق کر دی۔ اس کے بعد انتدابی حکومت نے ایک منظم طریقے سے فلسطینی عربوں کو بے دخل کر کے ان کی زمین یہودی آباد کاری کو عطا کیں۔ یہودی آباد کاری کو نام نہاد قانونی اور غیر قانونی طریقوں سے آسان بنایا۔ یہود کے لئے امیگریشن پوروقائم کیا۔ اقتصادی امداد اور سیاسی مراعات دی گئیں۔ انہیں سلمہ سے لیس کیا گیا۔ حریت پسند عربوں کو مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ان کی وہ زبردست تحریک مزاحمت کچل دی گئی۔ جو ستمبر ۱۹۲۰ء میں برطانیہ کے اس آرڈی نانس کے احتجاج میں کہ ۱۶ ہزار یہودی سالانہ فلسطین میں آباد ہوں، جاری تھی۔ مئی ۱۹۲۱ء میں جافہ میں کئی حریت پسند شہید کر دیے گئے۔ اور فلسطین کے طول و عرض میں مارشل لا لگا دیا گیا۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں فلسطین میں یہودی کی سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ اس علاقے کے برطانوی انتداب میں آنے سے قبل یہودی ایجنسی (Jewish Agency) قائم ہو چکی تھی جو یہودیوں کے سیاسی، معاشی اور مذہبی مفادات کے تحفظ کے لئے کوشاں تھی۔ اس کا صدر عالمی صیہونی تنظیم کا صدر ویزمان تھا اور قائمہ منتظمہ کمیٹی (Executive Committee) کا سربراہ ڈیوڈ بن گوریاں تھا۔ ایجنسی کا ہندوستان کے یہودی والسٹرائے لارڈ ریڈنگ اور انڈیا آفس سے گہرا رابطہ تھا۔ اور اس کے فارن پالیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ وکٹر آرنو سوروف عربوں کا سخت دشمن تھا۔ فلسطینی مسلمان مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کی قیادت میں سامراج کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔

فلسطین میں سہ ماہی

یہ وہ عالمی حالات تھے جن میں مرزا محمود ۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو قادیان سے عازم سفر ہوئے۔ بمبئی سے بذریعہ جہاز ۲۳ جولائی کو عدن پہنچے۔ اگلی صبح پورٹ سعید کے لئے روانہ ہوئے۔ دوران سفر آپ نے شام و مصر میں قادیانی تبلیغ کے موضوع پر کئی گھنٹے دوستوں سے صلاح و مشورے کئے اور ایک حکیم تجویز کی۔ دوستوں کو تاکید کی کہ سفر کی اہمیت، مقصد کی عظمت اور مشکلات کے پیش نظر تمام وقت اس کی تیاری میں صرف کریں۔ ۲۹ جولائی کو پورٹ سعید سے قاہرہ پہنچے اور قادیانی مبلغ مقیم مصر شیخ محمود احمد عرفانی کے پاس قیام کیا۔ برطانوی ہائی کمشنر اور قاہرہ انٹلی جنس بیورو سے مذاکرات کے بعد بیت المقدس کے راستے دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے اس سفر میں فلسطین کے دورہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس لئے اس کا ذرا مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔

قاہرہ سے قادیانی طائفہ فلسطین پہنچا تو یہودیوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ بیت المقدس میں پہنچ کر مرزا محمود احمد نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی وحی اور پیش گوئیوں کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک فلسطین میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مؤلف تاریخ احمدیت، دورہ فلسطین کے واقعات کو قلم بند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

حضور (مرزا محمود احمد صاحب — مؤلف) فرماتے ہیں۔ وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے ملاہوں میں نے دیکھا کہ وہ مطمئن ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔۔۔ قرآن شریف کی پیش گوئیوں اور حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعد کے واقعات نے حضور کے الفاظ کی لفظاً لفظاً تصدیق کر دی۔ حاشیہ از قادیانی مؤلف

مرزا محمود کے دورے کے وقت سر ہربرٹ سیمونیل (۱۸۷۰ء — ۱۹۶۳ء) ہائی کمشنر فلسطین تھا جو یہودی برادری کا ممتاز فرد تھا۔ بعد میں یہ وائی کونٹ سیمونیل کہلایا۔ ان دنوں یہ سیاسی گفتگو کے لئے لندن گیا ہوا تھا۔ اور اس کی جگہ سر گلبرٹ کلیٹن کام کر رہا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہ وہی گلبرٹ کلیٹن ہے جو مصر

نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصول درست ہے کہ بیت المقدس کی تواریث کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں۔ تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں ہے۔

فلسطین میں سیاسی سچت و پز کرنے، یہودی اکابرین کو قادیانی سلسلہ کی اہمیت و افادیت سے روشناس کرنے اور ان کی ریاست کے قیام کا مشرکہ سنانے کے بعد ۲۴ اگست کو زامخو اور ن کے حواری دمشق روانہ ہوئے۔

دمشق میں مسلمانوں کا احتجاج

دمشق میں کئی قادیانی، جنگ عظیم اول کے آغاز سے سرگرم سازش تھے ان قادیانیوں نے "ابدال" کا سرخیل ولی المذنبین العابدین تھا جس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ دمشق میں کرم زامخو نے سنترال ہوٹل میں ڈیرہ جمایا اور قادیانی مریدوں کے ذریعے ایک سیاسی نوعیت کا تبلیغی مفلٹ طبع کرا کے وسیع پیمانے پر تقسیم کر دیا۔ آپ کی آمد اور مفلٹ کی تقسیم پر دمشق کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا۔ ان واقعات کو "الہی نشان" قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

دمشق میں گئے تو اول تو ٹھہرنے کی جگہ نہ ملتی تھی مشکل سے انتظام ہوا مگر دو دن تک کسی نہ توجہ نہ کی ہیں بہت گھبراہٹ اور دعا کی کہ اے اللہ پیش گوئی جو دمشق کے متعلق ہے کس طرح پوری ہوگی۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ ہم ہاتھ لگا کر واپس چلے جائیں۔ تو اپنے فضل سے کہیابی عطا فرما۔ جب میں دعا کر کے سویا تو رات کو یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہو گئے عجب مکرم یعنی ہمارا بندہ جس کو عزت دی گئی۔ اس سے میں نے سمجھا کہ تبلیغ کا سلسلہ یہاں کھلنے والا ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن جب اٹھے تو لوگ آنے لگے۔ یہاں تک کہ صبح سے رات بارہ بجے تک دوسو سے لے کر بارہ سو تک لوگ ہوٹل کے سامنے کھڑے رہے اس سے ہوٹل والا ڈر گیا کہ فساد نہ ہو جائے پولیس بھی آگئی اور پولیس آفیسر کہنے لگا فساد کا خطرہ ہے میں نے یہ دکھانے کے لئے کہ لوگ فساد کی نیت سے نہیں آئے۔ مجمع کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ چند ایک نے گالیاں بھی دیں لیکن اکثر نہایت محبت کا اظہار کرتے اور "ہذا بن صہدی" کہتے اور سلام کرتے مگر باوجود اس کے پولیس والوں نے کہا اندر بیٹھیں ہماری ذمہ داری ہے اور اس طرح ہمیں اندر بند کر دیا گیا۔ اس پر ہم نے برٹش کنسل

کو فون کیا۔ اس پر ایسا انتظام کر دیا گیا کہ لوگ اجازت لے کر اندر آتے۔

قادیانی طائفے کی دمشق میں آمد اور پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تقسیم کے خلاف مسلمانوں کی تحریک احتجاج نے شدت اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے فرانسسی ہائی کمشنر جنرل میکسم ویگان (Maxime Vigan) سے پر زور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو دمشق سے نکالا جائے۔ اور اس شہر انگریز پمفلٹ کو ضبط کیا جائے۔ برطانوی تو فیصل تقسیم دمشق قادیانیوں کی پشت پر تھا۔ اس نے مرزا محمود کو ہائی کمشنر سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ اور اس سلسلے میں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کیا۔ لیکن اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ مرزا محمود نے ایک خطبے میں انگریزوں کی بین الاقوامی سطح پر قادیانی مشنوں کو ہم پہنچانی جانے والی امداد کا فرانسسی حکام کی سیاسی حکمت عملی اور قادیانی سلسلہ ترقی کے ضمن میں ان کے طرز عمل سے موازنہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جب میں انگلستان جاتے ہوئے شام گیا تو وہاں میں نے ایک تبلیغی رسالہ چھپوایا۔ مسلمانوں نے اس پر شور مچایا کہ اسے ضبط کر لینا چاہئے اتفاقاً میں اس دن فرانسسی گورنر سے ملنے گیا تھا جب میں پہنچا تو وہ نہایت ہی ٹھٹھی زبان میں مجھ سے ہم کلام ہوا۔ اور کہنے لگا آپ کیا پیش گے؟ شہرت پیش گے؟ کافی پیش گے؟ طبیعت کیسی ہے؟ آپ کی کیا توضیح کروں۔ بالکل وہی طریق تھا۔ ہمارے ہاں مروج ہے دوران گفتگو میں اس ٹریکیٹ کا بھی ذکر آگیا کہ لوگ اس کے خلاف بلاوجہ شور کر رہے ہیں اور میں نے سنا ہے حکومت اسے ضبط کرنا چاہتی ہے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بالکل غلط بات ہے ہمیں مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ حکومت نے واقعہ میں اسے ضبط کر لیا تھا۔ جب بعض افسران کے پاس شکایت کی گئی کہ گورنر تو اس فعل کو ناجائز قرار دیتا ہے پھر یہ کس طرح ضبط ہوا تو انہوں نے بتایا کہ خود گورنر کے حکم سے ایسا ہوا ہے اور ہمارے آدمیوں کو بتایا گیا کہ جب وہ آپ کو شہرت پلا رہا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا ہم مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیا کرتے تو اس سے پہلے وہ کرچکا تھا۔

دمشق میں پانچ روزہ قیام کے دوران ایک عربی اخبار کے نمائندے کو آپ نے انٹرویو دیا۔ نامہ نگار نے ایک سوال کیا، اختلافتہ الاسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا، میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ

خلیفہ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے وہ میں ہوں۔ عرب صحافی نے دوسرا سوال کیا۔ "مشرق کا مستقبل کیا ہے؟ اور آپ کا سلسلہ اس کی حالت میں سیاسیہ میں کیا اثر ڈالے گا؟" اس اہم سوال کا عمومی رنگ میں جواب دیا گیا فرماتے ہیں:-

"ہم سیاست میں دخل نہیں دیتے لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا سلسلہ دنیا کے چاروں گوشوں میں پھیل جائے گا۔ اس وقت تمام انسان بھائی بھائی ہوں گے اور کوئی انسان اس طرح حاکم و محکوم نہ ہوگا۔" لے عوام کے بڑھتے ہوئے احتجاج کے باعث قادیانی طائفہ زیادہ مدت ٹھہر نہ سکا۔ مرزا محمود فرماتے ہیں کہ وہ اخبارات جن میں ان کے مشن کے بارے میں خیریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فروخت ہو جاتے تھے۔ واضح رہے کہ شامی پریس نے اس موقع پر نہایت قابل قدر مقالات شائع کئے اور قادیانیوں کے مذہبی اور سیاسی کردار کو بے نقاب کیا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخالف حالات کے باوجود مشن میں غیر معمولی طور پر کامیابی اور شہرت عطا فرمائی،" لے

۱۷ اگست کو پورٹ سعید کے راستے روما (اطلی) پہنچے جہاں اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی اور بقول مولف تاریخ احمدیت انہیں سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد بتائے۔ ۲۲ اگست کو آپ لندن پہنچ گئے۔

مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ مرزا محمود جس دن سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے تھے برطانوی پریس میں آپ کی آمد کی خیریں شائع ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ مگر لندن میں ورود کے بعد تو مصور اور غیر مصور اخبارات نے اتنی کثرت سے آپ کے فوٹو اور حالات وغیرہ شائع کئے کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار کو لکھنا پڑا کہ تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہو گیا ہے۔ (قادیانی مولف نے فٹ نوٹ میں نو برطانوی اخبارات کا ذکر کیا ہے جن میں سے کم از کم پانچ کھلے طور پر صیہونیت کے ترجمان اور یہود کی ملکیت تھے۔ ان کا تعلق ہیکٹر کول آف زیونزم سے تھا جس کی بنیاد ایک یہودی ایڈیٹر سی پی سکاٹ نے رکھی تھی۔ مانچسٹر گارڈین انہیں

۱۷ تظفر الاسلام قادیانی، فضل عمر کے زریں کارنامے، قادیان صد ۱۳۳

۱۷ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۱۲

کا اخبار تھا۔ ناقل مولف مذکور رقم طراز ہیں کہ کئی لوگوں نے بر ملا اظہار کیا کہ پریس نے اتنی اہمیت اور شہرت لندن میں آنے والے کسی بڑے سے بڑے لارڈ کو بھی نہیں دی۔ جتنی آپ کی تشریف آوری پر دی گئی۔ پریس کے علاوہ فلموں میں آپ کے اور آپ کے رفقاء کے مناظر دکھائے گئے یہ

قیام لندن کے دوسرے ہفتے آپ کو اطلاع ملی کہ افغانستان میں ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو حکومت ایک قادیانی نعمت اللہ کو سنگسار کر رہی ہے۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر

کابل میں ایک قادیانی کی سنگساری

حضور نے اس کے خلاف صدرائے احتجاج بلند کرنے اور واقعات کی روک تھام کے لئے ضروری اور مناسب اقدامات فرمائے۔ اور اس کے لئے دن رات ایک کر دیا (مثلاً لیگ آف نیشنز اور دنیا کے مختلف ممالک کو تاروٹے پریس کو اطلاعات بہم پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ لندن میں احتجاجی جلسے منعقد کرائے ایک مضمون میں شہید افغانستان کے مفصل حالات شائع کئے۔ حاشیہ) اور یہ سلسلہ قیام لندن کے آخر تک برابر جاری رہا۔

ظفر اللہ نے جو مرزا محمود کے سفر سے قبل لندن پہنچ گئے تھے۔ پریس میں مقیم افغان سفیر کو ایک تہدید آمیز خط لکھا جس میں اس واقعہ پر احتجاج کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

مرزا محمود نے اس قادیانی مرتد کی سنگساری کے واقعہ کو غیر معمولی اہمیت دی اور اسے قادیانی جماعت کی برطانوی سامراج کے لئے ایک نمایاں خدمت کے طور پر پیش کیا گیا۔ چونکہ اسی واقعے کے پس منظر میں بعض اہم حقائق پنہاں ہیں۔ اس لئے ہم ذرا تفصیل سے ان حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے مجبور ہو کر حکومت افغانستان نے اس قادیانی تخریب کار کو سنگسار کیا۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے بتایا تھا کہ تیسری افغان انگریز جنگ (۱۹۱۹ء) کے بعد افغانستان کی آزادی و حیثیت کو برطانیہ اور روس دونوں ممالک تسلیم کر چکے تھے۔ روس نے ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو کابل سے دوستی کا معاہدہ کر لیا۔ لیبن نے کئی بار افغانستان سے دوستی اور اس کی آزادی اور سالمیت کے تحفظ کے

اعلانات کئے۔ روس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے علاوہ افغان افواج کی تربیت کے لئے مشہور ترک جرنیل جمال پاشا کی موجودگی انگریز کی نظر میں کھٹک رہی تھی۔ یاد رہے کہ جنگ عظیم اول کے بعد جمال پاشا سابق جی اوسی شام جن سے ولی اللہ زین العابدین غداری کے مرتکب ہو چکے تھے۔ یورپ میں قیام پذیر تھے۔ وہاں کارل ریڈک کی وساطت سے آپ کی ملاقات افغانستان کے امیر امان اللہ خان سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو افغان فوج کو جدید طریقوں پر تیار کرنے کے لئے ملازم رکھ لیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے تاشقند میں نظر بند ترک افسران کے کچھ افراد کو بھرتی کر کے ایک جماعت بنائی۔ جس کی جاسوسی کے لئے قادیانی مبلغ محمد امین قادیان سے روانہ کئے گئے۔ افغانستان میں آپ نے ایک فوجی انسپکٹر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ اور افغان افواج کی اعلیٰ تربیت کا فریضہ انجام دینے لگے۔

نعمت اللہ قادیانی، جو قادیان سے باقاعدہ تربیت حاصل کر کے کابل سے آئی ڈی کرنے کے لئے مامور تھا تخریبی کارروائیوں کے دوران گرفتار کر لیا گیا۔ اس سے کچھ عرصہ قبل کابل کے وزیر خارجہ محمود طرزی قادیانیوں کی درخواست پر انہیں قید کر چکے تھے کہ وہ اس ملک میں آزادی سے رہ سکتے ہیں اس کا اعتراف مولف تاریخ احمدیت نے بھی کیا ہے۔ لیکن اس وفاداری کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوئی حکومت اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ قادیانی مبلغ نے جوش وفاداری میں ہوش کا دامن چھوڑ دیا اس لئے اس کی نثر فنا کارروائیوں کا سدباب کرنا ضروری تھا۔ اس امر کے بدیہی ثبوت موجود ہیں کہ قادیانیوں نے ہر مرحلہ پر انگریز کے سیاسی گمانتے کے طور پر کام کیا اور کیوں جانیے۔ اسی واقعے کے تقریباً چھ ماہ بعد فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانیوں نے افغانستان کی سالمیت کے خلاف سازش کی جرم ثابت ہو گیا اور کیفر کردار کو پہنچائے گئے۔ وزیر داخلہ افغانستان نے ان قادیانیوں کی سنگساری کے موقع پر جو اعلان شائع کیا وہ درج ذیل ہے۔

”کابل کے دو اشخاص ملا عبد الحلیم چہار آسانی و ملا نور علی قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدے کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر

عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ الر حیب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانستان کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے تھے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھوں بکسچکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔

سنگساری کے واقعے پر جہاں قادیانی حلقوں نے عالمی سطح پر افغان حکومت کو بدنام کرنے کی مہم چلائی وہاں ہندوستان کے مسلمانوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور مولانا حبیب الرحمن ناظم دارالعلوم دیوبند نے جمعیت العلماء ہند کی طرف سے امان اللہ خان کو مبارک باد کے تارے کرائے کہ انہوں نے شرعی قانون کے مطابق ایک مرتد کو سنگسار کیا ہے۔

اوپر تلے ہونے والے ان واقعات سے گہرا اثر قادیانی انڈر گراؤ ٹنڈ چلے گئے۔ اور نہایت خفیہ طریقے سے افغانستان کے طول و عرض میں کام کرنے لگے۔ برطانوی سامراجی نے ان سازشی عناصر کی پشت پناہی کے لئے لندن سے مارچ ۱۹۲۷ء میں لارنس آف عربیہ کو دور آد کیا۔ اس کا تقریر ایل ایر فورس میں بطور ایئر کرافٹ میں کیا گیا۔ رسوائے زمانہ لارنس پہلے ڈرگ روڈ کراچی ٹھہرا اور نومبر میں خفیہ طور پر میرال شاہ کے مقام پر پہنچا اور شمال مغربی سرحدی علاقے میں سیاسی بغاوتوں کے منصوبے تیار کرنے لگا۔ اس نے سرکار ہینچے ہی افغانستان کے خلاف شتواری قبیلہ کو اکسا کر بغاوت کرائی۔ برطانوی ہفت روزہ ایمپائر نیوز نے دسمبر ۱۹۲۸ء کے ایثور میں ایک میڈیکل مشنری ڈاکٹر فرانسس ہوبو (Dr. Francis Hobe) کا ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے لکھا کہ لارنس ایک عرب کاروبار دھار کر بعض سرکردہ افغانوں سے مل چکا ہے اور اس کا مقابلہ برطانیہ کے ایک سابق جاسوس، سابق ایم پی، سابق جیل سائز اور چین میں موجود روسی ایجنٹ لٹکن ٹریش (Litchin Trish) سے ہوگا۔ پرنس فری پریس میل سروس کے ذریعے ہندوستان پہنچ گئی یہ قادیانی خلیفہ کے بعض تہمت قابل اعتماد افراد جماعت جو کسی زمانے میں لارنس کے قریبی دوست تھے۔ اس کی معیت میں سرحد

کام کر رہے تھے ان کا درواشیوں کی نگرانی یہودی انڈر سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا سر آر تھو ہرنل
 رہا تھا۔ افغانستان میں سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لئے انگریزوں نے قادیانی آلہ کاروں کے علاوہ اپنے ایک
 سردار محمد عمر خان کو کابل روانہ کیا۔ جو کچھ ستر سے قبل میں افغانستان میں ایک ناکام بغاوت کروا چکا تھا
 اس وقت برطانیہ کی سیاسی پناہ میں الہ آباد میں مقیم تھا۔ روسی انتہائی جنس نے سرحد میں لارنس کی
 جو دگی کی تصدیق کر دی جس سے افغان حکومت کافی چونکسی ہو گئی۔ چند ماہ کے اندر اندر لارنس اپنا
 سیاسی مشن پورا کر کے خفیہ طریقے سے لندن چلا گیا۔ اور اس کی ذریت کابل میں اس کے بتائے ہوئے
 منصوبے پر عمل کرتی رہی۔

قیام لندن کے آخری ہفتے میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو مرزا محمود نے مسجد فضل
 لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں سر ایگنڈا نڈر ڈریک، سابق
 نیشنل کشر پنجاب، انڈیا آفس کی مسز رینی سی سپین، کئی مالک کے سفراء وغیرہ نے شرکت کی۔
 مسجد کی زمین ۱۹۲۰ء میں قادیانی مبلغ فتح محمد سیال نے ایک یہودی سے خریدی۔ مسجد کا سنگ بنیاد
 رکھتے ہوئے مرزا محمود نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت
 کے لئے بنائی جاتی ہے اور وہ کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں لیں گے۔ اگر وہ
 مسجد کے انتظامی قوانین کی پابندی کرنے اور دوسروں کی عبادت میں خلل نہ ہوئے کلیسیا اور یہودی
 عبادت کی ضروریات کو پورا کرنے والی مسجد ضرار کی بڑی دلچسپ تاریخ ہے۔ مرزا محمود کی ہندوستان
 واپسی کے دو سال بعد یہ نام نہاد مسجد تیار ہوئی اس کے بعد اس کی رسم افتتاح کا کھڑاگ رچایا گیا۔ اور ایسی
 شخصیت کی تلاش شروع ہوئی جس کے نام کو قادیانی پروپیگنڈا کے لئے استعمال کیا جاسکے اس مقصد کے لئے
 لندن مشن کے مبلغ عبدالرحیم درو نے فروری ۱۹۲۶ء میں مرزا محمود کو خط لکھا اور افتتاح کی تقریب
 کی بجا آوری کے لئے مختلف نام پیش کئے۔ آپ نے جواباً تحریر کیا کہ سابق شریف ملک کے بیٹے اور ملک
 فیصل عراق کے بھائی امیر زید سے جو آکسفورڈ میں زیر تعلیم ہیں افتتاح کرایا جائے۔ بعد میں اس تجویز کو
 بدل کر ملک فیصل آف عراق کو دعوت دی گئی جو فرانس میں مقیم تھے لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔

مرزا محمود نے اس رسم افتتاح سے قادیانیوں کے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے اور استقبال میں عرب ممالک میں قدم جانے، ارتداد پھیلانے کی امید بھی لگائے بیٹھے تھے۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے لندن مشن کے مبلغ کو خط لکھا کہ وہ لندن میں مقیم ابن سعود کے سابق انگریز ایڈوائزر جان فلبنی سے ملاقات کے بعد

ان سے ابن سعود کو خط لکھوائے کہ ان کا بیٹا امیر فیصلہ والسرائے مکہ (شاہ فیصل شہید - مولف) اس مسجد کا افتتاح کریں۔ جان فلبنی - لارنس آف العرب کا دوست اور برطانوی انٹلی جنس کارکن تھا۔ اس نے ابن سعود کے ایڈوائزر کے روپ میں جو کرد کیا اس کی جھلک تصنیف "سعودی عرب بیبیہ" میں دیکھی جاسکتی ہے یہ کتاب جان مرسے پریس لندن ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ جان فلبنی کے بارے میں لارنس آف عربیہ نے ۱۹۲۱ء میں مسز ہربرٹ سیموئیل یہودی گورنر فلسطین کو مشورہ دیا تھا کہ اسے فلسطین میں ہائی کمشنر کا مقامی نمائندہ بنایا جائے۔ یہ پورے کہ اس کا بیٹا کم فلبنی یہودی خفیہ انٹلی جنس کے چیف کے عہدے

فائز اور واشنگٹن اور ماسکو کے جاسوسی اداروں کے درمیان رابطہ آفیسر کے فرائض انجام دئے۔ قادیانی امیر فیصل سے رابطہ قائم کرنے میں مصروف تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ امیر فیصل ستمبر میں لندن پہنچنے والے ہیں۔ فلبنی کی یقین دہانی کی بنا پر قادیانی مبلغ عبدالرحیم درونے اخبارات میں اعلان کرانے شروع کر دیئے کہ ابن سعود کے صاحب زادے امیر فیصل قادیانی مسجد کا افتتاح کریں گے۔ ستمبر ۱۹۲۶ء کو امیر موصوف لندن پہنچے۔ آپ کے ہمسفر جدہ کے برٹش کونسل مسٹر جارون بھی تھے صاحب نے خود ہی آپ کے استقبال اور قیام کا بندوبست کیا لیکن امیر موصوف نے قادیانیوں کی تقریب میں کوئی شرکت نہ کی۔ لیکن قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے نے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ محکمات ممالک کے زعماء اور ہندوستانی مسلمانوں نے ابن سعود کو تار روانہ کئے اور قادیانیت کی غمایت اور اس کی اسلام دشمن پالیسیوں کی وضاحت کی۔ ادھر مرزا محمود نے ابن سعود کی خدمت تار اور بعض انگریز افسروں کی چٹھیاں بھجوائیں جن میں اس درخواست کے ساتھ سمجھا کہ امیر فیصل کو مجبور کیا جائے کہ لندن مسجد کا ضرور افتتاح کریں۔ شاہ سعود کو یہ دھمکی بھی دی گئی کہ اگر ایسا نہ کیا جائے

معودی عرب کی حکومت جو پہلے ہی سے ہندوستان کے عوام کی ہمدردی اپنے ہاتھ سے کھو چکی ہے اور
 اس طرح صحیح دار اور تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان سے برگشتہ ہو جائے گا۔

ابن سعود نے اپنا فیصلہ بدلنا تمنا نہ بدلا۔ فلبی اور دفتر نوآبادیات لندن انگریزوں کے اصرار کے باوجود
 میر فیصل کسی طرح سے اس رسم افتتاح کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ آخر کار مرزا محمود نے ورد کو لکھا
 کہ اگر میر فیصل رضی نہ ہیں تو فلبی سے مشورہ کر کے اور مقامی حالات کو مد نظر رکھ کر کارروائی کریں۔
 سب کوئی چارہ کار نہ رہا اور برطانوی پولیس نے سعودی عرب کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی
 تو افتتاح کے لئے خان بہادر شیخ عبدالقادر سابق وزیر پنجاب اور پریزیڈنٹ پنجاب آئین ساز کونسل
 کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس زمانے میں لیگ آف نیشنز میں ہندوستانی نمائندے کے طور پر شرکت
 کے لئے آئے ہوئے تھے۔ یہ وہی سر عبدالقادر ہیں جو رسالہ مخزن کے مدیر رہے۔

نوآبادیاتی مسجد ہزار کے بارے میں برطانوی پولیس آفیسر کے حوالے سے عرب پولیس میں اس بات کا
 بار بار تذکرہ ہوا کہ یہ کیسی مسجد ہے جو ہندو مذہب و ملت کی عبادت گاہ ہوگی۔ مولوی ورد، جہاں لندن میں
 مسجد کے مقام کی تقریب سے انگریز کی مذہبی رواداری کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے۔ وہاں وہ خصوصیت
 سے برطانیہ کے یہودی اور عیسائی صحافیوں کو یہ باور کر رہے تھے کہ اس مسجد میں یہودی اور عیسائی حضرات
 کے علاوہ خدا واحد کو ماننے والے تمام مذاہب کے افراد عبادت کر سکتے ہیں۔ آپ نے ایک برطانوی
 اخبار ریفری کے نمائندے کو بتایا کہ اسلام، یہودیت اور ابتدائی عیسائیت میں کوئی بڑا فرق نہیں۔
 نمائندہ مذکور نے ورد صاحب سے انٹرویو کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اسلام اور یہودیت کے زیر
 عنوان اپنے جریدے میں تحریر کیا۔

امام نے بتایا کہ مسجد میں عیسائی، یہودی اور مسلمان سب کو واحد خدا کی پرستش کرنے کی اجازت ہے
 اسلام اور یہودیت اور ابتدائی عیسائیت میں کوئی بڑا فرق نہیں ہم سب ایک خدا کی پرستش
 کرتے ہیں۔ امام نے مجھے بہت باتوں کا علم دیا۔ ازاں جملہ ایک بات یہ تھی کہ احمدیہ فرقہ کی بنیاد حضرت مرزا
 غلام احمد صاحب نے ۸۸۰ھ میں ڈالی تھی اور کہا کہ ہمارے عقائد مذہبی بردباری کی حمایت میں ہیں اور

مذہبی لڑائی اور تشدد کے سخت مخالف ہیں جن مذاہب میں ایک خدا کی پرستش ہوتی ہے اس کے رس
کو ہم مانتے ہیں۔

لندن ٹائمز نے امام موصوف کے حوالے سے لکھا :-

”یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ جس کے پیرو تمام روئے زمین پر دس لاکھ نفوس ہیں۔ اسلام سے
بہی وابستہ ہے جیسا کہ عیسائیت یہودیت سے۔“

امیر فیصل کے مسجد منار کے افتتاح سے انکار سے لے کر آپ کی شہادت تک قادیانیوں نے جن
زادیوں سے سعودی کے سالمیت کے خلاف سازشیں کیں اور سعودی حکمرانوں کے خلاف پروپیگنڈا
کیا۔ اس المناک داستان کے بعض حصے آئندہ صفحات میں بیان کئے گئے ہیں :

۱۵ ایضاً ص ۸۸

۱۶ ” ص ۹۱

لندن منصوبے کی تکمیل

لندن میں دفتر تو آبادیات اور یہودی سرپرستوں سے گفت و شنید کے بعد مرزا محمود نے مشرق وسطیٰ کے لئے ایک پلان تیار کیا۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں سر ظفر اللہ کے ہمراہ پیرس کی رنگین شاموں اور یہاں کے ایک اوپرا ہاؤس (Opera House) میں محسن عرباں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے قادیان لوٹے۔ اور مجوزہ پروگرام کے مطابق جون ۱۹۲۵ء میں لارنس آف قادیان ولی اللہ زین العابدین اور جمال الدین شمس کو بلا و عربیہ روانہ کیا۔ یہ دونوں سامراجی آلہ کار پہلے شام پہنچے۔ شمس کو شام میں ٹیکا کر ولی اللہ بعض اہم تعارفی خطوط لے کر عراق پہنچے۔ عراق میں مرکز کی طرف سے کوئی مبلغ مقرر نہ تھا۔ البتہ انفرادی طور پر بعض قادیانی سرگرم تبلیغ تھے۔ اور قادیان سے ہدایات وصول کرتے تھے۔ شاہ فیصل نے کافی عرصہ سے عراق میں قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کر رکھی تھی جس کے باعث قادیانی تخریب کاروں کی سیاسی سرگرمیاں مدہم پڑ گئی تھیں۔ مرزا محمود برطانوی مائٹی کمشنر عراق سرپرسی کوکس (Sir Percy Cox) کو ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ مختلف ذرائع سے خطوط بھجوا چکے تھے۔ لیکن شاہ فیصل نے یہ پابندی اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور کسی قسم کے دباؤ کو قبول نہ کیا۔ ۱۹۲۲ء کے بعد سیاسی حالات کافی بدل چکے تھے۔ مارچ ۱۹۲۲ء تک دو سال کے عرصے میں عراق اور برطانیہ مابین دوستی کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا تھا۔ ولی اللہ نے عراق میں کچھ قیام کیا اور نئے برطانوی مائٹی کمشنر سر سنہری ڈولیس (Sir Henry Doolittle) کی وساطت سے شاہ عراق کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ سے پابندی اٹھادیں۔ مرزا محمود اس پابندی کے اٹھائے جانے کی سیاسی اہمیت اور فوائد کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے ایک جلسے میں فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک شاہ صاحب (ولی اللہ) نے اس سفر میں بڑا کام کیا ہے وہ عراق کے متعلق ہے۔

سیاستاً یہ ایک ایسا کام ہے جو دوڑ تک اثر رکھتا ہے۔ ہم گورنمنٹ آف انڈیا کے ذریعے کوشش کر چکے تھے مگر پھر بھی اجازت نہ حاصل ہوئی تھی۔ وہاں سے ہمارے آدمی اس لئے نکالے جا چکے تھے کہ تبلیغ کرتے تھے۔ اپنے گھر میں جلسہ کرنا بھی منع تھا۔ یہ کام اس قسم کا ہے کہ سیاسی طور پر اس کے کئی اثرات ہیں۔ اس سے سمجھا جائے گا کہ احمدی قوم حکومتوں کی رائے بدلنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

شمس پر قاتلانہ حملہ

عراق میں سیاسی مشن کی تکمیل کے بعد ولی اللہ شام پہنچے جہاں شمس قادیانی مشن کے کام میں لگے ہوئے تھے۔

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ جنگ عظیم اول کے دوران شام میں ولی اللہ کئی سازشوں میں ملوث رہ چکے تھے وہ برطانوی حلقوں میں خوب متعارف تھے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے برطانوی قونصل دمشق سے ملاقات کی اور اس کی وساطت سے فرانسیسی ہائی کمشنر شام جنرل مارسس ساریل (Gen. Maurice Sarrail) سے مل کر انہیں قادیانی مشن کے قیام و مقاصد سے روشناس کرایا۔ اس وقت شام فرانسیسی انتداب میں تھا کچھ عرصہ یہاں رہ کر۔ اور شمس کو شام مشن کے سلسلے میں مناسب ہدایات دے کر آپ قادیاں آ گئے۔ شام میں سیاسی صورت حال بڑی مخدوش تھی۔ جولائی ۱۹۲۵ء میں سلطان پاشا کی سرکردگی میں شامیوں نے فرانسیسی استعمار کے خلاف ایک زبردست تحریک شروع کی جو بتدریج زوروں پر تھی۔ اگست میں دروزوں نے سلطان الطراش کی قیادت میں پورے ملک کے طول و عرض میں مظاہرے کئے اور اسی ماہ کے آخر میں عبدالرحمن شاہ نے شام کی انقلابی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ فرانس نے حریت پسندوں کو دبانے کے لئے دمشق پر بمباری کی اور مارشل لا لگا دیا۔ شمس نے اپنے ایک مکتوب میں جو الفضل قادیاں کے ۶ اگست ۱۹۲۶ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کی دعوت کو پوشیدہ طور پر پھیلا دینے میں جو کوئی اعتراض کر رہا ہے صرف اس کو جواب دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ آپ نے اعلیٰ تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور ایک رسالہ الحقائق عن الاحمدیہ تصنیف کیا جس میں قادیانی عقائد کا پرچار تھا۔ مرزا صاحب کی کتاب کشتی نوح کا عربی ترجمہ کر کے اس کی بڑے پیمانے پر شہ ہیری لکھی۔ قیصر

کے ڈرامائی اعلان کی آڑ میں جہاد کی مکمل تیغ اور ہندوستان میں برطانوی سامراج کی آمرانہ حکومت کے فیوض و بیکات کا چرچا کیا گیا۔ شامی تحریک حریت کے دور عروج میں شمس نے مختلف انداز میں ولی الامر کی اطاعت کے راگ الاپے اور قیام امن کے گمراہ کن پروپیگنڈے کی آڑ لے کر اس تحریک کے خلاف ایک نیم مذہبی، نیم سیاسی محاذ قائم کیا۔ شمس چاہتے تھے کہ تحریک آزادی کے متوازی مناظرہ بازی کا ایک محاذ کھل جائے تاکہ حریت پسندوں کی توجہ بیٹ جائے اور وہ اس نئے فتنے کی طرف بھی متوجہ رہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنے دور ضلالت میں وطیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ لیکن شامی پہلے تو حکومت سے احتجاج کرتے رہے کہ اس قادیانی مرتد کو شام سے نکالا جائے بعد میں شمس کی اشتعال انگیزیوں کے باعث دسمبر ۱۹۲۷ء میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ حملہ آور شامی مجاہد نے اپنی طرف سے ان کا کام تمام کر دیا۔ لیکن ابھی آپ کے نامہ اعمال نے اور سیاہ ہونا تھا۔ اس لئے شدید زخمی ہونے کے باوجود پتھ گئے۔

مرزا محمود نے اس حملے کا شدید نوٹس لیا۔ برطانوی آقاؤں کو خطوط اور تاریں ارسال کیں اور نئے فرانسیسی ہائی کمشنر ہنری پونسا (Henry Ponsot) کو یادداشتیں روانہ کیں۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۱۹۲۸ء میں شام سے مارشل لا اٹھا کر فرانسیسی استعمار نے تاج الدین الحسنی کو ٹی کا بینہ بنانے کی دعوت دی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو آئین ساز اسمبلی کے انتخابات ہوتے کا اعلان ہوا۔ اور ۹ مارچ کو شمس کو حکومت نے حکم دیا کہ ۲۲ گھنٹے کے اندر اندر شام سے نکل جائے۔ شمس نے قادیان کو اپنے اخراج کی اطلاع دی۔ مرزا محمود نے حکم دیا کہ ایک مقامی قادیانی کو امیر مقرر کر کے خود فلسطین چلے جاؤ۔ اس حکم کی تکمیل میں ایک اور راجن دین و ایمان اور برطانوی جاسوس منیر الحفصی کو جو شام کا مقامی باشندہ تھا امیر مقرر کر کے مرزا محمود کے حکم کے مطابق ۶ مارچ کو فلسطین کا رخ کیا۔

۱۰ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۹۹

۱۱ فرانس کے دور امتداد میں شامی حریت آزادی کا داستان کے لئے ملاحظہ فرمائیں

۱۲ ایس ایچ لونگزیگ کی تالیف سیریا اینڈ لبنان انڈر فرنچ مینڈیٹ، آکسفورڈ پریس لندن ۱۹۵۸ء
۱۳ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۹۹

فلسطین مشن کا قیام

مارچ ۱۹۲۸ء میں جلال الدین شمس فلسطین پہنچے اور آنجنہانی المدونہ جالندھری کے بقول الہی نوشتوں کے مطابق ماؤنٹ کرمل پر احمدیہ مشن قائم کر دیا۔ یہ بات بتائی جا چکی ہے۔ کہ فلسطین برطانوی انتداب میں تھا۔ اس لئے جس طرح انگریز قادیانیوں کو ہندوستان میں اپنے مذموم سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے تھے اسی طرح یہودی اور انگریز فلسطین میں ان سیاسی آلہ کاروں کی بیٹھ ٹھونکنے لگے۔ یہ حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے زمانے ہی سے فلسطین میں یہودی آقاؤں کے اشارے پر کام کر رہے تھے۔ تاریخ احمدیت کے قادیانی مولف دوست محمد شاہد لکھتے ہیں۔ کہ طرابلس کے ایک شخص محمد المغزلی درپردہ ۲۳ سال (۱۹۰۵ء) سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان امور کے بدیہی ثبوت موجود ہیں کہ مرزا غلام احمد کی کئی شریف عربوں سے خط و کتابت تھی۔ جو ترکوں کے خلاف صیہونی یہود کے لئے کام کرتے تھے۔ فرقہ شاذلیہ کے بعض افراد عالمی بہائیت کے مرکز عکہ میں بیٹھ کر قادیانی عقائد کو پھیلا رہے تھے۔ آنجنہانی المدونہ لکھتے ہیں :-

حیفہ کے قریب عکہ میں فرقہ شاذلیہ کے رئیس شیخ ابراہیم کو کافی عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود کا عربی خط موصول ہوا تھا۔ وہ صوفی مشرب انسان تھے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو کہا تھا کہ یہ خط محفوظ رکھیں حیفہ سے تمہیں امام مہدی کا پیغام ملے گا۔

۱۹۳۰ء میں فلسطین کے علاقہ کبابیر کے صالح عبدالقادر عودہ اور ان کا خاندان قادیانیت کی آغوش میں چلا گیا۔ شام کے بعض سکروہ قادیانی بھی فلسطین میں آگئے۔ اس طرح شمس کو پہلے سے بنی بنائی ایک جماعت مل گئی۔

شمس نے فلسطین پہنچ کر یہودی ہائی کمشنر فیلڈ مارشل ہربرٹ پلومر سے ملاقات کر کے ہدایات لیں مرزا محمود اسلم مشن کے قیام کے متعلق انڈیا آفس، وائسرائے ہند لارڈ ارون، دفتر تو آبادیات لندن

۱۰ الفضل قادیان ۲۹ فروری ۱۹۲۲ء

۱۱ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۹۹

۱۲ الفرقان ربوہ شمس نمبر جنوری ۱۹۶۸ء

یہ ہیں اطلاعات روانہ کر چکے تھے۔ جن میں شام سے قادیانی مبلغ کے اخراج کی داستان بیان کی گئی تھی۔
 یہودی یہود کے مفادات کی نگران جیوش ایجنسی نے قادیانی مشن کے قیام پر اطمینان کا اظہار کیا۔ مرزا
 نے جلد ہی فلسطین مشن کو مشرق وسطیٰ کے ہیڈ کوارٹر کا درجہ دے دیا۔ مصر، شام، عراق وغیرہ کے
 نہاد مبلغوں کو یہاں سے ہدایت دی جاتی تھی۔ اور اسی مشن کا سربراہ ان ممالک میں ضرورت پڑنے پر
 حالات کا مطالعہ کرتا اور قادیان کو خفیہ رپورٹیں روانہ کرتا۔

مصر میں جولائی ۱۹۲۸ء میں پارلیمنٹ توڑ دی گئی اور آزادی پسندوں کی تحریک زور پکڑنے لگی
 کی ہدایت پر اس تحریک کے خلاف قادیانی عناصر کو منظم کرنے کے لئے شمس مصر گئے اپنے برطانوی مائی
 نر سرپرسی لورین (Mrs Percy Lorraine) سے ملاقات کی۔ اور ایک سیاسی لائحہ عمل مرتب کیا
 پر بعد میں عمل درآمد کیا گیا۔ اسی طرح باقی عرب علاقوں کی تحریکوں کو سبوتاژ کرنے کے اقدامات کئے جاتے رہے۔
 فلسطین میں جلال الدین شمس نے گونا گون سازشیں کیں۔ نئے یہودی مائی کمشنر سر جان چائسلر کے منظم کے
 فلسطین کے مسلمانوں نے مفتی اعظم فلسطین کی قیادت میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے زبردست تحریک
 فارکے چکے تھے۔ اس تحریک کو جہاد قرار دیا جاتا تھا۔ شمس نے شرمناک قادیانی عقائد کے پرچار کے علاوہ ایک
 لہجہ "الجہاد الاسلامی" تالیف کیا جو مرزا غلام احمد کے رسالے "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کا چرہ بھقا
 میں انہوں نے جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس تباہ کن پروپگنڈے سے
 ال ہوتا ہے کہ فلسطین کے مظلوم مسلمان مذہبی اور سیاسی دونوں لحاظ سے قادیانی مشن کی استحصالی
 ہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے پیچھے مسیح کے منکر قادیانی مسیح پر کیا ایمان لا سکتے تھے اس مشن کا بنیادی مقصد
 یہ آزادی میں رختہ اندازی کر کے اس کی سمت موڑنا۔ اور مسلمانوں کی فعال قوتوں کو کمزور کرنا تھا
 وہ قادیانیت سے الجھ جاتیں اور مناظرہ بازی کا بازار گرم ہو جائے۔ یہودی تنظیموں کے رضا کا
 قادیانی لٹریچر کی ترسیل و تقسیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنے خفیہ فنڈ سے ان کی اعانت
 تے تھے۔

قادیانی مشن کی سرگرمیوں کا مؤثر مقابلہ فلسطین کی الجاسس الاسلامی الاعلیٰ اور جمعیتہ الشبان المسلمین

نے کیا۔ اول الذکر کے سربراہ مفتی اعظم فلسطین تھے۔ ان تنظیموں نے قادیانیت کی سامراج نوازی اور صیہونیت کے ذیلی ادارے ہونے کی حقیقت کو لیے نقاب کیا۔ اور مسلمانوں کو اس نبوت کا ذبح کرنے کے ہتھکنڈوں سے خبردار کیا۔ شمس قادیان کا ایک مولوی فاضل تھا۔ عرب فصحاء کے سامنے وہ کیا اس کا اثر روشن علی اور متبنی قادیان زبان کھولنے کی اہمیت نہ رکھتا تھا یہ اور بات ہے کہ فلسطین کے مسلم معاشرے کے امن کو پامال کرنے کے لئے وہ مناظرے کے چیلنج دیتا اور پھر اپنے مرشد کی سنت کے مطابق فراہم اختیار کر لیتا۔ فلسطینی عرب اس کش مکش اور شمس کی سیاسی ریشہ دوانیوں سے تنگ آچکے تھے۔ ایک موقع پا کر چند مجاہدین نے جسے تاریخ احمدیت کا مولف و فساد ہی عناصر کے لقب سے نوازنا ہے۔ موقع کرشمس کے مکان کو گھیرے میں لے لیا اور عین ممکن کہ یہ مارا جاتا لیکن بھاگ نکلا اور قریبی یہودی بستی میں چھپ گیا۔ اس واقعہ کے بعد برطانوی پولیس اور یہودی ہوم گارڈ نے ان مجاہدین کی تلاش میں مختلف مقامات پر چھاپے مارے اور نہتے عربوں کو مظالم کا نشانہ بنایا۔

شمس نے برطانوی حکومت اور صیہونی ایجنسی کی امداد سے اپریل ۱۹۳۱ء میں مرزا محمود کے نام پر کہا بئر میں ایک مستقل سیاسی اڈہ یعنی مسجد ضرار کی بنیاد رکھی۔ فلسطین کی مردم شماری میں جماعت کا نام احمدی مسلمان لکھوایا۔ دلیل المسالین۔ تنویر البیاب تکمیل التبلیغ۔ توضیح المرام فی رد علمائے حمص و طرابلس اشام جیہ مکروہ لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کی۔ بغداد موصل۔ بیروت۔ حمص۔ لاذقیہ۔ عمان وغیرہ کے علاقے بھی قادیان مشن کی تخریب کاروں کی زد میں رہے۔

شمس فلسطین میں نام نہاد تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ مرزا محمود نے ستمبر ۱۹۳۱ء میں ایک اور قادیانی ابوالعطاء (الشریفة) جالندھری کو فلسطین روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ شمس کے بل کر کام کریں۔ اس کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ چند ماہ بعد فلسطین میں ایک اہم کانفرنس بلانے کی تجویز زیر غور تھی۔ جس کے مجوز و محرک مفتی اعظم فلسطین تھے۔ اس میں تمام دنیا کے اسلامی ممالک سے لوگوں کو بلوایا گیا تھا۔ تاکہ آزادی فلسطین کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا سکے۔ اس کے علاوہ اس مسئلہ کی نزاکت سے مسلم اکابر کو روروشناس کرانا اور اس سلسلے میں بین الاقوامی سطح

بیت المقدس کا نفرس

۱۰ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۵۰۰ لے ایضاً لے ایضاً

اقدامات کرنا کانفرنس کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ دراصل اس کانفرنس کے قیام سے قبل ۱۹۳۰ء میں مفتی اعظم کے خاندان کے ایک فرد موسیٰ کاظم حسینی جوہن کے گورنر اور بیت المقدس کے میئر کے عہدوں پر فائز رہ چکے تھے۔ اور فلسطینی عرب کانگریس کی مجلس منظمہ کے صدر تھے۔ یورپ میں فلسطینی عربوں کے موقع کو پیش کرنے گئے۔ جہاں قادیانیوں کا لندن مشن ان کے پیچھے سامنے کی طرح لگا رہا۔ ان ہی کے رپورٹ کے نتیجہ میں یہ کانفرنس منعقد کی گئی تاکہ اہل فلسطین کے حقوق کے تحفظ کا سوال اٹھایا جائے۔

مفتی اعظم نے تمام دنیا کے اسلامی ممالک سے مقتدر زعماء کو شرکت کی دعوت دی۔ اور روضۃ المعارف ہال، بیت المقدس میں دس روزہ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندگی حضرت علامہ اقبال، مولانا غلام رسول مہر اور مولانا شوکت علی نے کی۔ علامہ اقبال اپنے رفیقار کے ساتھ نول میز کانفرنس لندن میں مسلمانوں کی نمائندگی کا فریضہ ادا کرنے کے بعد یکم دسمبر کو لندن سے قاہرہ پہنچے۔ سٹیشن پر ان کا استقبال کرنے والوں میں شبان المسلمین کے ارکان، ڈاکٹر عمید الحمید، سعید میر پور لہیٹ، علامہ سید رشید رضا، مدیر المنار، ماسٹر امام دین سیالکوٹی، خورشید عالم، محمد حسین نوح، محمد اسماعیل، جماعت الازہر کے ہندوستانی طلباء اور رابطہ ہندیہ کے ارکان شامل تھے۔ ان کے علاوہ شیخ محمود احمد عرفانی قادیانی بھی سٹیشن پر موجود تھے۔

عرفانی صاحب نے برطانوی سامراج کی سیاسی پالیسی کی تشہیر و اشاعت اور عرب دنیا میں افتراق و انتشار کے کاٹے بونے کے لئے ایک جریڈہ "العالم الاسلامی" نکال رکھا تھا۔ ۲ دسمبر کو مولوی شمس قادیانی فلسطین سے قاہرہ پہنچ گئے۔ اور مسلم وفد کے اکابر سے ملاقات کی۔ اور ان کے خیالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اگلے روز مسلم وفد شام کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں سے ۵ دسمبر کو فلسطین پہنچا اور کانفرنس میں شرکت کی۔

قادیانیوں نے کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے حصول کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے تاکہ اپنے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کر سکیں فلسطین کا یہودی ہائی کمشنر سرونچوپ چاہتا تھا کہ قادیانی نصر کسی نہ کسی طور شرکت کر کے مستحقیل کی سیاست میں اہم کردار ادا کر سکے۔ لیکن مسلمانوں نے ان کی سازشوں

کو ناکام بنا ڈالا۔ تاریخ احمدیت کے مؤلف نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا محمود کو بھی اس کانفرنس میں شرکت دعوت دی گئی تھی۔ لیکن آپ نے جلال الدین شمس کو حکم دیا کہ وہ ان کی نمائندگی کرے۔

لیکن یہیں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ بلکہ ہمیں قادیانی نمائندے کی شرکت کے سوال پر مسلمانوں کا مشورہ ملتا ہے۔ اس امر کا مؤلف مذکور نے اعتراف کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ جلال الدین شمس کی شرکت "بعض تنگ دل مشائخ نے برداشت نہ کیا۔ مگر اس واقعہ سے جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت و اہمیت ضرور واضح ہو گئی"۔^۱ درحقیقت عرب پریس نے قادیانی شرکت کے سوال پر اس تحریک کی تاریخ اس کے سیاسی کردار کو بے نقاب کرنے کا اہم فریضہ ادا کیا۔

شمس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے میں لگا ہوا تھا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان افراد کی پشت پناہی کر رہا تھا جو مخالفت اور سیاسی رقابت کی بنا پر مفتی اعظم کی ذات اور ان کی آزادی کے پروگرام سے اختلاف کرتے تھے۔ اس نے فرضی ناموں اور تنظیموں کی طرف سے برطانوی، صیہونی پریس میں مؤثر اسلامی کے ذریعہ زہرا گلا اور اس بات کا رونا روایا کہ فلسطین کی "احمدی مسلم" جماعت کے نمائندے کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت نہ دے کر بہت بڑی غلطی کی گئی ہے۔

کانفرنس میں تیونس کے عبدالعزیز الشیبانی، چین کے موسیٰ چارلس، ترک فلسفی رضا توفیق، الجزائر کے سعید الحجراتی، مصر سے علامہ رشید رضا، ایران کے سابق وزیر اعظم ضیاء الدین طباطبائی، شام کے صدر شکر القوتلی، کاکیشیا سے شیخ سعید شمال (امام شمال کے پوتے) بیروت سے مورخ مصطفیٰ الخلیف، نائیجیریا کے گمانڈر طارق اور بلقان، یوگوسلاویہ، وسطی افریقہ، جاوا، سماٹرا، برقم، لنکا، سرویا، یو۔ س۔ وغیرہم کے مندوبین نے شرکت کی۔^۲ ان زعماء نے مسئلہ فلسطین اور تحریک آزادی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اور سمپسن رپورٹ (۱۹۳۰ء) شاد کمیشن کی سفارشات اور برطانیہ کے قریب بعض کے مضمرات پر غور و خوض کیا گیا۔ عربوں کی معاشی اور فکری حالت کو بہتر بنانے کے لئے بعض ٹھوس پروگرام مرتب کئے گئے۔ اقبال نے اس سلسلے میں نہایت اہم تجاویز پیش کیں۔ ۱۵ دسمبر کو ہندوستانی وفد واپس لوٹا اور اس کے چند روز بعد جلال الدین شمس ناکام و نامراد ۲۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کو قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ ابو العطار

کی الوداعی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-
 "مولانا کی الوداعی پارٹی میں اجاب جماعت کے علاوہ بعض مسیحی اور یہودی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنے
 تاثرات کا اظہار کیا تھا۔ اور مولانا کو خراج تحسین ادا کیا تھا۔"

ابوالعطاء جالندھری کی سائز شین | آنجہانی ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری ندیرالفرقان
 ربوہ ستمبر ۱۹۳۱ء سے جنوری ۱۹۳۶ء تک فلسطین

میں قادیانی مبلغ کے روپ میں سامراج اور صیہونیت کی پالیسی کی تکمیل کرتے رہے۔ ۱۹۳۲ء کا سال فلسطین
 کی آزادی کی تاریخ کا بہت اہم تھا۔ کیونکہ نئے آنے والے یہودیوں کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا اور فلسطین میں
 قدم جانے کے بعد یہودی فتنہ سامانیوں اور تخریب کاریوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ جس کے جواب میں مسلمانوں کی
 طرف سے احتجاجی مظاہرے، ہڑتالیں اور گرفتاریاں پیش کرنے کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ عربوں نے مطالبہ
 کیا کہ یہودیوں کو زمین کی فروخت بند کی جائے اور ان کی مسلسل آمد کو روکا جائے۔ لیکن برطانوی حکومت نے
 اس مسئلہ پر توجہ نہ دی۔ فروری ۱۹۳۳ء میں عربوں کی نمائندہ سیاسی تنظیم فلسطین عرب کانگریس کی منتظر نے
 حکومت سے عدم تعاون اور برطانوی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

تحریک حریت کے دو لان ابوالعطاء، برطانوی مائٹی کمشنر سر آر تھرو و انچوپ "حضرت مسیح موعود کے نظریہ
 امن اور حکومت سے تعاون" کا پیغام سناتے اور قادیانی دہشت پسندوں کو منظم کرنے پر تمام توجہ صرف
 کر دی۔ قادیانی جماعت کی ایک مستقل نیم فوجی تنظیم تھی۔ جس میں مصر، شام اور فلسطین وغیرہ کے چیدہ چیدہ
 دہشت پسند اور جاسوس شامل تھے۔ علی الفراق، احمد مصری، سلیم ربانی، عبدالرحمن برجادی، صالح عودی
 اور خضر آفندی جیسے لوگ جنہوں نے طویل عرصے تک عرب ممالک میں دہشت پسندی اور طبقاتی منافرت
 کے لئے کام کیا۔ قادیانی جماعت سے وابستہ ہو کر اس پلیٹ فارم کو جیوش ایجنسی کے مفاد کے لئے استعمال
 کر رہے تھے۔ عرب حریت پسندوں کے مراکز کا پتہ لگانے اور مجاہدین کی سرگرمیوں کی اطلاع رکھنے میں یہ
 ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ۱۹۳۳ء میں اللہ دتہ نے قاہرہ انسٹی جنس کے ایک بااثر فرد سعید بخت ولی کی خدمات

۱۰ الفرقان ربوہ شمس نمبر جنوری ۱۹۶۸ء

۱۱ رونیکا گائے، اے پولیٹیکل سٹی آف دی عرب جیوش کانفلکٹ جینوا ۱۹۵۹ء

مستعار رہیں۔ یہ شخص مصر میں عیسائی مشنریوں کی تشویشناک سیاسی سرگرمیوں کے خلاف اہل مصر کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کا ذمہ دار تھا۔ اللہ دتہ نے مصر کا دورہ کیا تو اس کی خدمات کو سراہا اور وعدہ کیا کہ فلسطین میں بلوالے گا جہاں عربوں نے زبردست تحریک شروع کر رکھی تھی۔ مصر سے واپسی پر اس فلسطین کی انتدابی حکومت کے اعلیٰ افسروں سے رابطہ پیدا کیا۔ لیکن برطانوی حکومت بعض وجوہ کی بنا پر اس کی آمد پر راضی نہ تھی۔ آخر کار سخت کوششوں کے نتیجے میں فلسطین آنے کی اجازت مل گئی۔ اور قادیانی مدرسے کے استاد کے ہمیں میں وہ اپنا کام کرنے لگا۔ اللہ دتہ لکھتے ہیں:-

”متواتر آٹھ ماہ کی خط و کتابت کے نتیجے میں فلسطین گورنمنٹ نے ہمارے دوست محمد سعید نجف کو فلسطین میں داخلہ کی اجازت دے دی ہے اور وہ مصر سے آگئے ہیں۔ یہ دوست ازہر میں پڑھ رہے ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو انہیں احمدیہ سکول میں مدرس مقرر کیا گیا ہے۔“

اسی سال شام کے مبلغ منیر الحنفی کو بعض سازشوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے حکومت نے ملک سے نکال دیا اور وہ فلسطین میں اللہ دتہ کے پاس آگئے۔ موقوف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

”شام کے مقامی مبلغ منیر الحنفی کو بھی ۱۹۳۴ء میں حکومت نے ملک سے نکال دیا تھا اور آپ حیفامین مقیم تھے۔“

قادیانی نثر پسندوں نے صیہونی آقاؤں کے اشارے پر مذہبی مناظرہ بازی کا بازار گرم کرنے کی کوشش کی تاکہ تحریک حریت کا رخ قادیانی فتنہ کے استیصال کی طرف موڑا جائے۔ لیکن انہیں نمایاں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ موقوف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

”ان دنوں (۱۹۳۴ء) اس مشن کے پبلشر مولانا ابوالعطاء صاحب جالندہر ہی تھے جنہوں نے عربی ملک میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی کوششیں اس سال پہلے سے زیادہ تیز کر دیں۔ اور مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے خاص طور پر احمدیت کا سکہ بٹھا دیا۔“

۱۰ افضل قادیان - ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء

۱۱ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۵۰۲

۱۲ تاریخ احمدیت جلد سہم ص ۱۲۲

ظفر اللہ کے مذاکرات

فلسطین میں اللہ رتہ مکروہ سازشوں میں ملوث تھے تو لندن میں ظفر اللہ صیہونی رہنما ڈاکٹر ویزمان سے صلاح مشورے

کے بعد وزیر ہند سر سیموئیل ہور سے فلسطین کی صورت حال پر گفت و شنید کر رہے تھے۔ سر ظفر اللہ اپنی خود نوشت سوانح 'تحدیث نعمت' میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے وزیر ہند سے فلسطین کے مسئلے پر مذاکرات کئے۔ اور انہیں بعض تجاویز پیش کیں۔ وزیر ہند نے یہ تجاویز سر فلپ کنٹن لیسٹر وزیر نوآبادیات کے گوش گزار کیں۔ اور ان سے ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ اس زمانہ میں فلسطین کے ہائی کمشنر سر آر تھور وانچوپ بھی لندن میں موجود تھے وہ بھی گفتگو میں شریک ہوئے۔ سر ظفر اللہ آگے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فلسطین کی زمین کے یہود کے ہاتھوں فروخت کے مسئلے پر تبادلہ خیالات کیا۔

"سر سیموئیل ہور کے کہنے پر سر فلپ ان (ظفر اللہ) کے ساتھ ملاقات پر رضامند ہو گئے لیکن عربوں کی مشکلات میں انہیں ان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی یہ

اللہ رتہ نے کہا بیرون جامع محمود کی تعمیر (دسمبر ۱۹۳۳ء) مکمل کرانی اور مسجد فزار کا افتتاح کیا۔ احمدیہ لائبریری اور بک ڈپو کے قیام کے بعد ایک پریس لگوا یا اور رسالے 'البشری' کا اجرا کیا۔ پریس کے قیام کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے لکھا:-

"ہماری جماعت کی تعداد ابھی تھوڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفین پر ایک رعب ہے اس کا نتیجہ ہے کہ مصر فلسطین۔ شام اور عراق کے اخبارات ہماری مخالفت کرنا اور احمدیت سے لوگوں کو نفرت دلانا اپنا اہم ترین کارنامہ شمار کرتے ہیں۔ ان اخبارات کے اعتراضات کے جوابات نیز سلسلہ تبلیغ کو باقاعدہ اور محکم کرنے کے لئے احمدیہ پریس کا ہونا ضروری امر ہے۔"

مرزا محمود نے اللہ رتہ کی مساعی، کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

مولوی اللہ رتہ صاحب شام اور مصر میں اچھا کام کر رہے ہیں وہاں احمدیت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے بعض احمدیوں کو پٹیا بھی گیا ہے حکومت بھی خلاف ہے۔ جیفہ میں ایک بہت بڑی جماعت قائم ہے جس کے بہت سے افراد مولوی جلال الدین صاحب شمس کے وقت کے ہیں۔ مگر اللہ رتہ صاحب کام کو خوب پھیلا رہے ہیں۔"

المدونہ اور ان کے حواری ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ فلسطین کی عرب پارٹیوں کے اس اتحاد کی تحریک کے خلاف سرگرم دکھائی دیتے ہیں جو ایک عرصے سے جاری تھی۔ واضح رہے کہ فلسطین میں مفتی اعظم فلسطین کی سپریم مسلم کونسل کے علاوہ بری جماعتیں آزادی کے لئے کوشاں تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

۱- فلسطین عرب پارٹی (سربراہ جمال حسینی) - ۲- قومی دفاع پارٹی (رابعی بے) - ۳- ریفارم پارٹی (ڈاکٹر خالدی) - ۴- نیشنل بلاک (عبد اللطیف بے) - ۵- کانگریس ایگزیکٹو آف نیشنل یونٹھ (یعقوب غوریش) - ۶- استقلال پارٹی (عونی بے عبدالہادی)

صہونی جماعتوں کی پیشکش ایسی کے علاوہ کئی نیم سیاسی تنظیمیں یہودی بحالی کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے بہت سی تنظیموں کے مراکز یورپ میں تھے۔ بن غوریوں کی میپاٹی پارٹی اور بائیں بازو کی مشہور اور پو لنیر و صیسی جماعتیں دہشت انگیزی کے ذریعے فلسطین میں یہود آباد کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا تھیں۔

قادیانیوں نے صہونی تنظیموں کی مدد سے عرب پارٹیوں کے درمیان بھوٹ ڈلوانے کی پالیسی کو کامیاب بنانے میں ان کی اعانت کی۔ تاکہ یہ پارٹیاں متحد ہو کر اپنی آواز انتدابی حکومت کو نہ پہنچا سکیں اور اپنے مطالبات کے حصول کے لئے منظم جدوجہد نہ کر سکیں۔ المدونہ نے مرکز کی ہدایات پر تحریک جدید کے نام پر بڑے زور شور سے یوم تبلیغ، منائے۔ پورے فلسطین میں قادیانی گمشتوں نے لٹریچر تقسیم کیا اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کے علاوہ ان کو سامراج کے خلاف جہاد موقوف کرنے کی تعلیم دی۔

المدونہ کی ایک تبلیغی رپورٹ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں دس وفدوں پر مشتمل ۳۶ مبلغوں کے انصار۔ شفاعمرو۔ عکا۔ عسفیہ۔ حیفا۔ باقا۔ جیل۔ کمرل۔ صفدر۔ کفرکنا۔ طبریہ۔ جیرہ۔ نابلس اور جنین کے دوروں کی تفصیل مذکور ہے اور لکھا ہے کہ یہ قادیانی موٹر سائیکلوں وغیرہ پر دو سو میل تک فلسطین کے طول و عرض میں لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔ اور یوم تبلیغ کے موقع پر چھاپے گئے۔ خاص ٹریکیٹ لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

۱۰ جارج لیس زروسکی۔ دی ڈیل ایسٹ ان ورلڈ آفیسر۔ نیویارک ص ۳۸۸

۱۱ الفضل قادیان۔ ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء

قادیانیوں اور صیہونیوں کی تمام تر سازشوں کے باوجود جب عرب پارٹیوں نے متحدہ طور پر کا اعلان کر دیا تو ستمبر ۱۹۳۵ء میں فلسطین کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مرزا محمود نے دفتر تو آبا دیات لندن سے مراسلت کی اور مبلغ انگلستان مولوی محمد یار کو لندن سے حیفہ (فلسطین) روانہ ہونے کا حکم دیا۔
مولوی مذکور نے فلسطین کے ہائی کمشنر وائچوپ اور دیگر افسران سے صلاح و مشورے کئے۔ اور قادیان پہنچ گئے۔ ان کی رپورٹ کی روشنی میں اللہوتہ کی جگہ نئے مبلغ کے تقرر کا اعلان کر دیا گیا۔

اللہوتہ نے فلسطینی مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے اجرائے نبوت کے نام نہاد ثبوت میں "القول المتین فی بیان خاتم النبیین" - "عین الضیاء" - "الدین السخی الخالد" - جیسے رسائل تالیف کئے۔ البشیری کے ذریعے ارتداد کی تبلیغ اور سیاسی سازشوں کی پشت پناہی کی۔ ^{لیکن} الازہر یونیورسٹی کے رسالے نور الاسلام نے قادیانی خلافات کے مدلل جواب دئے۔ اور نام نہاد خالد احمد بیت اللہوتہ جالندہری کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ ۱۹۳۶ء میں شیخ جامعہ الازہر نے مصر کے وزیر داخلہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیت کی تبلیغ اور لٹریچر کی تقسیم پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

اُدھر عراق میں قادیانیت کا سخت احتساب جاری تھا۔ یہودی ہائی کمشنر عراق سر گلبرٹ کلپٹن (۱۹۲۹ء) کے بعد قادیانی تخریب کار ہائی کمشنر فرانسس ہمفرے کی شبہ پر آزادی پسندوں کی انٹلی جنس اور تخریب کاری میں ملوث تھے۔ ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ حاجی عبداللہ معراج دین - سابق سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی ہند اور احمد فرقانی کھلے طور پر برطانوی سرکار کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ احمد فرقانی کی مسلسل تشویش ناک سرگرمیوں کی وجہ سے اسی سال کے اوائل میں قتل کر دیا گیا۔ تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

جنوری ۱۹۳۵ء کے وسط میں عراق کے ایک نہایت مخلص احمدی حضرت شیخ احمد فرقانی کا سانحہ شہادت پیش آیا۔ جس کی اطلاع ایک احمدی عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب (یہ نوجوان ایک لمبا عرصہ قادیان میں علم دین سیکھنے کے بعد ان دنوں اپنے وطن میں مصروف تبلیغ تھے۔ حاشیہ) کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۰ اربشوال ۱۳۵۳ھ (مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء) کو عرضیہ لکھا کہ آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ سے سال

سے احمدیت کی وجہ سے ظلم و ستم برداشت کرتے آ رہے تھے۔ اور جن کا عراقیوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا، شہید کر دئے گئے۔ آپ بغداد سے قریباً دو سو میل کے فاصلے پر لواد کر کوک گاؤں میں بودو باش رکھتے تھے۔ جب میں (مرزا محمود) بغداد میں تھا تو کئی ہفتے میرے پاس آ کر رہے تھے۔

فروری ۱۹۳۶ء میں اللہ رتہ قادیان پہنچے۔ قادیانی نیم فوجی تنظیم نیشنل لیگ کورز کے باوردی والیٹر نے مرزا گل محمد سالار حبش کی زیر کمان آپ کا استقبال کیا۔ ولی اللہ شاہ اور سرور شاہ نے مارہنائے مرزا محمود بہ نفس نفیس آپ کی پذیرائی کے لئے آئے۔ الفضل قادیان نے اس موقع پر لکھا کہ ”آپ نے بلاذیر عربیہ میں ایک بہت بڑی تعداد کو احمدیت میں داخل کرنے کے علاوہ حیفہ میں ایک احمدیہ سکول قائم کیا۔ مسجد احمدیہ کی تکمیل کی۔ پریس اور رسالہ البشری جاری کیا اور چار ایکڑ زمین صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرائی گئی۔“

قادیانی فریب کار | مولانا محمد یوسف بنوری نے ۱۹۷۶ء میں ایک کتابچہ ”ربوہ سے تل ابیب تک“

تالیف فرمایا۔ جس میں قادیانیوں کے اسرائیل سے روابط پر روشنی ڈالی گئی

تھی۔ الفرقان ربوہ نے جس کے مدیر آنجناب ابو العطاء اللہ رتہ تھے۔ اس کا ایک بھونڈا جواب ”جماعت احمدیہ اور اسرائیلی حکومت“ نمبر کی صورت میں دیا۔ یہ جواب مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا طاہر احمد کے ایک طویل مضمون پر مشتمل ہے اور اسے کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔

اللہ رتہ، ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت مارچ اپریل ۱۹۷۶ء کے شمارے اسرائیلی حکومت نمبر میں مولانا بنوری کے کتابچے سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:-

”انگریزوں نے براہ راست یا یہودی کی معرفت جماعت احمدیہ فلسطین کی وساطت سے قادیان

روپیہ بھجوایا اور سب سے زیادہ رقم فلسطین کی قادیانی جماعت نے مہیا کی۔“

(کتابچہ، ربوہ سے تل ابیب تک) مؤلفہ حضرت مولانا بنوری

ابوالعطاء کا تبصرہ | ”میرے عرصہ خدمت اسلام میں جب مرکز سلسلہ سے تحریک جدید شروع ہوئی تو فلسطین کی ترقی جماعت اور ہمارے سلسلہ کی طلباء نے اپنے اخلاص سے

جو چار صد شنگ اور آٹھ شنگ چندہ بھیجا تھا دشمن دین آنکھوں (جناب بنوری وغیرہ) نے اسے
 کروڑ ہاروپہ قرار دیا۔ اور سراسر جھوٹا قصہ اختراع کیا ہے۔ جس پر محترم صاحب زاد طاہر احمد صاحب
 کے مقالے میں دلچسپ تبصرہ شامل اشاعت ہے۔ لہ

مرزا طاہر احمد نے مولانا بنوری کی عبارت پر ان الفاظ میں خیال آرائی فرمائی۔

”یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ یہ خطیر رقم جو فلسطین سے خلیفہ قادیان کو وصول ہوئی کہاں سے
 آئی اور کس نے مہیا کی؟ کیا یہ رقم معدودے چند افراد نے مہیا کر دی تھی جو اسلام سے مرتد ہو کر قادیانی
 امرت میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا ان کی مالی حیثیت اس قدر مستحکم ہو گئی تھی کہ وہ اپنے علاقے میں وسیع
 اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک بہت بڑی رقم خلیفہ قادیان کی خدمت میں نذر کر دیتے؟ جو شخص
 واقعات کو عقل و فہم کی میزان میں تولنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس کا جواب نفی میں دے گا۔“

راقم الحروف نے مضمون کی اشاعت کے بعد آنجنابی ابوالعطاء جالندہری کی خدمت میں ان کی ایک
 تقریر اور دیگر بہت سے سوال پیش کئے۔ اور آپ سے عرض کیا کہ کیا ان شواہد کے بعد بھی وہ فلسطین
 مشن کے شہر مناک کردار اور سامراجی جیہونی مالی اعانت سے انکار کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں؟ لیکن
 مرتے دم تک انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب ہم دیگر قادیانی فریب کاروں اور برطانوی جیہونی گانٹھے
 کی ذریت کی بددیانتیوں کی وضاحت کے لئے اللہ و تہ کی ایک تقریر نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے بڑے
 زور دار انداز میں دعویٰ کیا کہ فلسطین کی جماعت ہزار ہاروپہ سالانہ چندہ دے رہی ہے۔ اس تقریر کی روشنی
 میں مرزا طاہر احمد اپنے سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ و تہ فرماتے ہیں:

”بھائیو! اللہ تعالیٰ نے نصف صدی پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرمائی
 ”یدعون لک ابدال الشام کہ ملک شام کے ابدال واقطاب تیرے لئے دعائیں کرتے ہیں فلسطین شام ہی کا
 حصہ ہے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی المصالح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے تبلیغی سفر یورپ
 سے واپسی پر اوائل ۱۹۲۵ء میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ اور جناب مولوی جلال الدین
 صاحب شمس کو دمشق روانہ فرمایا۔ ۱۹۲۸ء کے شروع میں جناب شاہ صاحب واپس تشریف لائے تھے

لہ الفرقان ربوہ مارچ اپریل ۱۹۷۶ء (افتتاحیہ) لہ ایضاً

جناب مولوی شمس صاحب پر منجبر سے حملہ ہوا اور وہ سخت زخمی ہوئے محض اللہ کے فضل سے جانبر ہوئے تب فریق گورنمنٹ نے عوام کے شعور سے ڈر کر شمس صاحب کو دمشق چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم سے وہ حیفہ فلسطین میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے وہاں نہایت محنت اور جانکاہی سے پیغام احمدیت پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں شاندار کامیابی عطا فرمائی چنانچہ الہی نوشتوں کے مطابق کربل پہاڑ پر احمدیہ جماعت قائم ہو گئی۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خاکسار فلسطین روانہ ہوا۔ شمس صاحب ہندوستان تشریف لے آئے۔ خاکسار نے ستمبر ۱۹۳۱ء سے فروری ۱۹۳۶ء تک بلاد عربیہ میں اسلام و احمدیت کا پیغام بندگانِ خدا تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فلسطین میں بیعت کنندگان کی تعداد کا اندازہ پانچ صد نفوس ہے۔ وہاں پر احمدی لڑکوں کے لئے مدرسہ ہے۔ احمدی لڑکیوں کے لئے علیحدہ مدرسہ احمدیہ ہے۔ جماعت کا اپنا پریس ہے جس میں عربی۔ انگریزی اور عبرانی ہر قسم کی کتابیں اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کو تبلیغ اسلام کی جاتی ہے عربی بولنے والی ساری دنیا میں وہاں سے لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔ اوائل ۱۹۳۲ء سے ماہوار رسالہ البشری جاری ہے۔ فلسطین کی جماعت نہایت مخلص جماعت ہے وہ ہزار ہا روپیہ سالانہ چندہ دے رہے ہیں۔ متعدد اصحاب نے اپنی آمد میں ۱۱ اور ۱۵ تک کی وصیت کر دی ہے۔ بعض دوستوں نے اپنے بچوں کو وقف کیا ہے۔ تاکہ وہ قادیان آکر تعلیم حاصل کریں۔ اور سلسلہ کے مبلغ ہوں۔

نئے مبلغ نئے فتنے

فصل ششم

مسلح قادیانی

۱۹۳۶ء کے اوائل میں اللہ رتہ جالندھری کی جگہ محمد سلیم کا تقریر بطور فلسطین مبلغ ہوا آپ فروری ۱۹۳۶ء میں فلسطین پہنچ گئے۔ آپ کے تقریر کے تقریباً دو ماہ بعد فلسطین کی سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہو گیا اور انہوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کی تحریک تیز کر دی۔ فلسطینی مجاہدوں کے گروہ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کی اپیل پر جہاں فلسطین میں حصہ لینے لگے۔ مجاہدین کی اپیل پر پورے فلسطین میں عام ہڑتال

کی گئی اور تمام کاروبار معطل کر دئے گئے۔ انہی کامیاب ہڑتال اور عدم تعاون کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی
 مزید یہ کہ مفتی اعظم فلسطین کے ایک ساتھی مجاہد شیخ عزیز الدین القسام نے مسلح بغاوت کر دی۔
 یہودی، برطانوی حکومت کی مدد سے فوجی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے مغرب کی
 یہودی اسلحہ ساز کمپنیوں سے جدید قسم کا اسلحہ خریدا اور ایک پیشہ ور خفیہ یہودی ایجنٹ
 کیپٹن ون گیٹ کی خدمات حاصل کیں۔ اس رسوائے زمانہ یہودی نے جو مہدی سوڈانی کے خلیفہ کو
 شہید کرنے کا ذمہ دار تھا اور قاہرہ ملٹری انٹلی جنس سے وابستہ رہ چکا تھا۔ یہودیوں کو زبردست
 فوجی تربیت دی۔ اور انہیں ایک تاویبی فوج (Punitive Detachment) بنا ڈالا۔
 جس کا کام برطانیہ کی اس سیٹ ایجنٹ فوج کی بھرپور مدد کرنا تھا جو مارشل لاء کے دوران امن قائم
 کرنے اور عام حالات میں نظم و نسق بحال کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یہودیوں کو خود حفاظتی کے
 نام پر شاٹ گنیں رکھنے کی پوری آزادی تھی۔ صیہونی رہنماؤں گوریوں کا ایڈوائزر عزرائیل پیر لکھتا ہے
 کہ صیہونی دستوں نے ایک طرف تو عربوں کی تحریک کو کچلا تو دوسری طرف برطانوی انتظامیہ کو
 مفلوج کر کے رکھ دیا۔ اس کے مقابلے پر عرب بڑی بے سرو سامانی کی حالت میں محدود پیمانے پر گوریلا
 تربیت حاصل کر رہے تھے۔ گلیل۔ نابلس۔ جنین تکام اور جافہ میں ان کے چند مراکز قائم تھے۔
 وہ بھی قادیانیوں کی استحصالی زد میں تھے۔

اکتوبر کے وسط تک عام ہڑتال جاری رہی۔ سول نافرمانی اور یہودی مال کے بائیکاٹ کی تحریک
 نے برطانوی حکومت کو سخت پریشان کر دیا۔ تاریخ میں فلسطینی مجاہدین کی اس کامیاب جدوجہد کو بغاوت
 عظمیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے بعض مثبت نتائج نکلنے کی توقع تھی لیکن سعودی عرب کے
 شاہ سعود۔ عراق کے فرماں روا غازی اور شہزادہ اردن کے شاہ عبداللہ نے تحریک کی پر زور حمایت
 کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم فلسطین کو مجبور کیا کہ اسے ختم کر دیں۔ کیونکہ برطانوی حکومت مذاکرات پر آمادہ
 ہے۔ انگریزوں نے نہایت بیاری سے کام لیتے ہوئے ڈبلیو۔ آر۔ پیل کی صدارت میں ایک کمیشن کے تقرر کا
 اعلان کر دیا ہے

۱۔ سیدہ ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۴۲ء ۲۔ پارکس ہسٹری آف پلسٹائن لندن ۱۹۴۹ء ص ۳۲۳

۳۔ وائی ایوانو۔ کاشن زیورزم، ماسکو ص ۷۸ ۴۔ این سکولوا۔ اے ہسٹری آف زیورزم۔ لندن

اس عظیم تحریک کے دوران قادیانیوں نے نہایت شرمناک کردار ادا کیا۔ انہوں نے ہائی کمشنر سر
 ڈانچوپ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا۔ اور مرزا محمود کے ان احکامات کی بجا آوری میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی
 جو وہ وزیر نوآبادیات آرمزبری گورنر سے وصول کر کے فلسطین مشن کے مبلغ کو روانہ کرتے تھے قادیانی
 صہیونیوں کے دوش بدوش حریت پسندوں کے خلاف صف آراء رہے۔ انہوں نے شاک گن اور
 دیگر اسلحہ رکھنے قانونی اجازت حاصل کر لی۔ جب کہ فلسطینی عربوں کو کسی قسم کا اسلحہ رکھنے کی اجازت
 نہ تھی اور معمولی اسلحہ پر آمد ہونے پر بھی مارشل لا کی عدالتیں انہیں سخت سزاؤں دیتی تھیں۔ قادیانی
 دہشت پسندوں کا سرخیل محمد صالح نامی شخص تھا جو جیوش ایجنسی کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ اس شخص
 کی سرگرمیوں کے باعث حریت پسندوں کو دو محاذوں پر لڑنا پڑتا۔ ایک تو وہ یہودیوں کا مقابلہ کرتے
 دوسرے قادیانی دہشت پسندوں کے خلاف نبرد آزما رہتے۔ مولوی محمد سلیم کی رپورٹ کے ایک
 اقیباس سے اس حقیقت کو جاننے میں مدد ملے گی۔ آپ لکھتے ہیں۔

”جماعت احمدیہ کیا پیر کے ایک نہایت ہی مخلص احمدی السید محمد صالح کے مکان پر چھ ماہ کے
 اندر اندر بعض بدقماش فتنہ پرداز مفتی اعظم کے حریت پسندوں کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے گئے
 ہیں۔ (مؤلف) لات کے وقت دو دفعہ مستحکمہ کر چکے ہیں۔ اور گورنر دو دفعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام
 نامراد کیا تاہم ہمارے لئے بہت ضروری ہو گیا کہ بہ حد امکان اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ چنانچہ ہم
 نے ڈپٹی کمشنر ناردرن ڈسٹرکٹ چیف کی خدمت میں ایک مفصل چٹھی لکھی اور اسلحہ رکھنے کی اجازت
 چاہی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم سے متعلقہ پولیس کو ہدایت کر دی ہے کہ
 ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ کیا پیر کو اپنی گشت میں شامل کرے۔ حادثہ کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے۔
 یہ جواب غیر تسلی بخش تھا۔ اس پر دوسرا حادثہ مستزاد ہمیں زیادہ ننگ دوو سے کام لینا پڑا۔
 اور اسٹنٹ کمشنر چیف سے ملاقات کر کے حالات بیان کئے گئے۔ اور احمدیت کی مختصر تاریخ
 سے ان کو آگاہ کیا گیا۔ آپ مذہباً مسلمان تھے۔ اس لئے توجہ سے ہمارا پیغام سنتے رہے بالآخر
 آپ نے ہمیں اسلحہ رکھنے کی اجازت دے دی۔

قائم مقام اسٹنٹ کمشنر دائرۃ المہاجر حیفانہ یہودی ہیں ان سے ملاقات کر کے احمدیہ
 نقطہ نظر سے فلسطین کی موجودہ سیاسی شورش پر تبصرہ کیا گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔

جو امن و سلامتی کا حقیقی علمبردار ہے اور جس نے ہر حالت میں ہر قسم کے جانی دشمنوں کے حق میں بھی عمل و انصاف اور گنجائش رحم سے کام لینے کی تعلیم دی ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں آپ نے وعدہ کیا کہ سلسلہ کا لٹریچر انہیں دیا گیا تو ضرور مطالعہ کریں گے۔

انصار اللہ نے مختلف دیہات میں دورے کئے اور تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا۔ طبرہ۔ حیفہ۔ منشیہ۔ عکا اور کھلی فضا میں عربوں کے خیموں میں پوٹچ (پہنچ) کراحمیت کا پیغام پونچا یا (پہنچا یا) انصار اللہ میں سے سید محمد صالح۔ سید عبدالقادر صالح۔ سید محمود صالح۔ سید عبدالملک۔ شیخ حسین علی۔ شیخ عبدالرحمن بربادی کی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سب دوستوں نے کم و بیش اربائی صدر ٹریکٹ و اشتہارات تقسیم کئے۔ ان دوروں کے نتیجے میں مختلف دیہات سے بعض لوگ بغرض تحقیق مرکز میں آئے۔ انہیں اچھی طرح تبلیغ کی گئی اور لٹریچر پراٹھے مطالعہ دیا گیا۔

اس اقتباس پر ہم کسی قسم کی رائے زنی نہیں کرتے۔ اس کے بنی السطور قادیانی پالیسی اور عرب مظلومین کے متعلق ان کے خیالات معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ خاص طور پر یہ بات ملاحظہ کریں کہ اس مساعد دور میں جب کہ تحریک آزادی ایک نازک موڑ اختیار کر گئی تھی قادیانی کس شرمناک طریقے سے ٹپے پٹے بے سہارا عربوں کے خیموں میں پہنچ کر ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے انہیں اپنی محسن برطانوی سرکار کی اطاعت کا درس دیتے اور ان کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھتے تھے۔

رائل کمیشن رپورٹ | اگست ۱۹۳۶ء میں ڈبلیو آر پیل کی صدارت میں قائم ہونے والے رائل کمیشن نے ۸ جولائی ۱۹۳۷ء کو اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ جنوری ۱۹۳۷ء تک کمیشن فلسطین میں تحقیقات کرتا رہا لیکن کسی بھی فلسطینی جماعت یا فرد نے ان سے تعاون نہ کیا اور مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ البتہ قادیانیوں نے کمیشن سے تعاون کیا۔ اور انہیں اپنی جماعت کی طرف سے میمورنڈم روانہ کئے۔

رائل کمیشن کی رپورٹ بیک وقت ہندوستان اور انگلستان سے شائع کی گئی۔ رپورٹ میں عربوں کے دو مطالبات یعنی آئندہ یہود کو فلسطین میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور فلسطین، اہل فلسطین

کے سپرد کر دیا جائے یکسر مسترد کر دیئے گئے۔ رپورٹ میں فلسطین کے مسئلہ کے عوائل کا جائزہ لینے کے بعد سفارتش کی گئی کہ اس علاقے کو نین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ شمالی فلسطین اور سمندر کے ساتھ کا علاقہ یہودیوں کے قبضہ میں رہے۔ درمیان میں ایک مختصر سا قطعہ حکومت برطانیہ کے انتداب میں ہو اور بقیہ علاقہ عربوں کو دے دیا جائے۔

عربوں نے تقسیم فلسطین کے کسی بھی منصوبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور واضح کیا کہ جس کمیشن کا انہوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا اس کی رپورٹ کو ملنے کا سوال ہی خارج از بحث ہے یہودیوں نے اس رپورٹ کو بالفور اعلان (۱۹۱۷ء) کے منافی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ عرب پریس اور ہندوستان کے مسلم پریس نے اس رپورٹ کی شدید مخالفت کی۔ اور تقسیم کے منصوبے کے مضمرات پر روشنی ڈالی۔ پنجاب اور یوپی اسمبلی میں اس رپورٹ پر تحریک التوا پیش کرنے کی کوشش کی گئی جنہیں حکومت نے پیش نہ ہونے دیا۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے اجلاس میں ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء کو اس مسئلہ پر علامہ اقبال کا ایک فاضلانہ بیان پڑھ کر سنایا گیا۔ جو تقسیم کی مذمت میں تھا۔

الفضل قادیان نے بھی رائل کمیشن کی رپورٹ پر ایک مختصر سا تبصرہ کیا جس میں رپورٹ کے پس منظر پر روشنی ڈالنے اور تقسیم کے فارموسے کا ذکر کرنے کے بعد کہا گیا۔

شہر مناک ادارہ

سوال یہ ہے کہ کیا فلسطین کے حصے بخرے برطانیہ کے عدل و انصاف کے لئے روا اور اہل فلسطین کے لئے باعث اطمینان ہو سکیں گے۔ اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا۔

مسلم لیگ مجلس خرازہ جمعیتہ العلماء ہند اور دیگر سیاسی جماعتوں اور اکابرین نے فلسطینی مجاہدین کی تحریک کی پر زور حمایت کا اعلان کیا۔ بڑے بڑے شہروں میں فلسطین کا نفر نس میں منعقد کیں اور برطانوی سامراج کی سیاسی چیرہ دستیوں اور ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کیا گیا۔ تحریک خلافت سے لے کر بعد کے ہرزہ نے میں اسلامیان ہند نے عربوں کی جدوجہد آزادی کے حق میں آواز بلند کی۔ جلسے کئے جلوس نکالے، گرفتاریاں دیں، جیلیں بھریں اور برطانوی سامراج کو ثابت کر دکھایا کہ مسلمان دنیا کے کسی

تھے میں بھی ہوں وہ ایک دوسرے کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ مسلم لیگ نے مجموعی طور پر فلسطین کے نام میں اٹھارہ ریزولوشن پاس کئے۔ یہ کانگریس نے بھی فلسطینی تحریک حریت کی حمایت میں مختلف واقع پر قراردادیں منظور کیں۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں مسلم لیگ نے فلسطین میں برطانوی پالیسی کو دہوکہ دہی پر فی قرار دیا۔ اور تقسیم کے منصوبے کی پرزور مذمت کی۔ فلسطین کے مسئلے پر مسلم سیاسی جماعتوں کی رائے سے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے جاتے رہے۔

(۱) تقسیم فلسطین خواہ کسی صورت میں ہو مسلمانان ہند سے قبول نہیں کریں گے۔ فلسطین، اہل فلسطین کا ہے۔

(۲) سر آغا خاں، صدر اسمبلی لیگ مسئلہ فلسطین میں مسلمانان ہندوستان اور مسلمانان عالم کے جذبات کی لیگ آف نیشنز میں ترجیحی کافر رضیہ ادا کریں۔

(۳) ایک وفد اسلامی اور یورپی ممالک کو بھیجا جائے تاکہ مسلمانان ہند کے جذبات کی فلسطین کے مسئلے پر ترجیحی کرے اور تقسیم فلسطین کے خلاف رائے عامہ بیدار کرے۔

(۴) برطانیہ سے مطالبہ کیا جائے کہ مشرقِ قریب اور مشرقِ وسطیٰ کے متعلق اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور لیگ آف نیشنز سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ طاقت ور حکومتوں کے جبر و استبداد سے مجبور اور چھوٹی اقوام کو بچانے کے لئے تدابیر اختیار کرے۔

(۵) برطانیہ کی انتدابی حکومت فلسطین میں ان ذمہ داریوں کی سرانجام دہی میں قاصر رہی ہے جو باشندگان فلسطین کے شہری اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے لیگ آف نیشنز نے اس کے سپرد کئے تھے۔ اور فلسطین کے باشندگان کے سیاسی حقوق میں اس نے مداخلت کی ہے۔ لہذا لیگ کو انتداب فلسطین کا خاتمہ کر کے ارض مقدس کو اس کے باشندوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

ان مطالبات کے حق میں مجلس عمل آف انڈیا فلسطین کانفرنس نے ۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو یوم فلسطین

منیاد جلسے منعقد کئے اور جلوس نکالے۔ چونکہ مجالس عمل اور فلسطین کانفرنسوں کے نتیجے میں انگریزوں کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرتے تھے۔ ان کے سامراجی تسلط اور بد عہدیوں کا پول کھلتا تھا۔ ان کی عرب دشمنی پالیسی اور فلسطینی مجاہدین کے حقوق غصب کرنے کے اقدامات کی تشہیر ہوتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فلسطین کے مسئلہ کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے اخبار الفضل قادیان نے بلا واسطہ طور پر برطانوی سامراج کے سیاسی مظالم اور عرب دشمن پالیسیوں کی دفاع کرنے اور ان کا جو اثرات شہنے کے لئے فلسطین کانفرنسوں کے انعقاد کو نشانہ تنقید و استہزاء بنایا۔ اس نے الزام لگایا کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ فلسطین کانفرنس میں منعقد کر کے چندے کھاتا اور نامائشی قراردادیں پاس کر دیتا ہے۔ کانفرنسوں کے ٹکٹ فروخت کر کے روپیہ بھرتم کر لیا جاتا ہے۔ کلکتہ میں منعقد ہونے والی فلسطین کانفرنس اور اس کی قراردادوں، جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کو درج کرنے کے بعد الفضل نے لکھا:-

”اب ان قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے نام پر چندہ طلب کیا جائے گا۔ اور پھر اگر وہ اس مقصد کے لئے صرف کیا جائے تو بھی یہ بے نتیجہ کام ہو گا۔ نہ لیگ آف نیشن میں شنوائی ہوگی نہ یورپ میں ممالک ہندوستانی مسلمانوں کے وفد کے پہنچنے پر فلسطین کو برطانیہ کے انتداب سے آزاد کرانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ نہ برطانیہ اپنی پالیسی بدلنے کے لئے تیار ہوگا پھر اس ضیاع مال و اوقات سے کیا فائدہ؟ اور اس طرح اپنی بے وقوفی کرانے کی کیا ضرورت؟ مگر کوئی نہ کوئی شٹا خسانہ اس قسم کا کھڑا ہی رہتا ہے اور مسلمانان ہندنا کامیوں اور نامراد یوں کے کچھ ایسے عادی ہو چکے ہیں کہ انہیں ناکامی کا کچھ احساس ہی نہیں ہوتا اور اس طرح روز بروز ان کی قوت عمل سلب ہوتی جا رہی ہے۔ کاش وہ لوگ جو مسلمانوں کے لیڈر بنے ہوئے ہیں اس طرح توجہ کریں اور بے نتیجہ باتوں میں مسلمانوں کو ابھانے اور ان کا مالی اور جانی نقصان کرنے کی بجائے ان کی اندرونی اصلاح و ترقی کے لئے کوشش کریں۔ ان کی تعلیم اور اتحاد کو مضبوط بنائیں تاکہ مسلمان زندہ قوم کہلائیں۔ اور ان کی کسی بات کا کسی پر اثر بھی ہو۔“

قادیانی مجاہد

ہندوستان میں یہ مذموم پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا تو فلسطین میں مسلم اتحاد کے خلاف سازش جاری تھی۔ عرب پارٹیوں کے اتحاد اور ان کے مؤثر سیاسی کردار کے پیش نظر مرزا محمود نے اوائل مئی ۱۹۳۷ء میں ایک قادیانی محمد صدیق مجاہد کو ٹیکہ جدید سکیم کے تحت فلسطین روانہ کیا۔ تاکہ وہ قادیانی مبلغ محمد سلیم کا ہاتھ بٹا سکے۔ نئے قادیانی مبلغ نے حیفہ جلتے ہوئے ایک روز قاہرہ میں احمد علی آفندی کے پاس قیام کیا اور پھر حیفہ پہنچے۔ اس سے قبل ایک اور قادیانی ڈاکٹر نذیر احمد حبشہ سے فلسطین مصر و شام کے سیاسی دورے پر آئے ہوئے تھے۔ ان قادیانیوں کی تمام تر توجہ شام میں منعقد ہونے والی عرب ممالک کی کانفرنس پر مرکوز تھی اور جب تک یہ کانفرنس ختم نہ ہوئی یہ لوگ فلسطین ہی میں ٹکے رہے۔ ان امور کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ قادیانی مبلغوں نے کن کن مذاہلوں سے فلسطین کے مسئلے پر سیہونیوں کے مفادات کا تحفظ کیا اور قادیان کے قصر خلافت کے ڈکٹیٹر مرزا محمود وزیر نوآبادیات آرمینی گورنر انڈیا آفس اور جیوش ایجنسی فلسطین کے اکابر کے مابین کس طور پر ربط ضبط پایا جاتا تھا۔

عرب کانگریس شام

۸ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بلووان (شام) میں عرب ممالک کے تقریباً چار سو غیر سرکاری نمائندوں نے ایک کانگریس بلووانی تاکہ فلسطین کی سیاسی صورت حال کا

جائزہ لیں اور آزادی کا ایک نیا لائحہ عمل تیار کریں۔ عرب نمائندوں نے رائل کمیشن کی سفارشات کو مسترد کر دیا۔ اور برطانیہ کی انتدابی حکومت کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور سیہونی عزائم کی تکمیل کے لئے اختیار کی گئی عرب دشمن پالیسی کی مذمت کی۔ شام کانگریس نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے۔

- ① برطانیہ فلسطین پر انتداب ختم کر دے۔
- ② فلسطین میں آزادی یا سنت قائم کی جائے جو برطانیہ سے برابری اور خود مختاری کی بنیاد پر معاہدہ کرے۔
- ③ یہود کے قومی وطن کے قیام کی برطانوی پالیسی کو ختم کیا جائے۔ اور ان کی آباد کاری کا سلسلہ

موقوف کیا جائے۔

④ تقسیم فلسطین کسی صورت میں قابل قبول نہ ہوگی۔

⑤ یہود، عرب ریاست میں ایسی اقلیت کے طور پر رہیں جن کے تمام بنیادی حقوق محفوظ رہوں۔

بلووان کانگریس نے فلسطین کی ایک مستقل منظمہ (New Palestine) کے قیام کی ضرورت پر زور دیا تاکہ فلسطینی عربوں کو معاشی امداد بہم پہنچائی جاسکے۔ اور دنیا کو ان کے جائز مطالبات سے روشناس کرایا جائے۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ابتداً یہودی مال اور تجارتی اداروں کا مقاطعہ کیا جائے۔ اور رفتہ رفتہ برطانوی مال اور اداروں کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے۔

شامی حریت پسندوں کے فلسطینیوں سے گہرے روابط تھے۔ ہر کٹھن موقع پر فلسطین کی تحریک آزادی کو تیز کرنے کے لئے شامی مجاہدین مدد عبور کر کے آتے اور اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کرتے تھے۔ شام میں قادیانی مشن کے انچارج منیر الحضنی ان شامی مجاہدوں کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھتے اور فرانسیسی استعمار کو قوم پرست پارٹیوں کی سیاسی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے دوران فلسطین مشن کے مولوی محمد سلیم، مجاہد تحریک جدید محمد صدیق، نذیر احمد اور شام کے مشن کے انچارج منیر الحضنی کانگریس کے نمائندوں سے رابطہ پیدا کر کے خفیہ طور پر یہودیوں کے لئے لابی انگ کر رہے تھے۔ انہوں نے جیوش ایجنسی اور برطانوی انٹلی جنس کے پہلو پہلو کام کیا۔ فرانسیسی لابی کسٹنر شام دین دامارٹیل (Damien de Marteel) نے قادیانی عناصر سے پورا پورا تعاون کیا۔ کیونکہ یہ ان کے اپنے استعماری مفاد میں تھا کہ ایسی رجعت پسند سیاسی تنظیموں کی پشت پناہی کر کے آزادی کی تحریکات کو کچلیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء کو برطانیہ نے عرب بائیس کمیٹی کے مقتدر اراکین کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان میں کمیٹی کے سکریٹری فواد سیاح

عرب تنہاؤں کی گرفتاری

ڈاکٹر خالدی، ممبر کمیٹی، عرب بینک کے مینیجر، نوجوانان فلسطین کی یونین کے صدر یعقوب حسین بنی اور عرب عالم

دسیاسی رہنما علامہ صحیحی شامل تھے۔ دنیا سے فلسطین کے مواصلاتی روابط منقطع کر دئے گئے۔ اخبارات پر سخت سنسر شپ عائد کر دی گئی۔ اکثر فلسطینی رہنما جزائر سمیشلی میں جلاوطن کر دئے گئے۔ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کو سپریم کونسل کی صدارت اور جنرل کمیٹی کی رکنیت سے محروم کر دیا گیا۔ آپ نے مسجد عمر میں پناہ لی اور قادیانی، برطانوی اور صیہونی انتہائی جنس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ایک قادیانی کشتی میں لبنان چلے گئے۔ جہاں سے مجاہدین کی قیادت فرماتے رہے۔

لبنان کے قیام کے دوران آپ نے نومبر ۱۹۳۷ء میں فلسطین میں ایک اور تحریک چلوادی جس کے نتیجے میں برطانیہ کو مارشل لگا کر اس نئی تحریک کو تشدد سے کچلنا پڑا۔ عرب بائزر کمیٹی اور اس سے متعلقہ تمام جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔

الفضل قادیان ۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء کے ایشورع میں رقم طراز ہے۔

فلسطین میں قتل و غارت اور دہشت انگیزی پھیلانے والے لوگوں کی جماعت اکثر شام کی سرحد کو عبور کر کے فلسطین میں داخل ہوتی تھی۔ اور مقامی دہشت پسندوں سے اتحاد و تعاون کر کے امن کو تباہ کرتی تھی۔ لیکن حکومت نے سرحدات پر کڑی نگرانی بیٹھادی ہے۔ اور فرانسسیسی حکومت کا تعاون حاصل کیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو سرحد فلسطین میں آنے سے روکے۔

یلودان کا تقریس | بلودان میں انسداد صیہونیت کانگرس نے یہودیوں کے خلاف نہایت ہولناک اور دہشت افزا دہشتاویہ منظور کی تھیں۔ لیکن حکومت کی موجودہ حکمت عملی ان شجاویز کا خاتمہ کر دے گی۔ تمام عرب رہنما حراست میں لے لئے گئے ہیں اس لئے ایسی سرگرمیوں کا رونما ہونا اب قرین قیاس نہیں رہا۔

قادیانی صاحبزادوں کا ورود مصر | برطانوی سامراج کے مظالم اور تحریک آزادی فلسطین کو کچلنے کے غیر معمولی حربوں کے باوجود

مجاہدین کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ جنوری ۱۹۳۸ء میں برطانیہ نے تقسیم کے منصوبے کو ترک کر کے جان و دھڑ

کی زیر صدارت ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ مارچ میں سر آر تھور و انچوپ کی جگہ سر ٹریڈ میک
 ہائیکل کو نیا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا۔ جس نے ایک سخت پالیسی اپنائی اور فلسطین میں برطانوی فوج
 کی تعداد ۲۵ ہزار سے بڑھا کر تیس ہزار کر دی۔ جون میں ایک دستہ پسنید یہودی سلیمان
 بن یوسف کے قتل کے واقعہ نے حالات کو بہت خراب کر دیا۔ یہودی یروشلم۔ حیفا اور جافا
 کے تجارتی مراکز پر حملے کرنے لگے۔ عرب مجاہدین نے مفتی اعظم کی رہنمائی میں زبردست جوابی حملوں
 کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مفتی موصوف شام سے تحریک آزادی کی قیادت کر رہے تھے۔ نئے
 ہائی کمشنر کی تمام توجہ اس بات پر مبذول تھی کہ کہیں عرب مجاہدین برطانوی نظم و نسق کو مفلوج کر
 کے صیہونی دستہ پسنیدول کا زور نہ توڑ دیں۔ اور اس طرح یہود کی ابھرتی ہوئی طاقت دب
 نہ جائے۔

فلسطین کے قریب مصر میں برطانوی سامراج کی شدید مخالفت جماعت و فدپارٹی روبرو
 تھی۔ نحاس پاشا کی کابینہ ٹوٹ گئی۔ اور محمود پاشا کی لبرل وزارت تشکیل پائی۔ و فدپارٹی
 فروری ۱۹۳۸ء میں اقتدار سے محروم ہو گئی۔ اور پارلیمنٹ میں اس کی اکثریت کے باوجود پارلیمنٹ
 کو توڑ دیا گیا۔ مئی میں ہونے والے انتخابات میں سرکاری پارٹی نے اکثریت حاصل کر کے اقتدار
 سنبھال لیا جس سے برطانوی سامراج کو بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔
 مصر اور فلسطین کے ان سیاسی حالات کے پس منظر میں دو قادیانی صاحب زادوں کے دورہ مصر
 کی تفصیلات ملاحظہ کریں :-

مرزا محمود نے جون ۱۹۳۸ء میں اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد کو مصر میں عربی تعلیم حاصل کرنے اور
 مصری کپاس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بہانے روانہ کیا۔ موجودہ خلیفہ بلوہ مرزا ناصر احمد
 آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ ان کو لندن پیغام ارسال کیا گیا۔ کہ مصر روانہ ہو جائیں۔ سر ظفر اللہ
 بھی لندن میں تھے۔ انہوں نے فارن سکریٹری لارڈ ہیلی فیکس سے ملاقات کے بعد انہیں مناسب
 مشورے دے کر لندن سے رخصت کیا۔ اس سیاسی مشن کی غرض و غایت سمجھنے کے لئے مرزا محمود

کے ان نصاب پر غور کرنا چاہئے جو انہوں نے مرزا مبارک احمد کو قادیان سے روانہ کرتے وقت جو نصیحتیں کیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی :-

”تم کو مصر، فلسطین اور شام کے احمدیوں سے ملنا ہوگا۔ ان علاقوں میں احمدیت ابھی کمزور ہے کوشش کرو کہ جب تم لوگ ان ممالک کو چھوڑو تو احمدی بلحاظ تعداد کے زیادہ اور بلحاظ نظام کے پہلے سے بہتر ہوں“

مصر پہنچ کر قادیانی صاحب زادے فلسطین کے مبلغ محمد سلیم، شام کے منیر حفصی اور مصر کے قادیانی مبلغ کی وساطت سے فلسطین میں تحریک آزادی کے خلاف کارروائیاں کرنے لگے۔ انہوں نے سامراج نواز عناصر کی پشت پناہی کی۔ اور فلسطین میں عربوں کی تحریک آزادی کے اُڈتے سیلاب کو روکنے کے پروگرام تیار کئے۔ قادیانی عناصر کی مزید امداد کے لئے ستمبر ۱۹۳۸ء میں مرزا محمود نے فلسطین میں ایک اور مبلغ چوہدری محمد شریف کو بھجوادیا۔ حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ نے فلسطین میں غیر ملکیوں کے دخلے پر سخت پابندی لگا رکھی تھی۔ چوہدری شریف اپنی روانگی کے متعلق لکھتے ہیں :-

”ستمبر کے پہلے ہفتے میں وہ احمدیہ مشن بلاذیر عربیہ کے لئے جس کا ہیڈ کوارٹر فلسطین میں تھا روانہ ہوئے اور روانگی کے وقت حضور (مرزا محمود) نے خاص ہدایت فرمائی کہ ”عرب قوم کے کیریکٹر کا مطالعہ کریں اور اس کی انہوں نے دو تین مثالیں بھی دیں۔“

قادیانیوں نے مصر میں تخریب کاری اور منافقہ بازی کا بازار گرم کیا۔ ساتھ ہی دیگر ممالک کے صیہونی اور برطانوی اداروں سے رابطہ قائم کیا گیا تاکہ فلسطینی مجاہدین کی اس تحریک کو ناکام بنایا جائے جو گذشتہ چند ماہ سے جاری تھی۔ عربوں نے بیت اللحم اور بیروشلیم کے پرانے شہر پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور یہودی دہشت پسندوں کے حملوں کا موثر مقابلہ کیا جا رہا تھا۔ اوائل اکتوبر میں ۲۰ یہودیوں کو طبریہ کے مقام پر قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے کئی مراکز نسبت و نابود کر دیئے گئے۔ قادیانی صاحب زادے فلسطین کے ہائی کمشنر میک ہاشیکل سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مصر قادیانی دستوں کو فلسطین بھجوا کر عربوں کی ابھرتی ہوئی تحریک کو سبوتاژ کیا۔ شام کے

قادیانیوں نے مفتی اعظم کی کارروائیوں پر اطلاع رکھی اور ان کے گوریلا دستوں کے تربیتی مراکز کی جاسوسی کی۔

نومبر کے آغاز تک برطانوی حکومت نے فلسطینیوں کی تحریک آزادی کو کافی حد تک دبا دیا بیت اللحم اور یروشلم کے پرانے شہر نیران کے قبضہ کو ختم کر دیا گیا۔ اور ان کے بہت سے فوجی ترقی کے سرکنز پامال کر ڈئے گئے۔ حالات پرسکون ہونے کے بعد نومبر کے اوائل میں قادیانی صاحب زادے واپس قادیان لوٹے۔ انہوں نے بقول مولف تاریخ احمدیت نامی حالات کے باعث خود فلسطین کا دورہ نہ کیا۔

البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی زیادہ توجہ فلسطین کے معاملات پر مرکوز رہی۔ قادیانی پمضیٰ خیر و عمو کے کرتے ہیں کہ صاحب زادے عربی تعلیم اور کاسٹن انڈسٹری کے متعلق معلومات اکٹھا کرنے گئے تھے لیکن اس بات کا کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا۔ مولف تاریخ احمدیت نے ایسا کوئی واقعہ ذکر نہیں کیا جس سے عربی تعلیم اور مصری کاسٹن کے بارے میں تحقیق ثابت ہوتی ہو۔ اتنا ضرور ہوا کہ فلسطین نئے قادیانی مبلغ اور مفتی اعظم کے مجاہدوں میں کشیدگی بڑھ گئی۔ مجاہدین نے اس تخریب کار کا حیات تنگ کر دیا اور اس کی گونا گوں سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ یہ صاحب زادوں کی جارحانہ سرگرمیوں کی سرپرستی ہی کا شاخسانہ تھا۔ کہ چوہدری شریف پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ بچ گئے۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

”چوہدری محمد شریف کا دورہ تبلیغ نہایت صبر آزما حالات میں گزرا۔ عربوں اور یہودیوں کی کشمکش پہلے سے زیادہ نازک صورت اختیار کر گئی۔ اس دوران آپ کے قتل کا منصوبہ بھی بنا گیا جو ناکام ہو گیا۔“

فلسطین کا نفرس لندن ۱۹۳۹ء

اپیل کمیشن کی ناکامی کے بعد فروری مارچ ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے سینٹ جیمز پلس لندن میں عرب زعماء کو

ایک کانفرنس بلوائی۔ اس میں مصر۔ عراق۔ سعودی عرب۔ یمن۔ شرق اردن اور جیوش ایجنسی کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی۔ شام کے فرانسیسی انتداب میں ہونے کی وجہ سے اسے نمائندگی کا حق نہ ملا۔ یہودی وفد فلسطین کے صیہونی یہود اور عالمی صیہونیت کے نمائندوں اور امریکہ کی یہودی تنظیموں پر مشتمل تھا جس کا سربراہ ویزمان تھا۔ مفتی اعظم فلسطین کو برطانیہ نے کسی قیمت پر شرکت کی اجازت نہ دی اور نہ ہی ان کے کسی نامزد آدمی کی بطور سرکاری نمائندہ شرکت قبول کی گئی۔

فلسطینی مجاہدین کا موقف فلسطینی رہنما سید عبدالرزاق کے اس میمورنڈم میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے مصر کے وفد کے نام بھیجا اس یادداشت کے مندرجہ ذیل نکات تھے۔

- ① مفتی اعظم کی شرکت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔
 - ② اعلان بالفور کے ماتحت برطانیہ کے ساتھ کوئی گفت و شنید نہ کی جائے۔
 - ③ برطانیہ عربوں کے جن نمائندوں کو بلانا چاہے ان کے انتخاب کا حق مجاہدین کو دیا جائے۔
- کسی یہودی کو کانفرنس میں شریک نہ کیا جائے کیونکہ انہیں اول تو فلسطین میں کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ثانیاً فلسطینیوں کا بنیادی اختلاف ان سے نہیں بلکہ برطانوی حکومت سے ہے۔
- یادداشت میں مزید کہا گیا کہ حکومت انگلستان پر یہ واضح کر دیا جائے کہ فلسطین کے مجاہدوں کو جو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس کے لئے وہ سر سے کفن باندھے کھڑے ہیں لیکن فلسطین کی غیر مصفاقی آبادی اور خاص کر عورتوں، معصوم بچوں اور بوڑھوں پر جو مظالم ڈھائے گئے وہ سخت ظالمانہ اور قابل نفرت ہیں۔ ایسے مظالم تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔
- کانفرنس کے انعقاد سے قبل لندن مشن کا مبلغ جلال الدین شمس جیوش لابی کے لئے سرگرم عمل تھا ۳۱ جنوری ۱۹۳۹ء کو عید قربان تھی شمس نے لندن مسجد ضرار میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت کے فرائض کرنل سر فرانسس ہینگ ہسبیڈ نے انجام دئے۔ شمس نے اپنی تقریر کے دوران "قیام امن کی کوششوں کے لئے برطانوی وزیر اعظم برطانیہ کو تراجیحیں ادا کیا اور اجلاس کے نمائندگان اور

حکومت کو اخلاص اور غیر جانبدارانہ رنگ میں مسئلہ فلسطین کا حل تلاش کرنے کا مشورہ دیا۔ اس جلسہ میں
صیہونی نمائندے کے طور پر سابق یہودی ماٹھی کسٹنر فلسطین آرٹھور واوکوپ نے شرکت کی۔ مؤلف تاریخ
احمدیت نے سر واوکوپ کی شرکت کا ذکر کیا ہے۔

شمس قادیانی نے برطانوی دفتر نوآبادیات کے سربراہ میکوم میکڈانلڈ (Macdonald) کے مشورے سے اپنے سیاسی مرکز لندن مسجد میں بعض مندوبین کا نفرنس کی ایک میٹنگ کا بھی اہتمام
کیا۔ عرب مندوبین سخت رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور برطانوی راج کی سرپرستی میں کی جانے
والی صیہونی سازشوں اور چہرہ دستیوں کے زبردست شاک تھے۔ جب کہ صیہونی یہود کے سیاسی حاشیہ
نشین شمس صاحب عربوں اور یہود کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور ایسا متفقہ حل تلاش کرنے کی
فکر میں تھے جو مفتی اعظم فلسطین اور فلسطینی عربوں کے نمائندگی کا سوال اٹھائے بغیر بالابالائیا
کر کے ان کے سر تھوپ دیا جائے۔ مسلم نمائندوں نے اس میز پر بیٹھنے سے انکار کر دیا جہاں یہود
موجود ہوں۔ عملی طور پر دو کانفرنسیں ہوئیں۔ قادیانیوں نے کانفرنس کے تعطل کو ختم کرنے کے
لئے اپنی تمام توجہ عراق کے امیر فیصل پر مرکوز کر رکھی تھی۔ جو برطانیہ نواز پالیسی کے باعث عربوں کے
نزدیک ان کے نمائندے کہلانے کے قابل نہ تھے۔ مرزا محمود نے قادیان سے ان کے نام تار ارسال
کئے۔

کانفرنس ناکام ہو گئی۔ عربوں نے صیہونیوں سے کسی قسم کا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ کانفرنس
کی ناکامی کے بعد برطانیہ نے اپنا تین نکاتی فارمولہ پیش کیا جس کے تحت تقسیم فلسطین پر عمل درآمد
موقوف کرنا۔ یہود کی مزید آباد کاری کی رفتار کم کرنا اور دس سال میں فلسطین میں محدود آزادی کی بنیاد
پر آئینی حکومت قائم کرنا تھا۔

یہودیوں نے ان تجاویز کے خلاف مظاہرے کئے اور ان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مئی
۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے قرطاس ایجنڈا کو شائع کر دیا۔

۱۔ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۵۵۶ ۲۔ پارس، اے سٹری آف پلسٹائن ص ۳۳۵۔ ۳۔ تاریخ احمدیت جلد ۸

ص ۵۵۶ ۴۔ بن ہاپرن، دی آئیڈیا آف جیوش سپیٹ مارڈورڈ ۱۹۶۱ء

لندن میں یہ سیاسی جوڑ توڑ ہو رہا تھا اور فلسطین میں قادیانی گمشتے یہود کی دہشت پسند تنظیموں سے مل کر ظلم و بربریت کا ارتکاب کر رہے تھے ان کی مسلسل جارحانہ منہ گریوں کے باعث فلسطینی مجاہدوں نے قادیانیوں کو صیہونیوں کا ہر اول دستہ قرار دے رکھا تھا۔ قادیانی عربوں کو سامراجی انتداب میں پھلنے پھولنے والی یہودی ریاست کے وفادار شہری اور صیہونیت کے دست و بازو بنانا چاہتے تھے۔ قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف کی مذہبی فساد انگیزی اور سیاسی شرانگیزیوں سے تنگ آ کر فلسطینی مجاہدوں نے قادیانی مرتدوں کے قتل کا فتویٰ جاری کیا اور ان کی تخریب کاریوں کا سختی سے جواب دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے یہودی آقاؤں اور برطانوی محسنوں کی مدد سے حریت پسند مسلمان رہنماؤں کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور ایک نہایت اہم سیاسی لیڈر کو شہید کر دیا۔

مؤلف تاریخ احمدیت ان واقعات کو اپنے انداز میں پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہے :-
 اُس سال (۱۹۳۹ء) فلسطین کے دہشت انگیزوں (ٹوارس) نے بعض فلسطینی احمدیوں کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا۔ مگر چند ایام ہی گزرے تھے کہ ان ظالموں کا لیڈر قتل کر دیا گیا۔
 ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے سیاہ بادل دنیا کے افق پر منڈلانے لگے یہ مہیب ساٹھ تقریباً چھ سال تک پھیلے رہے۔ ان ایام میں قادیانیوں نے مشرق وسطیٰ اور دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں تبلیغ کے نام پر جو گل کھلائے اور سامراجی صیہونی سرپرستوں کے اشاروں پر جس طور سے کام کیا اس کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

عالمی استعمار کے گماشتے

فصل نہم

دوسری جنگ عظیم کے دوران (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) قادیانیوں کی بین الاقوامی سطح پر سازشیں جاری رہیں۔ مناسب معلوم دیتا ہے کہ ہم ان کی بعض شرمناک کارروائیوں کو بیان کر دیں تاکہ اس سیاسی جماعت کے کردار سے کما حقہ شناسائی حاصل ہو۔ ان سرگرمیوں کو ہم تحریر یکب جدید کے

شامل نہیں جو ہمارے مذہب میں شامل ہو گا آپ ہی آپ اس کے خیالات بھی درست ہو جائیں گے۔ پس اس تعلیم کے ماتحت اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر وہ اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں حکومت برطانیہ سے متعلق تھا۔ اور وہ اس جوش کی وجہ سے سزا کے مستحق سمجھے گئے۔ جو قادیان سے لے کر گئے تھے جب انہوں نے قادیان میں آکر دیکھا کہ جماعت احمدیہ سلطنت برطانیہ کی تعریف کرتی، اسے منصف قرار دیتی اور شرائط کے نہ پائے جاتے کی وجہ سے اس کے خلاف جہاد کو ناجائز سمجھتی ہے تو اپنے ملک میں جا کر وہ بھی انگریزوں کی تعریف کرنے لگ گئے۔ اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جہاد جائز نہیں۔ اس وجہ سے انہیں جان دینی پڑی۔ سب سے اہم اعتراض جو احرار کی طرف سے ہماری جماعت پر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ جماعت جہاد کو حرام قرار دیتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سرفیال نے بھی یہی اعتراض کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے ملت اسلامیہ کی طاقت کو توڑ دیا ہے۔ چونکہ یہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتی ہے وہ چونکہ شاعر ہیں اس لئے وہ اپنے خیالات کو اکثر شعروں میں ظاہر کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی ایک نظم میں بھی لکھا ہے کہ بہائی اور احمدی دونوں اسلام کے لئے مصیبت ہیں۔ بہائیوں نے حج منسوخ کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ اور احمدیوں نے جہاد منسوخ کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ پس پنجاب گورنمنٹ کے نئے دوست و احرار کی طرف اشارہ ہے۔ (مؤلف) ہم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ ہم جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں اور بے شک ہم جہاد کے مخالف ہیں اور رہیں گے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں وہ شرائط مفقود ہیں جن کے ماتحت جہاد جائز ہوتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے موجودہ طرز عمل کے ماتحت آئندہ صرف یہی ہو گا کہ جو احمدی ہو گا ہم اسے بتادیں گے کہ جہاد کے متعلق فلاں فلاں شرط ہیں اور چونکہ اب وہ شرائط نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے جہاد جائز نہیں۔ یہ نہیں ہو گا کہ لوگوں کے ان خیالات کی ان کے گھر جا کر اصلاح کی جائے۔ اس طرح گورنمنٹ بہت بڑے فائدہ سے محروم ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہمارے ہزاروں کی تعداد میں افراد ہیں۔ مثلاً دو غیر ممالک تو ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے ہماری جماعت پھیلی ہوئی ہے ایک یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ جس میں ۲۵-۳۰ کے قریب جماعتیں ہیں اور ان جماعتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں

احمدی ہیں۔ دوسرا ڈچ انڈیز یعنی سماٹر اور جاوا۔ ان ممالک میں بھی ہزاروں احمدی ہیں بلکہ ڈچ انڈیز میں خصوصیت سے ایسے احمدی ہوئے ہیں جو بالشویک ازم کے پیرو تھے مگر اب احمدیت کے ذریعے وہ اپنے پہلے خیالات سے توبہ کر کے لوگوں کو امن پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہاں کی حکومت انہیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

بین الاقوامی سطح پر سیاسی خدمات

پھر یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں، لکچر، کتابوں، اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار

یہ ذکر آتا ہے۔ کہ انگریز عادل و منصف ہیں وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے اور امن قائم کرتے ہیں۔ اس لئے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے اس لئے وہ برے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعہ سے ہزاروں آدمی امریکہ میں۔ ہزاروں آدمی ڈچ میں اور ہزاروں آدمی باقی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمہ خیر کہا کرتے تھے امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں وہاں احمدی ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تعریف ہوتی۔ آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔ اسی طرح ڈچ انڈیز جاپان کے قرب کی وجہ سے جسے اس وقت ایشیائی آزادی کا خیال گدگدا رہا ہے۔ اور اس میں صرف برطانوی حکومت کو وہ حائل سمجھتا ہے وہاں بھی انگریزوں کے خلاف جب اس قسم کی کوئی تحریک اٹھتی تو وہاں کے رہنے والے احمدی جہاں ڈچ حکومت کی وفاداری کی تعلیم دیتے وہاں کہتے کہ انگریزوں کو بھی برائہ کہو۔ وہ بھی نیک مزاج اور انصاف پسند ہیں۔

غیر حکومتوں کے باشندے اور غیر قوموں کے افراد بھلا اتنی ہمدردی انگریزی قوم سے کہاں رکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ اس کی غلطیوں کی بھی تاویل کریں اور انہیں بھی حسن ظن سے دیکھیں۔ وہ تو اس آواز کی گونج سے متاثر ہو کر تھے جو قادیان سے اٹھتی اور دنیا کے تمام ممالک میں پھیل جایا کرتی تھی۔ اور ان کی زبانیں طوطے کی طرح رٹنا شروع کر دیتیں جو ہم کہتے ہیں۔

کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کانگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے سٹیٹشن سے اتر کر جو باتیں سب سے پوچھی ہیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سلیقہ حاصل کیا ہے کہ کانگریزی حکومت ہم کو روک کر نا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو روک کر دیا جائے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت کانگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ہیئت سے اس اعتراض حقیقت کے بعد ہم جنگ عظیم کے وقت (۱۹۳۹ء) قادیانی مبلغوں کی جاسوسی واقعات اور سیاسی سازشوں کو مرزا محمود ہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ سامراجی طاقتیں کس طور پر قادیانیت کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتی رہی تھیں۔

تشریح کا مہلک

مرزا محمود احمد فرماتے ہیں:-

اگر ہم اسلام اور احمدیت کے نقطہ نظر سے دیکھیں اور ہم غور کریں کہ ان کے جتنے ہیں احمدیت کو فائدہ ہے تو اس صورت میں بھی یقیناً یہی نظر آئے گا کہ کانگریزوں کی فتح اور احمدیت کے لئے مفید ہے۔۔۔۔ حکومت کانگریزی کو ایک بہت بڑی مہم درپیش ہے اور ہمارا ہے کہ ہم اس معاملہ میں حکومت کی امداد کریں کیونکہ اس حکومت کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی ترقی وابستہ ہے اگر یہ حکومت جاتی رہی تو یہ تمام فوائد بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ یہ پچاس سالہ تجربہ ہے کہ دنیوی حکومتوں میں سب سے بہتر حکومت برطانیہ ہے۔ دوسرے نمبر پر ہالینڈ حکومت ہے۔ کیونکہ ہم نے جاوا اور سماٹرا میں تبلیغ کی اور ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ ہماری راہ میں روک نہیں بنے بلکہ انہوں نے ہمارے مبلغوں کے ساتھ انصاف کی حد تک تعاون کیا۔ اور ان دونوں کے اتر کر بعض اور حکومتیں بھی ہیں جن میں یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ بھی شامل ہے۔۔۔۔ ہم یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے نمونہ احسان بھی ہیں کہ انہوں نے ہمارے بعض پرانے مبلغوں کو اپنے ملک

میں رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔

دوسرے نمبر پر ہالینڈ کی حکومت ہے۔ ساٹھ اور جاوا میں بسپیوں جگہ احمدیہ جماعتیں قائم ہیں اور حکومت کے افسران سے تعاون کرتے ہیں بلکہ ان کے دو قونصل مجھے ملنے کے لئے قادیان بھی آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ چونکہ آپ کی جماعت کے کئی لوگ ہمارے ملک میں آباد ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ آپ کے مرکز کو بھی دیکھ لیا جائے ایک تو خصوصیت سے حکومت ہالینڈ نے یہاں بھی پانچا تھا تاکہ وہ مرکز کے متعلق براہ راست معلومات حاصل کرے۔

غرض یہ کہ دو حکومتیں تو صحت طور پر نظر آتی ہیں باقی حکومتوں کا یہ حال ہے کہ ان کے ملک میں ہمارا مبلغ چار مہینے رہتا ہے تو وہ اسے پکڑ کر باہر نکال دیتی ہیں پھر وہ اگلی حکومت کے علاقے میں جاتا ہے اور وہاں سے دو چار ماہ کے بعد سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ پھر وہ اگلی حکومت میں جاتا ہے اور وہاں بھی اسے یہی کہا جاتا ہے کہ نکل جاؤ ہمارے ملک سے یا کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں ان قوموں کی حکومت ہو جو احمدی مبلغین کو کان پکڑ پکڑ کر اپنے ملک سے باہر نکال دیں اور اسلام اور حریت کی اشاعت کا روزہ بند ہو جائے؟

لاہوری مرزائی ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں:-

”دنیا کے اکثر ممالک میں یہ قادیانی لوگ جاسوس سمجھے جانے لگے۔ خواجہ کمال الدین مرحوم فرماتے تھے کہ جس ملک میں نہیں گیا۔ وہاں کے لوگوں کو یہی کہتے سنا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ کے خفیہ جاسوس ہیں۔ یہ بات غلط ہو یا صحیح، مگر لوگوں کے قلوب پر یہ اثر کیوں پڑا۔ اس لئے کہ میاں صاحب (مرزا محمود) گورنمنٹ کی خاطر ایسی خفیہ کارروائیاں کیا کرتے تھے جن کا انہوں نے خود اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے۔“

مئی ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے تحریک جدید کے ماتحت مولوی غلام حسین ایاز کو سنگاپور، صوفی عبدالغفور کو چین اور صوفی عبدالقدیر تیار کو جاپان روانہ کیا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ ان ممالک میں قادیانی مبلغوں کو بھیجنے میں کیا کیا سیاسی

۱۔ تحریک جدید کا اخبار فاروق قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء

۲۔ ڈاکٹر بشارت احمد، مرآة الاختلاف، بار اول، ۱۹۳۵ء، ص ۶۲ سے تاریخ احمدیت جلد ۱، ص ۲۱

اغراض پوشیدہ تھیں اور برطانوی انٹلی جنس کے تعینات کردہ گماشتے کن کن طریقوں سے خفیہ کارروائیاں کرتے رہے۔ ہم ان ممالک کے سیاسی حالات کی روشنی میں قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کو بیان کریں گے۔ اور جہاں کہیں ضرورت پڑی سیاسی پس منظر کو زیادہ اجاگر کریں گے۔ ان واقعات سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ تحریک جدید کے نام نہاد احمدی مجاہد بلا کسی شک و شبہ کے برطانوی اور یہودی انٹلی جنس کے ہراول دستے تھے۔ یہ لوگ جن جن ممالک میں جاتے وہاں ان کے برطانوی فونسل خانوں اور خفیہ سیاسی مراکز کی معرفت دیگر سماجی تنظیموں کے شانہ بشانہ کام کرتے آناؤی کی تحریکات کو نقصان پہنچاتے اور تشدد پسندانہ کارروائیوں اور خفیہ سرگرمیوں میں ملوث تھے۔

۱۹۳۵ء میں غلام حسین ایاز سنگا پنپچا۔ ایک شخص حاجی جعفر کو

ہم خیال بنایا اور نام نہاد تبلیغ کرنے لگا۔ لیکن جمعیتہ دعوتہ الاسلامیہ سنگاپور نے قادیانی مبلغ سازشوں کا پردہ چاک کیا تو اسے ملاپا فرار ہونا پڑا جہاں اسے مولانا عبد العظیم صدیقی (والد گرامی) شاہ احمد نورانی نے ٹھکنے نہ دیا۔ اس کے علاوہ اخبار دوت ملایا کے زیر دست سیاسی دینی احتساب سے قادیانیت کی قلعی کھل گئی۔ اور یہ تحریک ملایا میں ابھر نہ سکی۔ البتہ اندر ہی اندر اس کا سلسلہ جاری رہا جو جنگ کے زمانے میں شدت پکڑ گیا۔

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو جب جنگ عظیم چھڑی تو جاپان نے ہانچو کو۔ فلپائن۔ ملایا۔ سنگاپور وغیرہ پر جوا اثر پر تسلط حاصل کیا۔ اس نے ایشیا میں ہندوستان کی طرف پیش قدمی بھی کی۔ جنگ کے دوران جاپان کی توجہ ہندوستانی افواج کو اپنا ہم نوا بنانے پر مرکوز رہی۔

موہن سنگھ اور بابو بھاش چندر بوس نے انڈین نیشنل آرمی I.N.A بنا کر ہندوستان اور انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کیا۔ تاکہ برطانیہ کو ہندوستان سے نکالا جاسکے۔ ان حالات میں قادیانی مبلغ ایاز نے جو کارنامے انجام دئے ان کی تفصیل الفضل قادیان کے الفاظ میں سنئے:-

" ۱۹۴۲ء کے شروع میں جب جاپانی سنگاپور آئے تو پروپیگنڈا شروع ہوا کہ ہندوستانیوں کی ایک فوج بنائی جائے اور جاپانیوں سے امداد لی جائے۔ ماہ مئی کے قریب موہن سنگھ نے I.N.A

بنائی اور لیگ بنائی۔ جو فوجی اس کے مخالف تھے انہوں نے کیمپوں کو چھوڑ کر اندرون شہر میں پناہ لینے شروع کی۔ اور کئی دوست مولوی (ایاز) صاحب سے امداد کے طالب ہوئے۔ مختلف اوقات میں مولوی صاحب نے قریباً بیس فوجیوں کو مختلف مکانوں میں چھپا رکھا تھا جو لوگ شامل نہیں ہوتے تھے ان پر بہت ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔ کئی فوجیوں سے جبراً دستخط لئے گئے۔ جب مولوی صاحب کو معلوم ہوا تو ان کے کیمپ میں جا کر انہیں سمجھایا اور مولوی صاحب کے کہنے پر انہوں نے درخواست دی کہ ہم اس تحریک سے بیزار ہیں اور ہڈ ہڈاً اس میں شامل نہیں ہو سکتے جو مخالفت کرتا اس کو فوراً کنٹرولیشن (Control) کیمپ میں بھیج دیا جاتا تھا ان احمدیوں کو بھی وہاں بھیج دیا گیا۔ ان کیمپ میں جو جو ظلم کئے جاتے تھے سن کر روٹنے کھڑے ہوتے تھے۔

چونکہ مکرم مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور حضور کے رویاء و کشوف کی بنا پر پورا یقین تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود مولوی صاحب کو بھی اس تحریک کے شروع ہونے، پھیلنے، اس کے منفی اثرات اور ناکام انجام کی خبر دے دی تھی اس لئے آپ نے اس کی سرگرم مخالفت شروع کر دی۔ اس پر جامیان آئی این اے اور جاپانی جناب مولوی صاحب کے درپے آزار ہو گئے۔ تمام افراد جماعت کو طرح طرح سے تنگ کیا گیا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب کو ایک کیمپ میں مخالفانہ پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ کافی دن مقدمہ چلتا رہا لیکن جب تک کوئی خلافت فیصلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے موہن سنگھ کا ہی فیصلہ کر دیا۔ اور آئی این اے کے ریکارڈ جلادئے گئے۔ جاپانیوں نے دوبارہ فوجیوں کو پی او بیو (POW) کیمپوں میں بھیج دیا۔ سوویتین منتشر کر دئے گئے۔ اس کے بعد جب راش بہاری بوس اور سمبھاش چندر بوس کی کوششوں سے آئی این اے بنی اور اس تحریک نے بہت قدم پھیلانے تو مولوی صاحب موصوف نے بھی اپنی مخالفت کو تیز کر دیا کونسل تک میں سوال اٹھایا گیا کہ علام حسین ایاز جو سخت خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور اتنا مخالفت ہے کیا وجہ ہے ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا؟ ... مولوی صاحب نے POW کی سامان خوراک کیڑوں اور نقدی کے ساتھ مقدور بھر امداد کی جو جاپانیوں کی نظر میں خطرناک جرم تھا اور آئی این اے کے ایک سرگرم ممبر اور افسر کو اپنے ساتھ ملا کر (NA) کے اندر مخالفین کا جھنڈہ تیار کیا۔ ایک کیمپ میں تین سرجوانوں کا اور ایک اور کیمپ میں بیس آدمیوں کی ٹولی بنائی گئی تھی ان کے علاوہ سوویتین بھی

۲۰۰ کے قریب ہوں گے۔ سنگاپور میں آئی این اے کا ایمونیشن ڈپو اسی پارٹی کے قبضہ میں تھا۔ اگر موقعہ آجاتا اور سنگاپور پر حملہ ہوتا تو دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتنی طاقت تھی۔ اس لئے کیا کچھ کیا۔ ۱۹۴۵ء کے شروع میں برٹش گوریلا دستوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک سرسبز مین کو لاسمبیر بھیجا اور ان کا ایک نمائندہ بھی ملنے کے لئے آیا۔ جسے چاہانی ڈیفنس اور اپنی تیاری کی تفصیلات دی گئیں اس نے ایک تجویز پیش کی کہ جب سنگاپور پر متوقع حملہ ہو تو آپ کمیونسٹ جھنڈا لے کر باہر آئیں مگر اس کا فوراً انکار کر دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ ہم تو (برطانیہ کا جھنڈا) یونین جیک لے کر نکلیں گے آخر نمائندہ نے یہ بات مان لی۔ یہ نمائندہ چینی تھا اور کمیونسٹ خیالات سے متاثر معلوم ہوتا تھا۔

جاپانیوں نے سنگاپور میں داخل ہوتے ہی سب مذہبی، سیاسی اور تجارتی سوسائٹیوں کو بند کر دیا۔ انجمن احمدیہ رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے سچ گئی۔ مختلف پارٹیوں کے چیدہ اور سرغنہ آدمی گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دئے گئے۔ لیکن جب انگریزوں نے اس علاقے پر دوبارہ تسلط جایا تو قادیانی عناصر اپنے بلوں سے نکل کر دندنے لگے۔

مؤلف تاریخ احمدیت ایک قادیانی جنگی قیدی کے حوالے سے رقم طراز ہے کہ مولوی ایانہ کے لئے یہ انتہائی صبر آزما دور تھا۔ خصوصاً جاپانیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے آپ پر بہت سختیاں گئیں۔ پولیس نے گورنمنٹ کے ریکارڈ میں ان کا نام بلیک شیٹ میں سب سے اوپر لکھوایا ہوا تھا۔ ایک اور قادیانی کی شہادت درج کرتے ہوئے مؤلف مذکور نے انکشاف کیا ہے کہ مولوی صاحب کے خلاف ہر روز رپورٹیں پہنچتی رہتی تھیں اور ہر وقت جاپان ملٹری پولیس اور سی آئی ڈی مولوی صاحب کے پیچھے لگی رہتی تھی۔

مشرق بعید میں ۱۹۳۶ء سے آنجنابانی ابوالعطاء جالندہری کے بھائی مولوی عنایت اللہ جالندہری اور مولوی شاہ محمد ہزاروی نام نہاد تبلیغ کر رہے تھے جنگ عظیم کے خاتمے پر ۱۹۴۶ء میں امام دین ملتانی وغیرہ کو مشرق بعید بھیجا گیا انہوں نے بھی اسی نوع کی سیاسی سرگرمیاں اور سازشیں کیں۔

جاپان میں جاسوسی

تحریک جدید کا دوسرا مجاہد صوفی عبدالقدیر نیاز جون ۱۹۳۵ء میں قادیان سے جاپان گیا۔ جاپانی حلقوں میں اثر و نفوذ پیدا کیا اور نام نہاد تبلیغ شروع کی۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتا ہے کہ "حکومت جاپان کو آپ کی نسبت شروع ہی سے بعض سیاسی شکوک تھے۔ جاپان پولیس کی طرف سے آپ کی کڑی نگرانی کی گئی۔ آپ زبردستی لے گئے۔"

مفضل قادیان نے ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں لکھا کہ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز احمدی مجاہد کو حکومت جاپان نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا۔ اپ رہا کر دئے گئے ہیں۔

۱۹۳۴ء ہی میں مرزا محمود نے اس قادیانی جاسوس کی اعانت کے لئے آنجنابی مولوی ابوالعطاء جالندہری کے چھوٹے بھائی عبدالغفور جالندہری کو جاپان بھیجوا یا۔ صوفی نیاز جولائی ۱۹۳۸ء میں اپنی قادیان آگئے۔ ان کی جگہ کام کرنے والے مولوی عبدالغفور کی سرگرمیوں کے متعلق ان کی تحریر کردہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۹ء کی رپورٹ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

بعض نئے دوستوں کو تبلیغی خط لکھے جاپانی زبان کی تعلیم جاری ہے۔ مسٹر ٹومیٹا (TOMITA) آئے (علاقہ) کو بیے میں انگریزوں کے خلاف مظاہروں کا حل بیان کیا۔ بتلاتے تھے کہ جلوس میں دس لاکھ آدمی شامل تھائے۔"

جاوا میں انگریزوں کے جاسوس

جاوا میں مولوی عبدالواحد مبلغ مقرر ہوئے ان کے علاوہ عبدالسمیع، محمد سحی، مولوی رحمت علی، شاہ محمد، ملک عزیز احمد وغیرہ پہلے سے سرگرم کار تھے۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے جزائر شرق الہند پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ کے دوران جاپانیوں نے ان تمام افراد کو جاسوسی، سازش وغیرہ کے جرائم کی پاداش میں گرفتار کر لیا۔ قادیانی مبلغ عبدالواحد نے مرزا محمود کو ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء کو جو خط لکھا اس کے مطالعے سے ان کی کارگزاریوں کی تفصیل معلوم ہوتی ہیں فرماتے ہیں:-

"جاپانیوں کے غلبہ کے زمانے میں اس شبہ کی بنا پر کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی جاسوس ہے مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو بندہ (عبدالواحد) اور عبدالسمیع صاحب اور محمد سحی صاحب جو جماعت

۴
لے تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۲۱۸ ۲۵ فاروق۔ قادیان جلد نمبر ۳ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۹ء رپورٹ مرسلہ ناظم تحریک جدید بیرون بند

احمدیہ گاروت کے پرنسپل ڈاکٹر تھے ہم تینوں کو ۲ بجے رات کے جاپانیوں نے پکڑ کر ہسپتال کے حراست خانہ میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے چار روز بعد جماعت احمدیہ ناسک طایا کے چھ عہدیداران اسی حراست خانہ میں لائے گئے۔ پھر بارہ روز کے بعد برادر محمد سید شاہ محمد صاحب مجاہد اور برادر ملک عزیز احمد خان صاحب مجاہد بھی کیوسن سے پکڑ کر اسی میں ڈالے گئے۔۔۔ جاپانی کن پیٹائی (Kenpeitai) یعنی جاسوسی پولیس نے ہم سے مندرجہ ذیل امور کے متعلق کئی کئی رنگ میں سوالات کئے:-

- ۱) جماعت احمدیہ کے بانی کون ہیں؟
- ۲) جماعت احمدیہ کی غرض و غایت کیا ہے؟
- ۳) جماعت احمدیہ کے عقائد کیا ہیں؟
- ۴) صدر انجمن احمدیہ کے نظم و نسق کے مفصل حالات کیا ہیں؟
- ۵) بیعت کا کیا مفہوم ہے؟
- ۶) چندہ کا کیا مطلب ہے؟
- ۷) انڈونیشیا کی جماعتوں کا قادیان سے کیا تعلق ہے؟

آخر کن پیٹائی کے اعلیٰ افسر نے کہا تمہاری جماعت کا نظام بنانے والا دنیا کے بہترین و ماخ کا مالک ہے مگر شاید تم لوگوں کو معلوم نہ ہو اس کے پیچھے انگریزوں کے ہاتھ ہیں۔ اگرچہ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا کہ انگریزوں کا اس میں کوئی دخل نہیں مگر وہ اس بات پر اڑا رہا کہ صدر انجمن احمدیہ کے اوپر برطانوی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ ۸۳ روز قید رکھنے کے بعد ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ جاوا کے ایک اور قادیانی مبلغ مولوی محی الدین کے پاس رفاہیہ کر دئے جانے کے بارے میں مرزا محمود فرماتے ہیں:-

”پہلے ساٹرا اور جاوا پر جاپان نے قبضہ کر لیا پھر انڈونیشیا کی خود مختار حکومت قائم ہوئی پھر انگریزوں نے طرح کو داخل کرنے کی کوشش کی۔ اب وہاں ری پبلکن حکومت قائم ہے۔ بہت سے ابتلا بھی

ہماری جماعت پر آئے۔ جاپانی قبضہ کے زمانے میں احمدیوں کے ساتھ سختی بھی کی گئی۔ پہلے تو اس طرف توجہ نہیں کی گئی لیکن آہستہ آہستہ جب جاپانیوں کا ڈر دور ہوا۔ اور ان کے پاس شکائتیں پہنچنے لگیں تو احمدیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ لیکن جب وہ اپنے ارادوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف پوری مضبوطی سے قائم کر چکے تو ایک دم اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا۔ اور انڈونیشیا میں ری پبلی کن حکومت قائم ہو گئی۔ اس ری پبلی کن حکومت کے زمانہ اور اس سے پہلے زمانہ میں بھی جب کہ افراد محض انفرادی طور پر اپنے حقوق کو تحفظ کے لئے کوشش کرتے تھے ہماری جماعت نے ری پبلی کن تحریک کا ساتھ دیا تھا۔ اور ملک کی آزادی کے لئے اس نے ہر رنگ میں کوشش کی تھی اس لئے جاپانی حکومت کے جانے کے بعد جب ری پبلی کن حکومت قائم ہوئی تو عام طور پر ہماری جماعت کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا۔ افسروں کا رویہ ہماری جماعت کے ساتھ بہت بہتر رہا اور انہوں نے ہم سے اپنے تعلقاً قائم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ جاوا میں اب بھی ہمارے مبلغین کام کر رہے ہیں۔ گوانہیں آہستگی سے کام کرنا پڑتا ہے لیکن بہر حال ان کے کام میں کوئی خاص روک نہیں پائی جاتی اور جیسا کہ ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے بعض اعلیٰ حکام حتیٰ کہ بعض وزراء تک بھی ہمارے مبلغوں سے ملتے ہیں ان سے مشورہ بھی کرتے ہیں اور ان کے ذریعے ہندوستان پیغام بھی بھجواتے ہیں وہاں ہماری جماعت کے ایک معزز دوست مولوی محی الدین صاحب بہت اعزاز رکھتے ہیں۔ اور ری پبلی کن حکام میں بھی ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مگر اب مولوی رحمت علی صاحب اور بعض دوسرے دوستوں کی چٹھیوں سے معلوم ہوا ہے کہ رات کو چھاپہ مار کر ان کو کوئی قید کر کے لے گیا ہے ابھی تک یہ پتہ نہیں لگ سکا۔ کہ ان کو کون قید کر کے لے گیا ہے۔ ایک ماہ بلکہ ڈیڑھ ماہ کے قریب عرصہ ہو گیا ہے ابھی تک ان کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔ اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کو کس نے پکڑا ہے۔

جاپانیوں نے ایک اور قادیانی محمد صادق کو بھی برطانیہ کے لئے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا اور جرم ثابت ہونے پر انہیں موت کی سزا کا حکم سنایا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ ان کا نام

بلیک لسٹ میں درج تھا۔ جاپانی حکومت کا خاتمہ ہوا تو ڈاکٹر سوئیکار نومر حوم نے، ۱۶ اگست ۱۹۴۵ء کو انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کر دیا اور ڈچوں کے خلاف تحریک آزادی کا آغاز کیا۔

۱۹۴۶ء میں انڈونیشیا آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا۔ پہلے ہالینڈ کی حکومت تھی پھر جاپانی حکومت قائم ہوئی چونکہ اتحادی فوجوں نے ہالینڈ کو دوبارہ مستط کرنا چاہا اور برطانیہ اس سازش

انڈونیشیا کی آزادی اور قادیانی موقف

میں پیش پیش تھا اس لئے مرحوم سوئیکار نے نہایت ثابت قدمی سے سامراجی قوتوں کا مقابلہ کیا اور آخر کار سامراج کو شکست ہوئی۔ انڈونیشیا کے متعلق قادیانی مبلغ مولوی محمد صادق مبلغ پیڈانگ (سماٹرا) نے مورخہ ۲ جنوری ۱۹۴۶ء کو مرزا محمود کو چار سوال لکھ کر بھیجے جن کے بنی السطور قادیانی موقف ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

سوال :- ”پہلے انڈونیشیا میں ڈچ حکومت تھی۔ اس کے بعد جاپانی حکومت قائم ہوئی۔ پھر جاپانی حکومت بھی ختم ہو گئی۔ چونکہ اتحادی فوجوں کے آنے میں دیر ہوئی اس لئے انڈونیشیا کے لوگوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ آزادی کا اعلان اور حکومت کا قیام اتحادیوں کے مشورہ کے بغیر ہوا۔ اس لئے اتحادیوں نے آج تک انڈونیشن آزادی اور حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس صورت میں کیا اسلام کی رو سے انڈونیشیا واقعی آزاد قرار پاتا ہے اور کیا انڈونیشن حکومت واقعی وہ حکومت ہے جس کی اطاعت رعیت پر فرض ہے یا کہ باغی جمعیت ہے۔“

جواب :- واقعی حکومت تو وہی ہوگی جس کو ملک کی اکثریت قبول کرے گی۔ باقی اگر ملک کی اکثریت آزاد حکومت بنائے تو شرعاً باغی نہیں کہلائے گی بلکہ حق پر سمجھی جائے گی۔ کیونکہ ملک کو کلی طور فتح کر کے سابق حکومت کے قبضہ سے نکال لیا گیا تھا۔ باقی رہا سوال مصلحت اور حکمت کا اسے وہاں کے لوگ خود سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک مغربی حکومت کلی آزاد حکومت نہیں بننے دے گی۔ اس لئے سمجھوتہ کرنا مفید ہے۔

سوال :- آزادی کی تحریک اور دوسرے سیاسی امور میں احمدی حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً

انڈونیشن حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ڈچ لوگ وقتوں اور کارخانوں پر قابض ہو گئے تو ہم ان سے بائیکاٹ اور سٹرائک کریں گے کیا ایسے بائیکاٹ اور سٹرائک میں شریک ہونا جائز ہے۔
جواب ہے: اگر انڈونیشن حکومت واقعی اکثریت کی حکومت ہے تو اوپر لکھا جا چکا ہے کہ وہ جائز ہے اس صورت میں اس کے احکام کی تعمیل شرعاً جائز ہی نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔
سوال: اگر ڈچ لوگ اس علاقے میں داخل ہوں اور انڈونیشن ان کا مقابلہ کریں تو جماعت احمدیہ کو کس طرف ہونا چاہئے۔

جواب ہے: میں کہہ چکا ہوں کہ مصلحت اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کر کے صلح کر لی جائے کیونکہ سب مغربی حکومتیں منہ سے کچھ بھی کہیں ڈچ کے ساتھ ہوں گی۔ لیکن اگر فی الواقعہ ملک میں اکثریت کی حکومت قائم ہو چکی ہے تو چونکہ وہ جائز حکومت ہے۔ احمدیوں کا اس کا ساتھ دینا جائز ہی نہیں پسندیدہ ہو گا مگر یہ فعل انڈونیشن کا ہو گا خلاف حکمت ہے۔

جلستہ میں جاسوس ڈاکٹر | اگست ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے تحریک جدید کے تحت ڈاکٹر نذیر کو جلستہ (ابن سینا) روانہ کیا۔ ان ایام میں اٹلی اور جلستہ کے درمیان جنگ جاری تھی۔ برطانوی انٹلی جنس کے یہ کارکن ڈاکٹر کے روپ میں وہاں پہنچے۔ اٹالیوی سامراج نے مئی ۱۹۳۶ء میں جب جلستہ پر قبضہ کیا اور شاہ ہیل سلاسی انگلستان فرار ہو گیا تو یہ استعماری گماشتہ مرکز کی ہدایت پر فلسطین، مصر اور شام کے ممالک میں چلا گیا۔ اس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر موصوف مکہ پہنچے جہاں سے اوسنے پونے راتر اٹھا کر قادیان آئے۔ ۱۹۴۳ء میں جنگ کے زمانے میں مرزا محمود نے انہیں دوبارہ جلستہ اور عدن میں نام نہاد تبلیغ کے لئے روانہ کیا۔

عدن میں برطانوی تسلط کے خلاف تحریک جاری تھی۔ قادیانی ڈاکٹر نے نبوت کاذبہ کی تبلیغ اور خفیہ تحریکوں کی انٹلی جنس کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ ایک دن قادیانی مبلغ ایک مسجد میں موجود تھا کہ عربوں اور سوماہیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا۔ تاکہ اس قادیانی جاسوس کا کام

تمام کر دیا جائے۔ لیکن کسی آئی ڈی نے مداخلت کر کے اسے سچا لیا۔ مؤلف تاریخ احمدیت ڈاکٹر موصوف کی ایک رپورٹ درج کرتا ہے جس میں آپ نے تحریر کیا ہے۔

ایک دن عربوں اور سوبالیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا تاکہ خاکسار (ڈاکٹر نذیر) کو کالعدم کر دیا جائے۔ اسی اثنا میں سی۔ آئی۔ ڈی کا ایک آدمی پیرے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اور انگریزی میں کہنے لگا۔ "ہم کو حکم ہوا ہے کہ آپ کو گھر سلامتتی کے ساتھ پیرے کے اندر پہنچادیں۔ کیونکہ پیبلک مسجد کے اندر اور باہر ڈنڈے اور چاقو لئے کھڑی ہے۔ ان کی نیت آج آپ کے متعلق خطرناک ہے۔ میں نے کہا گورنمنٹ کی حکم عدولی میں نہیں کر سکتا، بہت اچھا"۔

عدن کے علماء نے گورنر کو قادیانی مبلغ کی خطرناک سرگرمیوں پر مشتمل کئی میموزنڈم ارسال کئے اور اس کو فی الفور ملک سے نکلنے کا مطالبہ کیا۔

مشرقی یورپ میں یہودیوں کی امداد

جنوری ۱۹۳۶ء میں تحریک جدید کے تحت مرزا محمود نے حاجی احمد خان ایاز کو بوڈاپیسٹ (ہنگری) بھیجا۔ مشرقی یورپ کے تمام علاقوں ہنگری پولینڈ وغیرہ میں نازیوں کی یہود مخالف سرگرمیاں عروج پر تھیں

قادیانیوں نے ان پر کڑی نگاہ رکھی۔ اور بہت سے یہودیوں کو ان ممالک سے بحفاظت نکلنے اور فلسطین پہنچنے میں مدد دی۔ قادیانی مبلغ نے وزیر اعظم ہنگری گیباس (Gibás) کے مرنے کے بعد اس کے جانشین کے داران پی (K. Datanyi) اور گریمرین پارٹی

(Avarian Party) کے اراکین کی نازی پارٹی سے ساتھ باز پر اطلاع رکھی۔ قادیانی مبلغ محمد ابراہیم ناصر جسے بعض سیاسی وجوہ کی بنیاد پر امریکی حکومت نے امریکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ فروری ۱۹۳۷ء میں ہنگری مشن کا اسپنارچ مقرر کیا گیا ایسے ہی حاجی ایاز کو حکم روانہ کیا گیا کہ وہ پولینڈ پہنچ جائے۔ مارچ ۱۹۳۷ء کے نازی پلانٹ میں جس کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا تھا۔ اور جس کے سربراہ فرنک زلاسی (France. S. Zalski) تھے۔ مولوی ناصر نے برطانوی انٹلی جنس کے لئے کام کیا انہوں نے نازی عناصر کے خفیہ منصوبے اور ان کی یہود مخالف

سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کیں۔

حاجی ایاز پولیسٹڈ میں برطانوی اور یہودی مفادات کے تحفظ کے کارروائیاں کر رہا تھا۔ پولیسٹڈ کی انٹلی جنس نے اس کی تخریبی کارروائیوں کی اطلاع پاکر حکومت کو رپورٹیں روانہ کیں۔ اسی دوران اس کا ویزا ختم ہو گیا۔ قادیانی مبلغ کچھ روز اور ٹھہرنا چاہتا تھا لیکن حکومت نے اس کے ویزے میں مزید توسیع کرنے سے انکار کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اسے ملک سے نکال دیا جائے۔

جنوری ۱۹۳۸ء میں یہ صیہونی گمشتہ چیکوسلوواکیہ چلا گیا۔ جہاں صیہونی عالمی تنظیم پڑے پھرتے پر یہودیوں کو نکالنے اور فلسطین بھجوانے کی تدابیر کر رہی تھی۔ قادیانی مبلغ نے اس علاقے میں ٹکنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن وارسا کی انٹلی جنس نے اس کو ٹھہرنے نہ دیا مجبوراً اس نے قادیان کی راہ لی۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ قادیانیوں نے خفیہ اور اعلانیہ طور پر اٹلی کی فسطائی حکومت اور نازی حکومت کے خلاف سازشیں کیں۔ اٹلی جنس یہودی جلاوطن دستے اور قادیانی مبلغین برطانوی سامراج کے تسلط و اقتدار کے قیام کیلئے ایک دوسرے کے دست و بازو تھے اور مل جل کر کام کرتے تھے۔ یہ لوگ ہر ملک میں جا کر اپنے انداز سے وہاں کے حالات کا گہرا مشاہدہ کرنے کے بعد تخریبی سرگرمیوں کا آغاز کرتے تھے۔ برطانوی نو نصل خانے سفارتی مراکز خفیہ یہودی تنظیموں کے اڈے اور قادیانی مشنوں نے ایک ایسا جال بچھا رکھا تھا جس میں آزادی کے متوالوں کو بچھانسا جاتا اور ابھرتی ہوئی تحریکوں کا قلع قمع کیا جاتا تھا۔

اپریل ۱۹۳۶ء میں مرزا محمود نے مولوی محی الدین کو البانیہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں اٹلی اور البانیہ کے تعلقات مستحکم ہو رہے تھے لیکن مسلمان احمد روغوبے کی حکمرانی کے خلاف نفرت کا اظہار کر رہے

البانیہ اور یوگوسلاویہ
میں سازشیں

تھے۔ البانیہ کی جنوبی ریاستوں میں مسلم رہنماؤں کی ایسی تحریکات جاری تھیں جن کا مقصد سیاسی حقوق کا تحفظ تھا۔ قادیانی مبلغ محی الدین نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو توڑنے اور اس علاقے کو سامراجی

تسلط میں لانے کے لئے جہاد کی تیاری اور برطانیہ کی اطاعت پر مشتمل کچھ مواد شائع کر پایا جس کی پاداش میں اسے ملک سے نکال دیا گیا۔ جہاں سے یہ پہلے بلگرام اور یوگوسلاویہ (اور پھر البانیہ چلا گیا۔ البانیہ میں اس سرحدی عوام کو برطانوی سامراج کے اقتدار کی خوبیوں سے روشناس کرانے کا سلسلہ شروع کیا اس بوڈاپسٹ (دارالحکومت ہنگری) کے ایک سامراجی جاسوس شریف دوتسا کو ساتھ ملا کر جولائی ۱۹۳۷ء میں البانیہ کے قریبی علاقے کو سوا میں استعماری اڑا جایا۔ یہ علاقہ یوگوسلاویہ کے ماتحت تھا۔ یوگوسلاویہ کی حکومت کو قادیانیوں کی سرگرمیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے ۵ جون ۱۹۳۸ء کو انہیں ملک سے نکلنے کا حکم دیا۔ جہاں سے یہ بلغاریہ چلا گیا۔ شہر صوفیہ میں ایک ماہ رہنے کے بعد اٹلی کے لئے روانہ ہوا۔ اور جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو مصر پہنچ گیا۔

مولف تاریخ احمدیت قادیانی مبلغ کی نام نہاد تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں رقم طراز ہیں:-

”مولوی محمد دین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) کی آواز پر ۱۹۳۵ء میں البانیہ گئے جہاں فرماں روا احمد زورغوا اور علاقے سرحدی پٹھانوں کی ماتحت تھے۔ ۱۹۳۶ء میں لوگوں نے پولیس میں رپورٹ کر دی۔ کہ نووارد جہاد مبلغ کا قائل نہیں اور لوگوں میں اس کے خلاف خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اچانک ایک روز پولیس نے مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر طویل گفتگو کی اور نقل و حرکت پر پابندی لگا دی اور کہا کہ افسران بالا کے احکام کا انتظام کریں۔ چند دنوں بعد پولیس نے مولوی صاحب کو البانیہ سے یوگوسلاویہ کی سرحد میں داخل کر دیا۔ آپ سرمن کی ہدایت پر البانیہ اور یوگوسلاویہ کے خط فاضل علاقے میں تبلیغ کرتے رہے۔ ہنگری کے شریف دوتسا کے مشورے سے ایک شخص سے شرکت کر کے چائے کی دکان کھول لی جو تبلیغی اڈے کے طور پر استعمال کی گئی۔ شریف دوتسا بلگرام میونسپل کمیٹی کے ممبر تھے۔ اور ان کا چھوٹا بھائی فوج میں لفٹیننٹ تھا۔“

قادیانی مولف مزید فرماتے ہیں کہ ”حالات نے یک دم یوں پلٹا دکھایا کہ البانیہ کی پولیس کے کان بلگرام پولیس کے پاس پہنچ گئے۔ مولوی صاحب اس وقت مرکز سے باہر تھے۔ پولیس کے شبہ کوئی کی گنجائش نکل آئی۔ اور انہوں نے بار بار چکر لگانے شروع کئے۔ اور آخر کار گرفتار کر کے ۲۴ گھنٹے

کے اندر اندر بلغراد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شریف دو تہا اور اس کا بھائی اس سیاسی معاملہ میں کچھ بدو
 نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ان کو الگ رہنے کی ہدایت کی۔ اور صرف یہ کہا۔ "اگر آپ میرے
 شریک کار سے میری رقم نکلوا دیں تو سفر کی آسانی رہے گی۔ ہو یا یہ کہ وہ شخص پولیس کی آند دیکھ کر سب کچھ
 فروخت کر کے دکان بند کر کے بھاگ گیا۔ پولیس نے مولوی صاحب کو یونان کی سرحد میں داخل کر دیا جہاں سے
 وہ اٹلی میں ملک محمد شریف کے پاس چلے گئے۔"

شریف دو تہا کو جولائی ۱۹۳۶ء میں البانیہ کی کمیونسٹ حکومت نے ان کے خاندان سمیت قتل کر دیا
 البتہ اس کا لٹر کا بہرام بعض قادیانی فوجیوں کی مدد سے سامراجی غلبہ و تسلط کے قیام کے لئے البانوی
 حکومت سے برسرِ پیکار رہا۔ اس کا ذکر مرزا محمود نے ایک خطبہ میں کیا ہے۔

یکم فروری ۱۹۳۶ء کو تحریک جدید کا مبلغ محمد شریف گجراتی سپین کے لئے
 روانہ ہوا۔ ۱۹۳۴ء میں سپین کے علاقہ بارسیلونہ میں عام ہڑتال کی
 گئی اور سوشلسٹ عناصر نے میڈرڈ میں فسادات کرائے۔ ستمبر

سپین اور اٹلی میں
 جاسوس مبلغ

۱۹۳۵ء میں لورو (Loro) کی کابینہ کے خاتمے کے بعد سپین میں خانہ جنگی شروع تھی۔ سپین اسی
 زمانے میں قادیانی مبلغ میڈرڈ پہنچا۔ جنرل فرانکو اقتدار حاصل کرنے کے لئے نبرد آزما تھے۔ اطالوی
 جرمن اور برطانوی سامراج اس سول وار سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ "حالات زیادہ بخود بخود ہو گئے۔ تو برطانوی سپر میڈرڈ نے آپ
 کو سفارت خانہ بلا یا اور برٹش سعایا کے ساتھ آپ کو بھی حکماً دار الحکومت میڈرڈ سے لندن بھجوا یا۔"
 ایک ہفتہ لندن گزارنے اور تازہ ہدایات حاصل کر کے ملک شریف جبرالٹر روانہ ہوئے۔ جہاں
 حکومت کی خاص پابندیوں کے باعث اسی جہاز میں فرانس کی ایک بندرگاہ میں اترے۔ آپ نے
 مرزا محمود سے قادیانی رابطہ قائم کیا۔ مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اٹلی چلے جائیں۔

سپین میں قادیانی مبلغ نے میڈرڈ پارا سیوسی ایشن کے صدر کو قادیانی بتایا اور ان کا نام

کونٹ غلام احمد رکھا۔ قادیانی کونٹ نے ایک طویل عرصہ تک کمیونسٹوں کی تحریکات پر نظر رکھی اور برطانوی سفارت خانے کے آلہ کار کے طور پر کام کیا۔ اور پھر سپین سے فرار ہو کر البانیہ چلا گیا۔ قادیانی مبلغ ملک شریف لکھتے ہیں۔

”کونٹ غلام احمد کو سپین سے نکلنا پڑا۔ عرصہ کے بعد البانیہ منہجے جہاں اپنی عمر کا باقی ماندہ حصہ بسر کر کے عین اس وقت آپ کی وفات ہوئی جب کہ یہیں جنگ عالم گیر ثانی کے دوران دشمن کے قیدی کیسیوں میں بے کسی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپ کی اہلیہ آمنہ کو میڈرڈ پولیس نے گرفتار کر کے ہر روز ڈراؤ دھمکاؤ کے ساتھ گولی سے اڑا دینے کی دھمکیاں دیں اور یہی بتایا جاتا رہا کہ اگلی صبح آپ کو گولی مار کر اڑا دیا جائے گا۔“

جنگ عظیم کے دوران قادیانی مبلغ اپنی شرمناک سرگرمیوں کے باعث اٹلی کی قید میں رہا۔ جب اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی اور ان کی افواج اٹلی کے شہر فلارسن میں داخل ہوئیں تو مبلغ مذکور نے ایک ہندوستانی کمانڈر سے رابطہ پیدا کر کے رہائی حاصل کی۔ اس کی قادیانی بیوی سلیمہ خاتون بھی قید میں تھی اسے بھی رہا کر دیا گیا۔ بعد میں یہ دونوں انڈین آرمی ایجوکیشن کے تحت فلارسن یونیورسٹی میں لیکچرر مقرر ہوئے۔

قادیانی مبلغ اپنی خدمات اور کارکردگی کی بدولت اٹلی میں کام کرنے والے اتحادی کمیشن کے سربراہ اپریل ۱۹۴۷ء تک کام کرتا رہا۔ اس دوران مرزا محمود نے دو نئے مجاہد ماسٹر محمد ابراہیم خلیل اور مولوی محمد عثمان اٹلی روانہ کئے اور ملک شریف کو دوبارہ اٹلی کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ یہ دو مجاہد ”سلسلی کے مخصوص حالات کے باعث میسینہ (Massina) بھیجے گئے۔ لیکن وہاں کی حکومت نے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر انہیں ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ بعد ازاں اس حکم کو مقامی حکام اعلیٰ سے مل کر منسوخ کر دیا گیا اور جلد ہی اٹلی مشن بند کر دیا گیا۔

قادیانی مبلغ کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں جس سے حقیقت تبلیغ آشکار ہوتی ہے۔ ناظم تحریک جہاد کو اٹلی سے لکھتے ہیں۔ کہ عیسائی فرقے سینا کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ”میرا ارادہ ہے کہ تحریری تقریر

اور نمائشی ذرائع سے احمدیت کی تبلیغ کی جائے۔ زمانہ گزشتہ کے مذاہب اور ان کے لیڈرز تمام نمائش میں آجائیں (سینما کے رنگ میں معلوم ہوتا ہے) تحفہ پرنس آف ویلز پڑھنے پر مجھے ایک کتاب فلم کے اصول پر لکھنے کا خیال ہے اس کا نام

(British Empire in 2000)

دربطانوی حکومت ہمیشہ کے لئے ہوگا اس میں حکومت انگلشیہ کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ موجودہ زمانہ بین بین الاقوامی تمدن اور اخلاق صحت احمدیت کی پیروی میں ہے۔

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مارچ ۱۹۳۶ء میں سپین کا قادیانی مشن

بند ہو چکا تھا اور مبلغ سپین ملک محمد شریف گجراتی اٹلی میں مقیم

تحقیق پولیس کی نگرانی

تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مرزا محمود نے لندن سے وسط ۱۹۴۶ء میں بحریک جدید کے دو مبلغ مولوی کرم الہی ظفر اور مولوی محمد اسحاق کو سپین کے دارالحکومت میڈرڈ روانہ کیا۔ تاکہ اس مشن کو دوبارہ کھولیں لیکن یہ مشن خاص پولیس کی نگرانی میں کام کرتا رہا۔ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

" ۱۹۴۵ء میں جرمنی کی شکست کے بعد جب بین الاقوامی سیاست نے پلٹا دکھایا تو اس ملک (سپین) کی خارجہ پالیسی میں کسی قدر پچک پیدا ہو گئی۔ اور اس نے اسلام کے نام سے انتہائی نفرت کے باوجود شام، شرق اردن، سعودی عرب اور ترکی وغیرہ مسلم ممالک سے سفارتی تعلقات قائم کر لئے اس طرح خدا کے فضل و کرم سے اگرچہ مبلغین احمدیت کو بھی سپین میں داخلہ کی اجازت مل گئی مگر خفیہ پولیس مشن کی خاص نگرانی پر متعین کر دی گئی ہے۔"

قادیانی مبلغ محمد الدین البانیہ اور بلگرڈ میں سامراج کی مہات کو پروان چڑھانے کی پاداش میں وہاں سے نکالے

مکہ مکرمہ میں قادیانی جاسوس

گئے اور اٹلی میں ملک شریف کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ اٹلی میں انہیں شریف دو تسملا جس کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ۱۹۴۶ء میں اسے تمام خاندان سمیت البانوی حکومت نے قتل کروا دیا تھا۔ شریف دو تسملا نے انہیں معقول رقم دے کر اٹلی سے بلا کر ایہ مکہ جانے والے جہاز میں حجاز بھجوا دیا۔ مکہ میں

انہوں نے ایک مکان کراہ پیرے لیا اور چپکے چپکے برطانوی سفارت خانے کے اشارے پر کام کرنے لگا۔ انہوں نے اعلیٰ حکام تک رسائی حاصل کی۔ حتیٰ کہ جلالتہ الملک شاہ سعود کے ہندوستانی ملاقاتیوں کے ترجمان بن گئے۔ اور کئی خفیہ راز قادیان کو بھجواتے رہے۔ یہ قادیانیوں کی بڑی جسارت تھی۔ بہر حال ایک طرف تو یہ قادیانی شاہ سعود کے ترجمان ہونے کے فرائض ادا کر رہا تھا دوسری طرف قادیانی عناصر ایک عرصے سے سعودی حکومت کے خلاف مکر وہ پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۲۶ء سے شروع ہوا تھا۔ جب قادیانیوں نے ابن سعود کے مقتدر صاحب زادے امیر فیصل کو انگلستان میں قادیانی مسجد ضراب کے افتتاح کی دعوت دی جسے آپ نے مسترد کر دیا۔ اس کو بنیاد بنا کر سعودی حکومت کے خلاف زہرا کھلا جاتا رہا۔ مرزا محمود نے کئی قادیانی مکہ و مدینہ میں سازشوں کے لئے تعینات کر رکھے تھے بعض کوچ کے مواقع پر انگریزوں سے ساز باز کر کے روانہ کیا جاتا۔ ۱۹۲۹ء میں مرزا محمود نے جماعت احمدیہ پانڈنگ (سامٹرا) کے ایک قادیانی ڈمنگ ڈاکو کو مولوی رحمت علی قادیانی کے ہمراہ مکہ بھجوا دیا۔ جہاں ارتداد کی تبلیغ اور مذہب سیاسی کارروائیوں کی بنا پر مکہ کی حکومت نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح کئی اور قادیانیوں کو بھی سعودی حکومت ان کی سازشوں اور نبوت کا ذریعہ کی تبلیغ کی بنا پر گرفتار کر کے جیل بھیجتی رہی۔

قادیانی مبلغ محمد الدین نے رفتہ رفتہ پریچر کے نکلے۔ اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کی لیکن اسی دوران اس کی سرگرمیوں کی اطلاع پاکر اس کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا مولف تاریخ احمدی لکھتے ہیں:-

"ایک روز کسی نے پولیس کو اطلاع دے دی کہ ہندی اور عرب لوگ اکثر اس ہندی مولوی کے پاس آتے ہیں۔ یہ انگریزوں کا جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ پھر کیا تھا پولیس نے فوراً مولوی صاحب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ جیل حیوانوں کے لئے بھی موزوں نہ تھی۔ چہ جائے کہ اس میں انسانوں کی بسراوت ہوتی تھی۔ کھانا کم اور روٹی ملتا تھا۔ اور وہ بھی بے قاعدہ۔ جیل کے قیدیوں کو کوڑے بھی ننگے بدن پر مارے جاتے تھے۔ اور لوگوں کے چلانے کی آواز جیل کے کونوں تک سنائی دیتی تھی۔ مولوی صاحب نے

۱۔ تاریخ احمدیہ جلد ۱۰ ص ۱۰۰
۲۔ افضل قادیان ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء اور افضل قادیان ۱۷ ستمبر ۱۹۳۷ء

لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے اس بار اور برہنگی سے محفوظ رکھا ایک ہفتہ بعد ہندوستانی
تو نسل سید دل شاہ صاحب مقیم جدہ کی کوشش سے رہائی حاصل ہوئی۔
برطانوی مداخلت سے رہا ہونے کے بعد ۱۹۲۲ء میں مولوی قادیان آئے۔ اس سال کے اواخر میں جب
جنگ عظیم دوم جاری تھی۔ مرزا محمود تھے نہیں کوڈرین (جنوبی افریقہ) جانے کا حکم دیا۔ یہ شخص برطانیہ کے
نیول اسٹی جنس جہاز میں جا رہا تھا۔ جسے جرمن کی آبدوزوں نے غرق کر دیا۔ اس طرح یہ قادیانی مبلغ مزید
سازشوں کی انجام دہی سے پہلے ہی ڈوب مرا۔

افغانی جاسوس | یورپ کے علاوہ ایشیا کے کئی علاقوں خصوصاً افغانستان میں جنگ عظیم
کے دوران قادیانیوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔

۱۵ فروری ۱۹۳۹ء کو قادیان سے ایک تربیت یافتہ جاسوس ولی داد کو کابل روانہ کیا گیا۔ لیکن ان کے
خاندان کو اس تخریب کاری کا علم ہو گیا انہوں نے غیرت ایمانی کے تحت اس کو قتل کر کے اس کی بے گور و کفن
لاش کہیں پھینک دی تھی۔

برطانیہ کے وقادار | افریقہ میں قادیانیوں نے استعماری طاقتوں کی شہ پر پہلی جنگ عظیم کے
زمانے ہی سے کام شروع کر دیا تھا چونکہ یہ علاقہ کئی سالوں سے استعماری

کی سیاسی ریشہ دوانیوں کا مرکز تھا اس لئے انہیں پھلتے پھولنے کے خوب مواقع میسر آئے۔ ۱۹۲۱ء میں
افریقہ میں باقاعدہ مشن قائم کیا گیا اور لندن سے مولوی عبدالرحیم نیر کو ناٹجیر یا روانہ کیا گیا۔ قادیانی مشنوں
کی غرض و غایت ایک نہایت مستند تاریخ "دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام" مولفہ ہولٹ، ایمپٹن اینڈ
لیوس، لندن نے بڑی عمدگی سے بیان کی ہے۔ مولفین رقم طراز ہیں :-

"پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے ساحل لیبیا تک پہنچے۔ جہاں لیبیا
اور فری ٹاؤن کے چند نوجوان ان تک پہنچے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی بار ہندوستانی مشنری وہاں آئی۔ اگرچہ یہ لوگ
کسی عقیدے کا پرچار نہیں کر سکے۔ لیکن ان کا ارادہ مسلم آبادی کے اندرونی علاقوں میں قدم جمانا تھا۔

یہ لوگ زیادہ تر جنوبی۔ نائجیریا۔ جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سرگرم عمل ہے۔ ان لوگوں
ان مسلمانوں کے دستوں کو مضبوط کیا۔ چونکہ مملکت برطانیہ کے حدود و قیادار تھے۔ اور ان علاقوں
اسلام کو جدید تقاضوں سے ہم کنار کرتے رہے۔ (اردو ترجمہ)

ایشیا اور افریقہ میں جہاں جہاں برطانوی نوآبادیات تھیں وہیں قادیانیوں نے اپنے مشن قائم
اور برطانوی حکام نے ان کی ہمہ طور مدد کی۔ بیرون ملک کے مسلمان اب بھی اس بات پر حیران ہوتے
قادیانی مشن انہی علاقوں میں کیوں ہیں جہاں انگریزوں کا نوآبادیاتی پرچم لہرایا کرتا تھا۔ فرانسیزیوں یا
علاقوں میں کیوں نہیں؟ (تذکرہ افریقہ از بریگیڈیر گلزار احمد ص ۲۸) ان نوآبادیات میں قادیانیوں
کی سرپرستی کا جو عالم تھا اس کا اجمالی ذکر اسلام ان افریقہ کے مصنف جے پینٹر ٹرننگم کے
میں سینٹے :-

" احمدیہ مشنری مرزا مبارک احمد کے زیر قیادت ۱۹۳۲ء میں ممباسہ پہنچا۔ سال کی فضا کو اپنے
پروپیگنڈے کے لئے انتہائی موزوں پا کر انہوں نے اگلے بتورہ میں اپنا مرکز بنایا۔ ۱۹۳۷ء میں
میں ایک سکول قائم ہو گیا۔ اور ۱۹۳۸ء میں (انگریز کی نوآبادیاتی حکومت) نے گرانٹ دینی شروع
لیکن اس آبادی پر یہ بھید کھل چکا تھا کہ یہ لوگ شریعت اسلامی سے منحرف ہو چکے ہیں اس نے ان
سرگرمیوں کی زیر دست مزاحمت کی۔ یہاں تک کہ انہیں اپنا سکول بند کرنا پڑا۔" (ص ۱۰۹)

۱۰ کیمرج ہسٹری آف اسلام ص ۲۰۰

۱۱ اردو ڈائجسٹ لاہور۔ جولائی ۱۹۷۲ء مقالہ "سیاست کی خفیہ نذر ہے تنظیم۔ از آبدشاہ پوری

جنگ عظیم دوم اور قادیانی تنظیم کا

ستمبر ۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم دوم چھڑ گئی۔ جرمنی کی نازی حکومت یہودیوں کو ملک سے نکالنے کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا تھی۔ صیہونیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جرمن یہود کو فلسطین میں بسانے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔ سابق وزیر اعظم اسرائیل لیوی ایٹیکول جرمنی جانا اور بعض نازی فیسروں سے ساز باز کر کے یہودیوں کو نکال لانا۔ یہودی مصنفین ڈیوڈ اینڈ کیمش (David Kimsh) اپنی کتاب خفیہ راہوں (Secret Paths) میں انکشاف کرتے ہیں کہ یہودی وفد جرمنی میں یہودیوں کو بچانے کے لئے نہیں جاتے تھے بلکہ وہ ان نوجوانوں اور عورتوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے جو فلسطین جانے پر آمادہ ہوں اور فلسطین میں یہود کی جدوجہد اور معرکہ آرائیوں میں ان کی مدد کریں اور انہیں قیادت مہیا کرنے کے اہل ہوں۔

فلسطین میں دہشت پسند یہودی تنظیموں ہگانہ اور سٹرن نے ظلم و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جنگ کے آغاز ہی میں ان کی سرگرمیاں بام عروج کو پہنچ گئیں۔ یہودی ایجنسی کی مجلس عامہ نے برطانیہ پر دباؤ ڈالا کہ ایک خالص یہودی فوج تیار کرے جس کا الگ جھنڈا ہو سکے یا ورنہ اسی زمانے میں مرزا محمود نے نیم فوجی قادیانی تنظیم شبل لیگ کو منظم کیا۔ جس کا جھنڈا 'لوائے احمدیت' تھا۔ یہودی چاہتے تھے کہ وہ اپنی الگ بٹالین تیار کر کے برطانیہ کی طرف سے لڑیں۔ اس کے برعکس عربوں کی اکثریت انگریز اور اس کے اتحادیوں کی سخت مخالفت اور محوری طاقتوں کی حامی تھی۔ جو عرب انگریزی فوج میں بھرتی تھے ان کی بڑی تعداد اسلحہ، رائفلیں اور دیگر سامان لے کر فرار ہوتی رہی اور اکثر

لہوائی، ایوانو، کاشن زیونزم، ماسکو، ۱۹۶۶ء میں، دی ہگانہ، نیویارک، ۱۹۶۶ء، اے ہسٹری آف پلٹائن، ۳۲۳

مواقع پر متحد ہو کر انگریزی فوج کے خلاف صحت آرائی ہوئی۔ یہودیوں نے ۲۱ ہزار سے زائد آدمی فوراً
میں بھرتی کرائے۔ جنگ کی افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے فلسطین پر گرفت مضبوط
کر لی۔ برطانوی انتظامیہ کی کمزوریوں سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا۔ جیوش ایجنسی نے جنگ
آخری سالوں میں ہنگامہ کے پانچ ہزار رضا کار دستوں نے مدد سے ایک متوازی شینڈو گورنمنٹ
کر لی۔

قادیانی خدمات

جنگ عظیم کے آغاز سے ہی جہاد کی مخالفت، برطانوی صیہونی آلہ کار جماعت
نے انگریز کو اپنی ہر نوع کی حمایت کا یقین دلایا۔ جنگ عظیم اول کی طرح
قادیانی برطانوی کمپنیوں کے ساتھ جاسوسی اور خفیہ خبر رسانی کے لئے تعینات کر دئے گئے۔ کچھ مبلغ
کے بھیس میں اتحادیوں کے مخالف مالک اور کمیونسٹ علاقوں میں چلے گئے۔ تاریخ احمدیت کے
لکھتے ہیں کہ مرزا شریف احمد نے سندوستان کے طول و عرض سے بھرتی کے لئے قادیانیوں کو جو
اور جہگی اغراض کے لئے چندہ اکٹھا کیا۔ ۱۶ ہزار آدمیوں کی بھرتی دی گئی۔ جن کا سالانہ چندہ
لاکھ کے قریب پہنچ گیا۔ مولف مذکور رقم طراز ہے کہ احمدی سپاہیوں نے اندرون اور ملک کے
مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں فرس شناسی، شجاعت اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ اس
انہیں ہانگ کانگ وغیرہ علاقوں میں ہندوستانی فوجیوں کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اور
کی قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ بابو بھاش چندر بوس کی آئی۔ این۔ اے کے خلاف
قادیانی سازشوں کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

سیاسی جوڑ توڑ کا مرکز

جنگ عظیم کے ایک سال بعد (۱۹۲۰ء) قادیان میں جو
جوڑ توڑ جاری تھا اور سامراج کے لئے جو خدمات
دی جا رہی تھیں لاہوری مرزائیوں کے اختیار پیغام صلح لاہور نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر
قادیانی جماعت کی ترقی اور قادیان کی موجودہ شان و شوکت کی حقیقت ہمیں خوب
طرح معلوم ہے۔ اس میں شک نہیں قادیانی جماعت تعداد کے لحاظ سے بہت ترقی کر رہی ہے۔

اور اس کی تنظیم کا غلغلہ بہت بلند کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس ترقی و تنظیم کی حیثیت ہمارے نزدیک کیا ہو سکتی ہے جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کثرت تعداد کے باوجود قادیانی جماعت خدمت دین اور اشاعت قرآن کی سعادت سے روز بروز محروم اور دور ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی بجائے سیاست کا شوق ترقی کر رہا ہے۔ خدمت دین کے جنوں اور شوق کی بجائے اس جماعت کو سیاسی فتنوں اور الجھنوں نے پوری طاقت سے جکڑ لیا ہے۔ قادیان کی شان و شوکت کا خلا صہ یہ ہے کہ اس میں قصرِ خلافت کی عمارت کھڑی کر لی گئی ہے جناب خلیفہ صاحب اور دوسرے لوگوں کی شاندار کوششیں تعمیر ہو گئی ہیں۔ اس کی آبادی بڑھ گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبوں کی انسو سناک روش کی بدولت اس کی نیک شہرت برباد ہو رہی ہے اس بستی کے ماحول پر روحانی پاکیزگی اور اسلامی سادگی کی بجائے قادیانی نظام حکومت کا نوابی تشدد مسلط ہے۔ اب قادیان میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے وسائل اور طریقوں کی بجائے سیاسی جوڑ توڑ اور مقدمہ بازی کی سیکمیں سوچی جاتی ہیں۔ اس شان و شوکت اور ان سر بلبک عمارتوں کو کیا کیا جائے جن میں غلبہ اسلام کے کسی کام کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

جنگِ عظیم دوم کے دوران ۱۹۴۱ء میں محوری طاقتوں کا دباؤ مشرق وسطیٰ کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جرمن افواج جنرل رومیل کی زیر کمان ۲۱ جون ۱۹۴۱ء کو طبرون کے قلعہ پر برطانوی افواج کو شکست فاش دے کر مصر کے اندر العالمین تک پہنچ گئیں۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں عربوں نے زیادہ تر محوری طاقتوں (جرمنی، اٹلی وغیرہ) کا ساتھ دیا۔ اور برطانیہ اور اس کے اہلیقوں کی مخالفت کی۔ مفتی اعظم فلسطین لبنان میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے اور وہاں سے فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کی قیادت فرما رہے تھے۔ برطانیہ نے فرانس پر دباؤ ڈالا کہ وہ مفتی اعظم کو ان کے حوالے کر دے۔ کیونکہ ان کی سرگرمیاں جنگ کے ایام میں تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ فرانس اس بات پر رونا مند ہو گیا۔ کہ وہ آپ کو اپنے زیر انتداب علاقے لبنان سے گرفتار کر کے انگریز

مفتی اعظم کے
خلاف جاسوسی

کے حوالے کر دے۔ مفتی اعظم کو کسی طرح سے یہ خبر پہنچ گئی۔ آپ فرانس میں حکام کی آنکھوں میں دھواں جھونک کر عراق پہنچ گئے۔ عراق کا وزیر اعظم نوری السعید انگریز کا حامی تھا۔ اس نے بظاہر تو آپ کو خوش آمدید کہا۔ لیکن دل ہی دل میں بہت گھبرایا۔ البتہ عراق کے فوجی کمانڈر رشید الگیلانی ان کے سخت دشمن تھے۔ مفتی اعظم سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ آپ نے جنگ کے ایام میں عراق میں فلسطینی مجاہدین کی عسکری تربیت کا انتظام کیا اور انہیں ایک خاص زبردست فوجی دستے میں تبدیل کر دیا۔ اپریل ۱۹۴۱ء میں رشید گیلانی نے عراقی حکومت کا تخت الٹ کر برطانوی سامراج کے اقتدار و تسلط کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس واقعے سے برطانیہ کو سخت تشویش لاحق ہوئی۔ اس نے فوراً اپنی فوج کی ایک خاصی تعداد سے عراق پر پہلہ بول دیا۔ قادیانی مفتی اعظم کے پیچھے سائے کی طرح لگے ہوئے تھے عراق کا قادیانی مشن جنگ کے دوران پوری استعداد کے ساتھ اتحادیوں کے لئے کام کر رہا تھا۔ مفتی اعظم نے جب رشید الگیلانی کی حمایت کا اعلان کیا تو برطانوی آلہ کاروں نے ان کے خلاف وہ طوفان بدتمیزی اٹھایا جس کی مثال ملتی مشکل۔ شام میں منیر الحسینی اور فلسطین میں چوہدری شریعت نے برطانیہ نواز عرب پریس میں مفتی اعظم کے خلاف مہم چلائی۔ ہندوستان میں قادیانی پرچوں نے بڑے محتاط انداز میں مفتی اعظم اور رشید گیلانی کے خلاف سب و شتم اور کردار کشی کی تحریک جاری رکھی۔ مرزا محمود نے آل انڈیا ریڈیو سے اس موضوع پر ایک تقریر کی اور مقدس مقامات مکہ مدینہ کے تحفظ کی آڑ لے کر اتحادیوں مخالف عرب ممالک کی باغیانہ سرگرمیوں اور تحریکوں کی مذمت کی اور ان کی روک تھام پر زور دیا۔ ۲۱ مئی ۱۹۴۱ء کو بغداد نے ہتھیار ڈال دیے۔

اندروں عراق انگریز مفتی اعظم کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے لئے باؤ لاہور ہا تھا۔ قادیانی صیہونی اور برطانوی انٹلی جنس سائے کی طرح آپ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اور ہر طرح سے

۱۰ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیے سامی خداوی کی تصنیف 'بیٹر ماروسٹ' نیویارک ۱۹۶۷ء

۱۱ تاریخ احمدیت جلد نہم ص ۲۲۷

آپ کو زک پہنچانا چاہتی تھی۔ مفتی اعظم اپنی یادیں اور تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انگریزوں کے جاسوس اور مخبران کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ جوان کی ہر ایک بات اور نقل و حرکت پر مکمل نظر رکھتے تھے۔ عراق کی وزارت داخلہ میں برطانوی مشیر ایڈوانس (Adams) آپ کو اچک لے جانے کی سازش کر رہا تھا۔ یہودی دہشت پسند تنظیم ارگون کے رضا کار دستہ کا کمانڈر رازیل خاص طور پر اغوا کی نیت سے عراق آیا۔ لیکن آپ ۱۹۴۱ء کے اواخر میں ایران چلے گئے۔ ایران میں برطانوی روسی اثرات بڑھنے لگے تو افغانستان کی حکومت نے ایران میں مقیم اپنے سفیر کی معرفت کابل میں قیام کی دعوت دی۔ افغانستان کے وزیر خارجہ فیض محمد خان سے آپ کی پرانی دوستی تھی۔ یوں بھی مفتی اعظم افغانستان کے جذبہ جہاد و حریت کے بڑے مداح تھے۔ افغانستان میں قیام کے زمانے میں آپ نے فیض محمد خان کے کہنے پر افغانستان اور عراق اور افغانستان اور مصر کے باہمی سفارتی تعلقات استوار کرائے۔ افغانستان میں مرزا محمود نے قادیانی انٹلی جنس کو مفتی اعظم کے پیچھے لگا دیا۔ اور کابل کے برطانوی سفارت خانے میں ملازم ایک قادیانی آپ کی گرفتاری کے لئے سازش کرنے لگا۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ اور اللہ دتہ جالندھری نے اس مہم کو بیڑی سرگرمی سے جاری کیا اور محمد یوسف پشاور میں امیر جماعت سرحد کو اس کا نگران مقرر کیا گیا مفتی اعظم نے اس قادیانی سازش کے بارے میں خود بھی انکشاف فرمایا ہے۔ جب آپ کو پوری طرح سے معلوم ہو گیا کہ ایک ہندی الاصل قادیانی برطانوی سامراج کے اشارے پر آپ کو پکڑنے اور ہندوستان میں قید کرانے کے لئے کام کر رہا ہے۔ جو افغانستان کے برطانوی سفارت خانے میں ملازم ہے تو آپ نے قادیانی سازش کے باعث بادلِ نحواستہ افغانستان کو چھوڑا اور استنبول تشریف لے گئے۔ اور پھر صوفیہ۔ بلغاریہ۔ رومانیہ اور ہنگری ہوتے ہوئے اٹلی پہنچے۔ اٹلی میں مسولینی نے آپ کا استقبال کیا۔

مرکز فخر اللہ کی لندن میں تقریر | ۱۹۴۲ء میں امریکی سینٹ کے ۶۳ ممبروں اور کانگریس

کے ۱۸۱، اراکین نے امریکہ کے صدر روز ویلٹ سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ آزاد یہودی ریاست قائم کرنے کے لئے برطانیہ پر دباؤ ڈالا جائے۔ مئی ۱۹۴۲ء میں امریکی صیہونیوں نے بلیٹ مور پروگرام تیار کیا جس کی رُو سے طے پایا کہ برطانیہ جنگ عظیم کے خاتمے پر فلسطین میں آزاد یہودی ریاست کے قیام کا اعلان کرے۔ ادھر فلسطین میں صیہونی دہشت پسندوں اور سگانہ، ارگون اور سٹرن کے نیم فوجی دستوں نے برطانوی انتظامیہ کو بری طرح سے مفلوج کر دیا۔ کئی سرٹیکس اڑا دیں۔ ریلوے کا انتظام درہم برہم کر دیا۔ تیل صاف کرنے کے کارخانوں پر حملے کئے گئے۔ اور بہت سے عربوں کو قتل کر کے ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ جنگ کے دوران کئی یہودی کمپنیوں کے پاس اسلحہ تیار کرنے کے کارخانے تھے۔ یہودی تاجروں نے لاکھوں روپیہ کی مالیت کا جٹی سامان اور اسلحہ صیہونی دستوں کو ہیا کیا۔ تاکہ وہ عربوں کے قتل عام میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ ۱۹۴۲ء میں سر ظفر اللہ نے لندن میں فلسطین کے مسئلے پر رائل انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل آفیز کے زیر اہتمام چھ ماہوں میں ایک تقریر کی۔ آپ نے فلسطینی فونڈیشن کمپنی کے صدر لارڈ لٹن کے اس خیال کی تردید کی کہ صیہونیوں اور عربوں میں سمجھوتے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک منقولہ کو دہرایا جو عیسائی مذہب میں میاں بیوی کی علیحدگی بذریعہ طلاق کے خلاف تھا۔ یعنی 'وہ جنہیں خدا نے اکٹھا کر دیا ہے انہیں کوئی آدمی الگ نہ کرے'۔ آپ نے اس میں تبدیلی کر کے کہا کہ فلسطین میں جو صورت پیدا ہو گئی ہے ان کا صحیح نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ "جن کو خدا نے الگ الگ کر دیا ہے انہیں کوئی آدمی اکٹھا نہ کرے"۔ آپ لکھتے ہیں کہ ان الفاظ سے ہال قبہوں سے گونج اٹھا اور اس موضوع پر سنجیدہ بحث کا امکان ہی نہ رہا۔

عرب ممالک میں سامراج کے خلاف بغاوتوں نے برطانیہ کو چوکنا کر دیا تھا۔ اس پر حملہ کر دیں گی۔ اور شام پر جرمن قابض رہے تو ترکی محصور ہو جائے گا۔ چنانچہ ۸ جون کو شام اور لبنان پر برطانوی افواج نے حملہ کر دیا گوکہ ۱۱ جولائی ۱۹۴۱ء کو ایک معاہدہ طے پا گیا۔ لیکن ان

تبلیغی کھاتیں

لے نکلتا، دی سیٹ آف اسرائیل ص ۳۷۷ پارکس لے تحدیث نعمت ص ۳۷۷

یہ سفر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے بہتر رہا ہے

سفر اللہ کا دورہ فلسطین

۱۹۴۲ء میں جنگ کا پانسہ اتحادیوں کے حق میں پلٹ گیا۔

مصر کے قریب العالمین میں برطانوی فوجوں نے جرمن

حملہ پسپا کر دیا گیا۔ شمالی افریقہ میں امریکی افواج آگئیں۔ مرزا محمود کی وحی کے مجموعے المبشرات کے مطالعے سے جنگ کے زمانے میں قادیانیوں کے طرز عمل ان کی دعاؤں اور برطانیہ کی فتح کی پیش گوئیوں کے بڑے دلچسپ واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ جنگ کے خاتمہ پر امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے یہودی مسئلہ کے حل کے لئے ٹانگ و دو تیز کر دی۔ اور برطانوی حکومت کو جو مالی اتیری کا شکار اور اس کی رہنمائی مچھوڑ گیا کہ وہ یہودی ریاست کے قیام پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ویسے بھی یہودی علی طور پر فلسطین میں اقتدار جانے کی راہ ہموار کر چکے تھے۔ اور انتدابی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بلکہ ان انگریز افسروں کو عبرت ناک سزائیں دیتے تھے جو ان کی راہ میں حائل ہونے کی جسارت کرتے۔

ان پر آشوب ایام میں سفر اللہ نے فلسطین کا رخ کیا۔ آپ قاہرہ اور بیروت سے ہوتے ہوئے دمشق پہنچے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ شام کے مبلغ کے عزیز محی الدین المحضی تھے۔ دمشق میں آپ نے بدنام زمانہ قادیانی شیخ عبدالقادر مغربی سے ملاقات کر کے بعض سیاسی مسائل پر بات چیت کی۔ اور پھر المحضی خاندان کے دوسرے افراد کو ساتھ لے کر فلسطین پہنچے۔ جبل کرمل اور کبابیر میں قادیانی مبلغ اور ان کے ورکروں سے ملاقاتیں کیں۔ اور فلسطین کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا اس کے بعد صیہونی یہودی ناپذیرہ جماعت جیوش اگھنسی کے سربراہ ڈاکٹر کوہن سے طویل مذاکرات کئے۔ اور اس تاثر کا اظہار کیا کہ اسرائیلی سرگرمیوں کے نتیجے میں عربوں کو آخر کار پسپائی ہوگی۔ اس دورہ کے حالات سفر اللہ کے قلم سے ملاحظہ ہوں اپنی سوانح تحریث نعمت میں لکھتے ہیں:

کبابیر سے مغرب کی طرف سمندر ہی سمندر نظر آتا ہے۔ درمیان میں پہاڑ کی گولائی کی وجہ سے حیفاف کا شہر نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے مسجد احمدیہ میں جو قطعاً آویزاں ہیں ان میں سے دو پر حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الہامات درج ہیں۔

”یدعون لک ابدال الشام۔ اور میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

اس مسجد کا جائے وقوع زبان حال سے اس الہام کی تصدیق کرتا ہے۔

کیا بیر سے ہم یروشلم گئے۔ ایڈن ہوٹل میں قیام ہوا۔ الیڈرٹی الدین المحسنی دو تین عرب زعماء کو مجھ

سے ملنے کے لئے ایڈن ہوٹل لائے۔ ان حضرات نے مشورہ دیا کہ میں اپنا قیام ولاروز میری

(village Mary) میں جو ایک عرب ہوٹل ہے منتقل کر لوں۔ کہا ایڈن ہوٹل میں آزادی سے بات

چیت نہ ہو سکے گی۔ اور ولاروز میری میں ہمارے لوگ بلا تکلف نہیں مل سکیں گے اور آزادی سے بات

چیت کر سکیں گے۔ چنانچہ میں ولاروز میری میں منتقل ہو گیا۔ تین دن وہاں ٹھہرا۔ اس طرح زعماء سے ملاقاتیں

ہوئیں۔ اور سکہ فلسطین کے مختلف پہلوؤں کے متعلق عرب نقطہ نگاہ سے واقفیت ہوئی۔ عرب اداروں

کے دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ عرب نقطہ نگاہ کو تفصیلی اور واضح طور پر مسٹر سنہری کیتان نے بیان کیا۔ جو

فلسطین کے وکلاء میں بہت ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ بعد میں بھی بیروت اور دمشق میں

ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ کیا بیر سے یروشلم آتے ہوئے راستے میں کچھ یہودی بستیاں پڑتی تھیں۔ ان کو بھی

دیکھا۔ یروشلم میں یہودی ادارے بھی دیکھے۔ یروشلم سے کوئی پندرہ میل کے فاصلے پر ایک روسی

اشتراکی بستی تھی۔ اس کے دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہودی انجینسری کے ڈاکٹر کوہن سے بھی ملاقات

اور تبادلہ خیالات ہوا۔ اسرائیل سرگرمیوں کو دیکھ کر میرا تاثر یہ تھا کہ جس سرعت سے یہ لوگ اپنے

پاؤں جا رہے ہیں اس کا نتیجہ عربوں کی پسپائی ہو گا۔

اینگلو امریکن کمیٹی

۱۹۴۵ء میں برطانیہ کی لیبر حکومت پر امریکی صدر ٹرومین نے مسلسل زور دیا

کہ وہ یہودی مسئلے کو حل کرے۔ کیونکہ نازی پارٹی کے یہود کے قتل عام اور

جرمنی سے ان کے اخراج کے بعد یہ سوال نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ جس کا جلد تصفیہ ہونا چاہئے

برطانوی وزیر اعظم اینٹلی نے امریکہ کے تعاون سے ایک کمیٹی کی تشکیل پر اتفاق کر لیا۔ تاکہ اس مسئلے

کا جائزہ لینے کے بعد یہودی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے اور فلسطینی مسلمانوں کی تشریح آزادی

کو صیہونی غنڈوں نے مفلوج کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی نامساعد حالات اور بے بس و سامانی کاشتکار تھے۔ عرب لیگ وقتاً فوقتاً ان کے حق میں آواز اٹھا رہی تھی۔ اینگلو امریکی کمیٹی کے قیام کی سازش کے موقع پر عرب لیگ کی کمیٹی نے فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کی مکمل حمایت اور فلسطین کو آزاد عرب ریاست کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا اور جس کے ساتھ کئی گئے معاہدہ نوزان (۱۹۲۷ء) کو بنیاد بنایا گیا۔ کمیٹی نے فلسطین کی کالعدم عرب بائو کمیٹی کے عرب لیگ کے تحت از سر نو احیاء کا اعلان کیا اور اس کی صدارت کی کرسی مفتی اعظم کے لئے خالی رکھی۔ جو اس وقت فرانس کی قید میں تھے۔

خفیہ دستاویزات | جنوری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں برطانیہ نے ۳۰ سالہ پرانی سرکاری دستاویزات کو اپنی روایت کے مطابق سپیک ریکارڈ آفس لندن کے حوالے کر دیا۔ یہ دستاویزات ۱۹۴۶ء کی ایٹلی حکومت کے خفیہ وزارت مشاورت و مذاکرات پر مشتمل ہیں۔ البتہ تیس سال پہلے کی بعض خفیہ دستاویزات جن کا تعلق فلسطین میں برطانوی انتداب اور اینگلو امریکن اور اینگلو صیہونی روابط سے ہے۔ ابھی تک منظر عام پر نہیں آئیں اور انہیں بدستور احساس قرار دے کر آئندہ بیس سالوں کے لئے صیغہ راز میں رکھ دیا گیا ہے۔ جو ریکارڈ منظر عام پر آیا ہے اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی سے فرار ہونے والے متمول یہودی خاندانوں کی کثیر تعداد امریکہ میں آباد ہو گئی تھی۔ امریکہ کے یہودی مملکت کی تشکیل کے حامی اور مؤید ہونے میں ان کے دباؤ کو خاصا دخل تھا۔ برطانیہ اپنے جنگ کے حلیف امریکہ کو اپنی معاشی کمزوریوں کے باعث ناراض کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا یہ

دراصل ۱۹۴۶ء ہی وہ سال ہے جب امریکہ برطانیہ اور ان کے حلیف ممالک نے وہ تمام اقدامات مکمل کئے جو برطانوی انتداب کے خاتمے اور صیہونی ریاست اسرائیل کی تشکیل کا موجب بنے۔ اگر برطانیہ اس سلسلے کی ساری دستاویزات سامنے لے آتا تو صیہونی تاریخ اور قادیانی روابط کے کئی گوشوں کی نقاب کشائی ہو جاتی۔

قادیانی میمورنڈم

نومبر ۱۹۴۵ء میں کمیٹی نے فلسطین میں کام شروع کیا۔ اس کے چھ امریکی اور چھ برطانوی ممبر تھے۔ کمیٹی کے کام شروع کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل مرزا محمود احمد نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک قادیانی شیخ نور احمد منیر کو فلسطین بھجوا دیا۔ تاکہ چوہدری شریف کا ماتھ بٹا سکے۔ قادیانیوں نے کمیٹی کے ممبران سے ملاقاتیں کیں اور جماعت کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے بارے میں میمورنڈم پیش کئے کمیٹی کے دو ممبر قادیانیوں کے پرانے ہی خواہ تھے۔ ان میں ایک برطانیہ کے لیبر ایم۔ پی۔ رچرڈ کراس مین اور دوسرے اٹلی میں مقیم امریکہ کے سابق سفیر ولیم فلپ تھے چوہدری شریف اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے کمیٹی کے پریزیڈنٹوں کو مرزا محمود احمد کا وہ خطبہ پیش کیا جس میں آپ نے انگلستان اور ہندوستان کو صلح و اتحاد کی دعوت دی تھی۔ یہ خطبہ انہوں نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو دیا تھا۔ اس موقع پر مبلغ موصوف نے ایک رسالہ آیتہ من آیات ربنا الکبریٰ شائع کیا جو مرزا محمود کی ان پیش گوئیوں پر مشتمل تھا۔ جو انہوں نے اتحادیوں کی فتح کے لئے کی تھیں۔ آپ کی تالیف تحفہ شاہزادہ ویلز (۱۹۲۱ء) کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ یاد رہے شاہزادہ ویلز (ڈیوک آف وڈسٹر) دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہندوستان آئے۔ مرزا محمود نے ان کی آمد کی خوشی میں ۳۲۲۰۱ قادیانیوں سے ایک ایک آٹہ چنڈہ لے کر یہ کتاب تالیف کر کے طبع کرائی اور ان کو پیش کی۔ اس میں اظہار وفاداری اور ان خدمات جلیلہ کا تذکرہ ہے جو قادیانی جماعت نے سامراج کے لئے ادا کیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ پرنس آف ویلز عرب ممالک میں برطانوی سیاسی حکمت عملی کے نتائج پر غور کرنے اور اردن کے شاہ عبداللہ سے ہو کر مشرق وسطیٰ گئے تھے۔

۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو امریکی برطانوی رپورٹ منظر عام پر آئی۔ اس میں سفارش کی گئی تھی کہ فلسطین میں برطانوی انتداب برقرار رکھا جائے اور ایک ایسی آزاد ریاست تشکیل دی جائے جو صوبائی خود مختاری کی حامل ہو۔ اس

کے علاوہ ایک لاکھ یہود کے فلسطین میں داخلے اور ان کے زمین خریدنے کے حق کو تسلیم کیا گیا تھا۔ عربوں نے اسے مسترد کر دیا اور رسول نافرمانی کی تحریک چلائی۔ ہندوستان کے مسلم زعماء نے بھی رپورٹ کی مذمت کی۔

افضل قادیان نے رپورٹ کی سفارشات پر ایک ادارہ تحریر کیا۔ اس میں برطانیہ کو مخلصانہ مشورہ دیا گیا کہ یہود کو زبردستی فلسطین میں بسانے کے مضممرات پر غور کرے وگرنہ اس کا یہ اقدام بقول الفضل :-

”مسلمانوں کے لئے ایک چنگاری ثابت ہوگی۔ اور ہر طرف سے اسے ہوا دینے والے کھڑے ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ اس طرح جو شعلے بلند ہوں وہ ساری دنیا کو بالکل جھلس کر رکھ دیں اگر امریکہ کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی کوئی پرواہ نہیں تو برطانیہ کو ضرور پرواہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے بہت سے مفادات مسلمانوں سے وابستہ ہیں۔“

امریکی صدر ٹرومین نے یہودی ووٹوں کے حصول کے لئے ایک لاکھ یہود کے فلسطین میں آباد کرنے عمل کو تیز کرنے کی اپیلیں کیں۔ برطانیہ اس سٹارٹش میں شریک تھا لیکن نام نہاد غیر جانب داری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ صیہونی لیڈر بن گوریان نے صاف طور پر اعلان کیا کہ برطانیہ یہود کا دشمن نمبر ۱ ہے۔ اور وہ صیہونی ریاست کے قیام میں پس پیش کر رہا ہے۔ اس اعلان کے بعد برطانوی افسران پر قاتلانہ حملوں اور دہشت گردی کا سلسلہ تیز کر دیا گیا۔

سیاسی تبلیغ

اینگلو امریکی کمیٹی کو میمورنڈم پیش کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں نے تبلیغ کے نام پر تخریب کے عمل کو جاری رکھا۔ تحریک آزادی فلسطین کے اس نازک مرحلے پر قادیانی سرگرمیوں کا اندازہ لگانے کے لئے ہم قادیانی مبلغ محمد شریف کی ایک رپورٹ درج کرتے ہیں جس کے بین السطور ایک تو آپ کو قادیانی تحریک کے خلاف فلسطینی عربوں کے رد عمل کا اظہار ملے گا دوسرے حکم میں ان کی تخریب کاریوں سے شناسائی ہوگی۔ جو ایک عرصے سے ان کی سیاسی آماجگاہ بن چکا تھا۔ قادیانی مبلغ لکھتے ہیں :-

”توجہ بہر تال عام یہاں، ۲۲ اپریل کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ اس روز ہمارے احمدی احباب نے بصورت
 و فوڈ فلسطین کے مندرجہ ذیل شہروں حیفہ۔ ناصرہ۔ عکہ۔ طبریا۔ بیسان۔ شفا عمرو۔ صفد۔ یافا۔ بیت اللحم۔
 بیت المقدس۔ تل ابیب۔ ترشحا میں تبلیغ اسلام کی اور پانچہزار کے قریب اشتہارات و کتب تقسیم
 کئے۔ اس دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی خاص ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔“

”اواخر دسمبر میں خاکسار (چوہدری محمد شریف) اور برادر م شیخ نور احمد صاحب بیت المقدس گئے
 ہیں۔ چارپانچ روز تک برادر م موصوف کا بیت المقدس کے احباب سے تعارف کرا کر ضروری کاموں
 کی وجہ سے واپس آگیا۔ برادر عزیز وہاں اور ایک ہفتہ مقیم رہے اور بیت المقدس اور خلیل کے
 بڑے بڑے عمائد کو سلسلہ کا پیغام پہنچایا۔ جن میں محمد علی العجری پرنڈیٹنٹ خلیل نیو سپلٹی، شیخ
 عبداللہ طہوب، مفتی خلیل اور جملہ مشائخ صحرہ و مسجد اقصیٰ بیت المقدس اور مسٹر سی ایل سیکنگ
 پروفیسر جیوش یونیورسٹی (جس نے کوئی مزمومہ کتبہ متعلقہ صلیب مسیح دریافت کیا ہے) خاص طور پر
 قابل ذکر ہیں خلیل میں ایک دوست السید عبدالرزاق المجتہب باللہ نے آپ کے ذریعہ بیعت بھی
 کی۔“

دوسرا سفر آپ کا عکہ کا تھا جہاں آپ کو ایک ضروری کام کے لئے بھیجا گیا۔ وہاں کے اوباش
 لوگوں (یعنی مجاہدین آزادی اور مفتی اعظم کے جاں بازوں) نے آپ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اللہ
 آپ بخیریت حیفہ پہنچ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عکہ کے شہریوں سے محفوظ رکھا۔
 رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے کہ بلا دعر بیہ کی جماعتوں میں عہدہ داروں کے نئے انتخابات کرائے گئے
 اور جملہ جماعت ہائے بلا دعر بیہ سے باقاعدہ ماہوار رپورٹیں طلب کی جاتی رہیں۔

سال ۱۹۴۶ء کے وسط سے فلسطین کے سیاسی افق پر جو تبدیلیاں
 رونما ہو رہی تھیں انہیں صیہونیت کی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے
 قادیانیوں نے اس نازک مرحلے پر اپنی تمام تر توجہ فلسطین پر مرکوز کر

ظفر اللہ اور شمس کی
 صیہونیت نوازیں

دی۔ اگرچہ ہندوستان میں تحریک آزادی آخر مرحلے میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن مرزا محمود احمد کے نزدیک

فلسطین کے مسئلہ کو کہیں زیادہ اہمیت حاصل تھی۔

فلسطین میں آزادی کی تحریک اس وقت زور پکڑنے لگی جب مفتی اعظم فلسطین قرآنسن کی قید سے ڈرامائی طور پر ایک قوم پرست شامی کا بھیس بدل کر قاہرہ پہنچ گئے۔ صیہونی دہشت پسند نئی صورت حال سے نمٹنے کے لئے اپنی رضا کار تنظیموں اور نیم فوجی دستوں کو منظم کرنے لگے۔ بین الاقوامی سطح پر یہود کے لئے لابی انک ہو رہی تھی۔ امریکہ برطانوی مدیروں کو اس مسئلے پر اپنا ہم خیال بنانے میں ایڈمی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ کئی متبادل تجاویز، پلان اور سکیمیں پیش کی جاتی رہیں۔ جن کا مقصد یہودی مفادات کا تحفظ تھا۔ لیکن یہودی آزاد اسرائیلی ریاست سے کم کسی تجویز پر ہمدردی نہ کرتے تھے۔ اور فلسطینی مسلمانوں کو ان کی غالب اکثریت کے باوجود خاطر سہی نہ لاتے تھے۔

۱۹۴۶ء کے اواخر میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سطح پر جو حالات رونما ہوئے ان کے پس منظر میں قادیانی کردار کا مطالعہ کرنے سے بعض حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی یہودی ریاست کے قیام میں کس درجہ دلچسپی رکھتے تھے۔ پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں مرزا محمود احمد نے لندن مشن میں نئے مبلغ کا تقرر کر کے صیہونیت کے پرانے گماشتے جلال الدین شمس کو مشرق وسطیٰ مشن پر روانہ کیا اور سر ظفر اللہ کو امریکہ بھجوایا۔ جہاں انہوں نے بعض عرب رہنماؤں اور صیہونی اکابر سے بعض سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ ۱۵ جولائی ۱۹۴۶ء کو رائٹر کی اطلاع کے مطابق شمس کی جگہ لندن میں چوہدری مشتاق احمد باجوہ کو مبلغ مقرر کیا گیا۔ ۲۰ جولائی کو شمس کو الوداعی پارٹی دی گئی جس کی صدارت کے فرائض سر ظفر اللہ نے ادا کئے۔ پارٹی میں برطانوی سول سروس کے سابق افسر اور بعض صیہونیت نواز مدیروں نے شرکت کی۔ جن میں سر ایڈورڈ میکلیگن (سابق لفٹیننٹ گورنر پنجاب) سرفرنیک بیون۔ آنریبل ہنٹ لائٹیز۔ ڈیڈ ممبر پارلمینٹ، لارڈ زٹیلینڈ۔ لیڈی والسن، مسٹر قلبی اور روٹری کلب کے چار دیہودی اراکین شامل تھے۔

۱ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا۔ زیر لفظ زیونزم ۷۰

۲ الفضل قادیان ۱۸ جولائی ۱۹۴۶ء

۳ الفضل قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۴۶ء

ظفر اللہ کی امریکہ میں سرگرمیاں

لندن میں سیاسی پخت و پز کے بعد ۸ اگست ۱۹۴۶ء کو سر ظفر اللہ
امریکہ روانہ ہو گئے۔ اور جلال الدین شمس مشرق وسطیٰ کی طرف چل
پڑے۔

امریکہ میں قادیانیوں کے کئی مضبوط مراکز تھے جنہیں صیہونی تنظیموں کی پوری حمایت حاصل تھی۔
واشنگٹن، فلاڈلفیا، انڈیاپولس، کلیولینڈ، پٹس برگ، ڈیٹن، بالٹی مور وغیرہ میں قادیانی مبلغ
چوہدری خلیل احمد ناصر صوفی مطبع الرحمن بنگالی۔ اور مرزا منورا احمد اکثر دورے کرتے رہتے تھے اور
ان سیاسی اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے جو یہود نواز تنظیمیں منعقد کرتی رہتی تھیں۔ تاکہ فلسطین کے
یہود کی نام نہاد جدوجہد کو تقویت بہم پہنچائی جائے۔

چوہدری خلیل احمد ماہ اگست کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں:-

"فلاڈلفیا میں پہلی دفعہ دورہ کیا گیا اور یہاں کے احباب کی تنظیم کی گئی۔ واشنگٹن میں صوفی
صاحب کا سفر مشن کے سلسلے میں بعض ضروری معاملات کی سرانجام دہی کے لئے تھا۔"

سر ظفر اللہ نے امریکہ میں صیہونی تنظیم کے رہنما ڈاکٹر سٹیون واٹنز سے ملاقات کی اور امریکہ میں مقیم
عرب زعماء سے تبادلہ خیالات کیا۔ اس دورے کی اصل غرض وغایت نہ تو سر موصوف نے اپنی خود نوشت
میں تحریر کی ہے اور نہ ہی افضل قادیان نے اس کے متعلق کچھ روشنی ڈالی ہے۔ البتہ قادیانی مبلغ
چوہدری ناصر کے دورے کی تفصیل جن الفاظ میں بیان کی ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے یہ
دورہ فلسطینی مسئلے کے سلسلے میں کیا ہے لکھتے ہیں:-

"اس ماہ چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کی آمد جماعت ہائے امریکہ کے لئے بہت مسرت انگیز خبر تھی
شکاگو میں آپ ۱۴ اگست کو شریعت لائے..... اسی روز شام، شام مکہ ریسیٹوران میں آپ کے اعزاز میں
احمدیہ مشن کی طرف سے دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں معززین کو بلایا گیا تھا۔ مدعوین میں دو وکلاء
پروفیسر اور اخباری نمائندے بھی موجود تھے اور شکاگو کے عرب بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے تھے۔"
۱۶ اگست کو شکاگو میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں امریکہ کے کئی علاقوں سے قادیانیوں نے

شرکت کی۔ چار روز امریکہ میں قیام اور سیاسی امور طے کرنے کے بعد ۹ اگست کو آپ کینیڈا چلے گئے جہاں سے برطانیہ کے لئے روانہ ہوئے۔

شمس فلسطین میں شمس کے فلسطین پہنچنے سے کچھ عرصہ قبل مفتی اعظم کے فرانس سے قاہرہ پہنچنے اور فلسطینی مسلمانوں کی تحریک کی رہنمائی کرنے کے نتیجہ میں حالات ایک نیا

رخ اختیار کر گئے تھے۔ مجاہدین آزادی کی سرگرمیوں کا بڑا مرکز بیت المقدس تھا۔ اور سید جمال حسینی کی سربراہی میں رضا کار دہیودہ و مشیت پسندوں سے نبرد آزما تھے۔ شمس نے فلسطین پہنچ کر ان علاقوں کا دورہ کیا۔ اور اپنے آلہ کاروں کو ہدایات دیں۔ الفضل قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو قادیانی مبلغ فلسطین کی رپورٹ سے شمس کی سرگرمیوں کا سراغ ملتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"مکرم مولوی شمس صاحب ۳ اگست کو قاہرہ سے چیفہ تشریف لائے مقامی حالات کے مطابق جماعت چیفہ اور کیا بیر نے استقبال کیا۔ ۳ ستمبر کو مکرم شمس صاحب مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل اور خاکسار دیشخ نور احمد منیر، بیت المقدس ایک اہم مقصد کے پیش نظر روانہ ہوئے اس سے قبل عاجز (نور احمد) ایک مہینہ بیت المقدس میں گزار کر اس اہم مقصد کے حالات اور تفصیلات معلوم کر چکا تھا۔ القدس میں مکرم الحاج علم دین صاحب سیاکوٹی نے بہاری رہنمائی کی۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ مولوی صاحب نے یہاں السید عوفی عبدالہادی بے سے بھی ملاقات کی اور قضیہ فلسطین کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ان کو بعض اہم مشورے دئے۔"

قادیانی مبلغ شیخ نور احمد آگے لکھتے ہیں کہ چیفہ سے شمس صاحب شام گئے۔ وزیر خارجہ شام سے ملاقات کی۔ عراق کے ایک سابق وزیر اعظم سید سیدی سے بغداد میں گفتگو کی۔ اور قادیانی تنظیم الجمیۃ الہندیہ کے افراد سے بعض امور پر تبادلہ خیالات کیا ان واقعات کو مبلغ مذکور کے قلم سے ملاحظہ کریں:-

"۴ اکتوبر کو صبح کے وقت مکرم شمس صاحب السید منیر الحسینی صاحب اور خاکسار و مشق کے لئے روانہ ہوئے۔ حکومت کی وزارت خارجہ نے مجھے (نور احمد) تین مہینے کی تحقیق کے بعد صرف ایک ماہ کے

۱۰ الفضل قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۴۶ء مکہ ایضاً ۱۱ الفضل قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء

لئے شام میں ٹھہرنے کی اجازت دی۔ چونکہ اہل شام کو حال ہی میں آزادی ملی ہے اور یہاں کے مقامی سیاسی حالات دگرگوں ہیں۔ اس لئے اجنبی آدمی پر خاص نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ یہاں کئی ایک سیاسی پارٹیاں ہیں جو اپنا کام کر رہی ہیں حال ہی میں تیس جاسوسوں کو گرفتار بھی کیا گیا ہے مگر شمس صاحب نے مختصر قیام میں وزیراعظم شام اور وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔

بغداد کی آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مگر شمس صاحب کو سید توفیق سعیدی سابق وزیراعظم عراق سے ملاقات کا موقع ملا۔ اور ریجنٹ سموالامین عبداللہ سے بھی آپ نے ملاقات کی۔

الجمیۃ الہندیہ نے آپ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی ہے۔
۱۶ اکتوبر کو شام کے قادیانی مبلغ امیر الحصنی کو ساتھ لے کر شمس قادیانی کے لئے روانہ ہوئے تاکہ مرزا محمود احمد سے تازہ ہدایات حاصل کر سکیں۔ سر ظفر اللہ کے دورے کی روشنی میں قادیانی میں ایک لاکھ عمل زبیر غور تھا جسے ان قادیانیوں کی آمد کے بعد حتمی صورت دی گئی اور اس کی تکمیل کے لئے امیر الحصنی کو واپس شام روانہ کیا گیا۔

لاہور پہنچنے پر ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے نامہ نگار نے شمس صاحب سے ملاقات کی اور فلسطین کے مسئلہ پر آپ کے تاثرات معلوم کئے۔ آپ نے بتایا کہ اس مسئلے کا حل کنفیڈریشن کے قیام میں مضمر واضح ہے۔ یہ منصوبہ اس سے قبل یہودی لارڈ پرنڈنٹ آف کونسل مسٹر مارلین (Morrison) پیش کر چکے تھے۔ لیکن صیہونی تنظیم نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ شمس صاحب نے یہ گمراہ کن تاثر بھی دیا کہ بقول ان کے "انگریز مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانوں کے حق میں نظر آتے ہیں۔ یہ دعویٰ حقائق کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے مترادف تھا۔ یہودی کھلی جارحیت اور سامراج کی شرمناک چہرہ دستیوں کے باوصف ایسا بیان ایک قریب کار کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔

شمس اور امیر الحصنی سے ملاقات کے بعد مرزا محمود نے فوراً ایک نئے قادیانی مبلغ رشید احمد چغتائی کو فلسطین روانہ کیا تاکہ صیہونی سازش کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

۱۲۵۵ الفاضل قادیانی ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء ۲۵ جارچ لیس زوداسکی، دی ٹل ایٹ ان ورلڈ آفیسرز، نیویارک۔

۱۲۵۶ الفاضل قادیانی ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء

روسی امداد کی روپاء

اینگلو امریکن کمیٹی کی ناکامی کے بعد برطانیہ نے عرب ریاستوں کے نمائندوں کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ بلکہ دونوں فریق ایک دوسرے سے ملنے اور ایک میز پر بیٹھنے کو تیار نہ تھے۔ تاہم وہ ایک پتہ متفق ہو گئے وہ یہ کہ برطانوی افواج فلسطین سے نکل جائیں۔ اور عرب اور یہودی آپس میں نبٹ لیں۔ ادھر امریکہ اور روس دونوں برطانوی انتداب پر بدستور حملے کر رہے تھے۔

مشرقی یورپ کے یہودی، عالمی صیہونی تنظیمیں اور خود روس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز یہودی افسر روسی سربراہ مارشل سٹالن اور کمیونسٹ پارٹی پر مسلسل دباؤ ڈال رہے تھے۔ کہ وہ فلسطین میں آزاد یہودی ریاست کے قیام کے مطالبے کی حمایت کا واضح اعلان کرے۔ مارشل سٹالن بذات خود یہودی تھا اور اس امر کا غالب امکان تھا کہ وہ یہودی مفاد کے خلاف قدم نہیں اٹھائے گا۔

مئی ۱۹۴۷ء میں مرزا محمود نے ایک دلچسپ سیاسی رویاء شائع کیا۔ جس میں یہود کو متوقع روسی کالینین دلایا گیا تھا اس میں آپ نے یہ اشارہ دیا کہ روس اور برطانیہ میں اتفاق رائے ہو جائے گا جس سے عرب ممالک میں تشویش بڑھ جائے گی۔ برطانوی صیہونی سامراج کے سیاسی کاہن مرزا غلام احمد کے پسر مرزا محمود احمد فرماتے ہیں :-

”پرسوں یا ترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہوا تھا کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک ماڈی ٹائیڈ ٹریٹی (معمودہ ۱۹۴۷ء) ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی فرمایا ماڈی ٹائیڈ کے معنی ہوتے ہیں سمویا ہوا وسطی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کرے گا

جسکی وجہ روسی دباؤ مشرق وسطیٰ پر بڑھ جائیگا اس وقت سے نہیں میں عراق فلسطین اور شام کے ممالک تھے جس میں ان ممالک کے اندر روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کیلئے کیوں کہ گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہو گئی کہ انگریز جو سختی کیسے روس کی مخالفت کر رہے انہوں نے سمجھوتہ سے کتنا پر کیل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کے رستے میں بل رستے تھے اب بعض سیاسی حالات یا اغراض تحت اسکی مخالفت چھوڑ دیں اور دوسرے بھی جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ سے حیلہ پیش رکھتا تھا اب اسکی مخالفت ترک کر دیا جائے گا۔ یہاں پر یہ کہ

۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے ظالم قیام کے موقع پر افضل لائسنے اس روایہ کو مرزا محمود کے خدائی مامو اور سچے ہلم ہونے کے ثبوت میں پیش کیا :-

۱۹۴۷ء مئی ۳۰ - بہار افضل قادیان

تحریک پاکستان اور قادیانی

۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی اور اسی ماہ کے آخری ہفتہ میں مزارعہ محمد واحد پاکستان آئے گئے۔ تحریک پاکستان میں قادیانی کردار کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں البتہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیانیوں نے آزادی ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غداری کی۔ مسجد کانپور کی شہادت، تحریک خلافت، جلیانوالہ بلاغ کا خونین حادثہ، سائمن کمیشن، اکی آمد ہند گول میز کانفرنس، غرضیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں کیں۔ پہلی گول میز کانفرنس میں سرفضل حسین میر والٹر اسٹرائے کو نسل نے سرفطر اللہ کو محض اس لئے لندن بھیجا کہ وہ کانگریسی زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دو بدو جواب دے سکے۔ یو۔ پی کے گورنر سرفکر سلیم پہلی کو ۱۰ مئی ۱۹۳۰ء کو ایک خط میں سرفضل حسین نے لکھا۔

میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکے والا نہ ہو۔ ایسا نظر آدمی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کے دو بدو جواب دے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے حیثیت بہت بلند ہو۔ مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور فطر اللہ اس فرض کی بجا آوری میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے۔ شفیق کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی زقاہت پر محمول کیا جائے۔

پہلی کانفرنس کے بعد قادیانیوں نے مسلم لیگ پر چھاپہ مارا۔ اور فطر اللہ نے دسمبر ۱۹۳۱ء میں دلی میں ہونے والے اجلاس کی صدارت کا پروانہ حاصل کر لیا۔ لیکن مسلم زعمارت نے قادیانی سازش کو ناکام بنا دیا۔ اس کے باوجود قادیانیوں نے دلی میں نواب علی کی کوٹھی میں نام نہاد اجلاس بلا کر اس کی کارروائی اجازت میں

چھینوادی

برطانوی خراج تحسین

تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر حبیب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ

”اب یا کبھی نہیں“ پر بحث ہو رہی تھی تو سرفطر اللہ نے لفظ پاکستان

اور اس سکیم کو طلبا، کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا یہ

گول میز کانفرنسوں میں آپ کی ”خدمات جلیلہ“ کی بنا پر وزیر ہند سر سیموئیل ہور نے آپ کو ایک تقریر کے موقع پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ہندوستان میں ان کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور امید ظاہر کی کہ آپ دولت برطانیہ کے ہمیشہ مخلص رہیں گے۔

۱۹۳۱ء میں قادیانیوں نے برطانوی ریاستوں میں گونا گوں سازشیں کیں۔

ان کی قدیم سے نظر تھی اور اسے قادیانی سٹیٹ بنانے کی زبردست خواہش

دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔ مرزا محمود نے برطانوی مفادات کے تحفظ کے

ریاستوں میں تخریب

کاریاں

لئے کشمیر کے طول و عرض میں مشنوں کا جال بچھایا اور کشمیر کمیٹی کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا

قادیانی سازشوں کو مجلس سرار اسلام نے ناکام بنا دیا۔ اور ان کے سیاسی عزائم کی قلعی کھول دی۔

علامہ اقبال نے اول کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ کے بعد اور پھر سٹیٹ نہرو کے سوالات کے جواب

میں قادیانی تخریب کی مذہبی اور سیاسی غرض و غایت اور سامراج کے لئے اس کے گناؤں نے کردار

مقالات تصنیف کئے۔ اور مسلمانوں کو اس عظیم خطرے سے آگاہ کیا۔

قادیانیوں نے شمال مغربی سرحدی ریاست ادب کے جغرافیائی حیثیت کے پیش نظر اسے تاکا جمعیتہ العلماء

ہند صوبہ سرحد نے قادیانی دخل اندازیوں پر ایک قرارداد مذمت پاس کی اور اخبار مدینہ بجنور نے لکھا۔

”قادیان ایک خطرناک سیاست کا مرکز ہے۔ قادیان کے مذہبی فتنہ دنیا کے اسلام کا سب سے بڑا مذہبی فتنہ

ہے قادیان اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے دو جدا گانہ حیثیتوں کا مظہر ہے اور ہر حیثیت اسلام کے لئے

مضر ہے۔ مذہبی ریہا کاروں، سیاسی فریب کاروں اور اخلاقی بد عملوں کی ایک جماعت ہے جو اپنے عیش و

۳۰۷ جی الانا، قادیان، عظم، ص ۳۰۷

۳۲۹ تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص ۳۲۹

۵۷ متناز احمد سٹیڈ کشمیر، لاہور ص ۵۵

۳۰۸ افضل قادیان ۲۴ جولائی ۱۹۳۲ء

نشاط اور انگریزی حکومت کے مقاصد کے لئے نہایت ہی عیاری کے ساتھ مصروف کار ہے اس جماعت کا سرحدی پروگرام بہت خطرناک ہے۔ اتنا خطرناک کہ اگر دنیا سے اسلام نے اس پروگرام کی عملی صورت اختیار کرنے کی اجازت دے دی تو مسلمانوں کو چنگیز خان کے فتنے سے بڑا فتنہ دیکھنا پڑے گا۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں فتنہ انگیز عناصر انجام کار اپنے ہی فتنوں میں مبتلا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ لیکن محض اس خیال سے فتنہ کو بڑھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

۱۹۳۶ء میں قادیانیوں نے کانگریس سے پٹنگین بڑھانی شروع کر دیں۔ حالانکہ قادیانی ہمیشہ سے کانگریس کی تحریکات کو ناکام بنانے میں ایٹری چوٹی کا زور صرف کرتے رہے تھے۔ لاہور میں پیڈرٹ نہرو کا نیم فوجی قادیانی تنظیم نیشنل لیگ نے شاندار استقبال کیا۔ اور فخر وطن زندہ باد کے نعرے لگائے۔ لاہوری مرزا بیوں کے اخبار پیغام صلح لاہور نے قادیانی منافقت کا پرچہ چاک کرتے ہوئے اپنے مقالہ افتخار میں مرزا محمود کے متعدد خطبات کے اقتباسات درج کرنے کے بعد تحریر کیا۔

کانگریس کی معویش میں

جناب خلیفہ صاحب کے ان ارشادات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حکومت انگریزی کی اندھی اور غیر مشروط وفاداری اور کانگریس کی مخالفت میں کس حد تک آگے جا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان کے مطابق انگریزی حکومت کی حمایت اور کانگریس کی تخریب میں لاکھوں روپے خرچ کئے۔ گراں قدر مشاہرہ لینے والے افسروں سے زیادہ تندہی کے ساتھ گورنمنٹ کی مخالفت تحریکات کا مقابلہ کیا جن سے اول نمبر کانگریس کی تحریکات ہیں۔ قادیانی حضرات نے جانیں دے کر وفاداری کی سندرات اور تمنغے حاصل کئے۔ کانگریس کی سول نافرمانی کے ایام میں بقول الفضل سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب نے کانگریس کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو اس میں شرکت سے روکا۔ جناب میاں صاحب (محمود احمد) کے مندرجہ بالا ارشادات و خیالات کی موجودگی میں کوئی شخص تصور نہیں کر سکتا۔ وہ ایک دن کانگریس کی قسیدہ خوانی فرمائیں گے۔ قادیانی جماعت اس میں شمولیت کے مسئلہ پر غور کرے گی اور افضل کانگریس کی مسلمانوں کے مقابل پر کی ہوئی کامیابیوں پر (جن کے تحت ۱۹۳۶ء میں کانگریس وزارتیں بنیں۔ لیکن)

جوش مسرت سے بے خود ہو کر شادیاں بچائے گا۔

اکھنڈ بھارت کے موئید

قرار داد پاکستان (۱۹۴۷ء) کے بعد قادیانیوں نے تحریک آزادی کے خلاف
جدوجہد تیز کر دی۔ سر ظفر اللہ نے مختلف مواقع پر تحریک پاکستان کو فروغ
پہنچانے کے علاوہ ۱۹۴۷ء میں ایک پمفلٹ تالیف کیا۔ اس وقت آپ

فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے۔ یہ پمفلٹ مرزا محمود احمد کے خیالات اور ان کی شخصیت کے
بارے میں تھا۔ اس کا نام "دی بیڈ آف احمدیہ موومنٹ" تھا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ مرزا محمود احمد اکھنڈ
کے موئید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔ لندن مشن نے اس پمفلٹ کی ویڈیو
پیمانے پر شہیر کی۔ قیام پاکستان کے خلاف مرزا محمود احمد کے بیانات مینر رپورٹ (۱۹۵۳ء) ملاحظہ کئے
ہیں۔

ٹیکسٹ ٹیکسٹ

تقسیم ہند کے فیصلے سے قبل مرزا محمود احمد نے لندن مشن کے مبلغ مشتاق احمد
کی معرفت لیبر حکومت کو ایک میمورنڈم روانہ کیا جس میں استدعا کی گئی تھی

کہ قادیان کو رومن کیتھولک پوپ کے شہر ٹیکسٹ کا درجہ دیا جائے۔ اور اسے آزاد ریاست کے طور
پر تسلیم کیا جائے۔ لیبر حکومت کے سیاسی ڈبیر ہیرلڈ جے لاسکی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا کیونکہ قادیانی
ریاست کی حیثیت ایک محصور علاقے
کی سی بنتی تھی جس کا

آزاد وجود تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سکھوں نے بھی خالصتان جیسی سکھیں برطانوی سامراج کو پیش کیں جو
مسترد کر دی گئیں۔ مرزا بشیر احمد قادیانی (ایم ایم احمد کے والد) نے سکھ لیڈر وریام سنگھ سے آزاد پنجاب
کے سوال پر گفت و شنید کی اور پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچانے اور قادیان کے تحفظ کے لئے کافی تنگ
دو کی جو کامیاب نہ ہو سکی تھے

۱۹۴۵ء کے انتخابات میں جب کہ مسلم لیگ کا ستارہ عروج پر تھا اور لوگ
پاکستان کے لئے جانیں فدا کر رہے تھے۔ مرزا محمود احمد نے بعض سیاسی
مقاصد کے پیش نظر ظاہر مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا لیکن کئی جگہوں پر

برطانوی انٹیلیجنس سے ساز باز

۱۹۴۵ء کے انتخابات میں جب کہ مسلم لیگ کا ستارہ عروج پر تھا اور لوگ
پاکستان کے لئے جانیں فدا کر رہے تھے۔ مرزا محمود احمد نے بعض سیاسی
مقاصد کے پیش نظر ظاہر مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا لیکن کئی جگہوں پر

پیغام سلج لاہور، ۱۲ نومبر، ۱۹۳۳ء لکھ سر ظفر اللہ، دی بیڈ آف احمدیہ موومنٹ، لندن ص ۲۶

الفضل قادیان، ۱۲ جون، ۱۹۵۵ء

آزاد امیدواروں اور یونیٹوں کے حق میں ووٹ ڈالے اور انہیں کامیاب بنانے کی کوشش کی گئی۔ انتخابات کے بعد جب تقسیم ناگزیر دکھائی دینے لگی تو مرزا محمود احمد ۲۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو دلی روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ مرزا بشیر احمد، مولوی عبدالرحیم دروہ۔ مرزا شریف احمد، ظفر اللہ کے بھائی اسد اللہ خان اور چوہدری مظفر الدین تھے۔ اس سے پہلے قادیانی مبلغ صوفی عبدالقدیر جو جاپان میں جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہو چکے تھے دلی میں سیاسی گفت و شنید کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔ مرزا محمود نے قائد اعظم، مسٹر گاندھی، مولانا آزاد، نواب بھوپال، خواجہ ناظم الدین، سردار شتر، سر فیروز خان نون نواب چھتاری اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں۔ برطانوی انٹلی جنس کے افسران سے تبادلہ خیالات کیا اور وائسرائے لارڈ ویول سے خط و کتابت کی۔ مولوی دروہ کو خصوصی بیانات دے کر وائسرائے کے پرائیویٹ سکریٹری کے پاس بھجوایا۔ لندن میں مشتاق احمد باجوہ اور مرزا منصور احمد نے برطانوی دفتر خارجہ سے رابطہ قائم کیا۔ طویل مذاکرات کے بعد مرزا محمود نے ایک سازش تیار کی۔ جسے برطانوی انٹلی جنس کی اشیرداد حاصل تھی۔ آپ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء تک دلی میں رہے۔

ہجرت کا انکشاف | ۲۷ اگست کو ملک تقسیم ہوا۔ یاؤنڈری کمیشن کے فیصلے تک جس میں قادیانیوں کا شمارناک کردار تھا۔ مرزا محمود قادیان میں ٹکے رہے۔ اس کے بعد دلی منصوبہ کے مطابق ۳۱ اگست کو لاہور آ گئے۔ ایک خطبے میں آپ فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کے الہام کی روشنی میں ان پر انکشاف ہوا کہ ہجرت ضروری ہے اور ایک انگریز کرنل نے آپ کو بتایا کہ ۳۱ اگست کے بعد مسلمانوں سے جو کچھ ہوگا اس کا تصور محال ہے۔

آپ کا پیر و گرام ظفر اللہ کے ہم زلف مسیحی جنرل نذیر احمد کی جیب میں لاہور جانے کا تھا۔ یاد رہے کہ جنرل نذیر وہی صاحب ہیں جنہوں نے پنڈی سازش کیس میں حصہ لیا۔ ان کی جیب کسی وجہ سے مل نہ سکی اس لئے منصور احمد کی جیب میں کیپٹن عطاء اللہ کے ساتھ لاہور پہنچے۔

دلی منصوبے کی نوعیت اور برطانوی سامراج سے مرزا محمود کی سیاسی نچت و پز | کا اندازہ لگانے کے لئے ہم ایک اہم واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس کے گواہ غیر منقسم کی تکمیل

پنجاب سی آئی ڈی کے سب انسپکٹر و سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو سی آئی ڈی کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسٹر جنکسن نے آپ کو ایک اہم لفافہ و انسریکل لاج پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ پنجاب سکریٹریٹ سے باہر آئے تو آپ کی ملاقات مس ممتاز شاہ نواز سے ہوئی۔ انہوں نے یہ لفافہ دیکھ لیا جس پر سر جارج ایبل پرائیویٹ سکریٹری کا پتہ درج تھا۔ قومی جذبے سے مغلوب ہو کر آپ نے یہ لفافہ کھولا جس کے اندر ایک اور لفافہ تھا جس پر مسٹر لڈل چیف آف برٹش سیکریٹ سروس لندن کا پتہ درج تھا۔ اس لفافے کو کھول کر اس کی نقل قائد اعظم کو پہنچائی گئی۔

۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان بننے کے بعد پاکستان ٹائمز نے یہ خط چھاپ دیا۔ اس اخبار نے اسے دوبارہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو شائع کیا۔ خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے :-

حقیقہ اور ذاتی

پنجاب کلب - لاہور

۸ جولائی - ۱۹۴۷ء — میرے پیارے لڈل

آپ کا خط نمبر ۵۰ ایف ۲۰۵ / انڈیا / ۵ / ڈی اوجی / ۱۸ / ۱۹۴۷ء موصول ہوا۔ پاکستان کے بارے میں سب کچھ طے پا چکا ہے تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں۔ پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور یہ بھی مسلم نہیں اس میں حکومت کی ہدایت کیا ہوگی یہ تو بدیہی امر ہے کہ مسٹر جناح ایک امر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے۔ اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے ہاتھ میں مرکوز ہوگی لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا اس کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ایسا موزوں وقت نہیں آیا جب ان افراد کی نشاندہی کی جاسکے۔ یا ان سے روابط استوار کئے جاسکیں کیونکہ کچھ پتہ نہیں کون لوگ سامنے آنے والے ہیں۔

میرے خیال میں رابطہ افسر لائن پر عمل کرنا درست رہے گا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے لیکن احمد کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے دوران اسی انتظام کے بارے میں اتفاق رائے پایا گیا تھا امید ہے احمد کو پاکستان میں بڑی اہمیت حاصل ہوگی چنانچہ وہ گذشتہ

۱۰ پاکستان ٹائمز لاہور - قائد اعظم نمبر ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء

تصورات و نظریات سے پسپائی کو پسند کرے گا۔۔۔۔۔

آپ کا مخلص

ڈبلیو این پی جیکسن

قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ احمد سے مرزا محمود احمد مراد ہیں اور دہلی میں ان کے ساتھ پائے جانے والے پور کا ذکر کیا گیا ہے۔ انگریزوں کو امید تھی کہ پاکستان میں آپ جلد اہم مقام حاصل کر لیں گے اور قادیان کو زیادہ ریاست بنانے کے نظریے سے پسپائی کے بعد پاکستان کے کسی حصے میں یہ کھیل کھیلین گے جیسا کہ اردو کے واقعات نے اس امر کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ مرزا محمود احمد نے کشمیر اور بلوچستان کو قادیانی میں لانے کی سازش کی تھی۔ بلوچستان میں مسٹر فیل اور کشمیر میں پاکستان کے سہی ان سہی مسٹر گلانس نے قادیانیوں کی پشت پناہی کی۔

فصل دوازدہم

اقوام متحدہ اور مسئلہ فلسطین

گذشتہ اوراق میں ہم نے بتایا کہ مرزا محمود نے تقسیم ہند سے قبل تحریک پاکستان کو سبوتاژ کرنے کے ساتھ ساتھ فلسطین کے معاملات میں گہری نظر رکھی اور صیہونی تحریک کو تیز تر کرنے میں کوئی دقیقہ فر و گذاشت نہ کیا۔ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں فلسطین جل رہا تھا۔ یہودی دہشت پسندوں نے عربوں کا قتل عام شروع کر رکھا تھا۔ یہ مسلمانوں کی قوتِ مدافعت کمزور پڑتی جا رہی تھی البتہ مفتی اعظم کی کاوشوں سے آزادی پسند عرب اپنی بے سرسائی کے باوجود برطانوی سامراج اور صیہونی ستم کشیوں کے خلاف صفت آرا تھے۔ ان ایام میں مرزا محمود نے دو قادیانیوں، ولی اللہ شاہ اور جلال الدین قمر کو فلسطین میں صیہونیوں کے پروگرام کی تکمیل کے لئے

۱ اردو ٹائجسٹ لاہور۔ اپریل ۱۹۷۶ء ص ۳۰ ۲ منیر رپورٹ ۱۹۵۳ء

۳ اپنی بیٹو، دی سی سرکیشن آف اسلام ٹیلی نیویارک ۱۹۶۸ء ۴ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۱۳۔ تاریخ احمدیت جلد ۱۲ ص ۳۷

قادیان سے روانہ کیا۔ فلسطین میں چوہدری شریف کے علاوہ شیخ نور احمد منیر اور رشید حقیاتی پہلے سے سرگرم سازش تھے۔ نئے قادیانی گمشتوں نے مشرقی افریقہ میں اڈہ قائم کر کے لندن اور مشرق وسطیٰ سے رابطہ قائم کیا۔ چوہدری شریف برطانوی ہائی کمشنر فلسطین سرکننگھم اور جیوش ایجنسی کے فارن پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ موٹے ٹرٹوک کی عرب دشمنوں پالیسیوں کی تکمیل میں مصروف تھے۔ مشرق اردن شام۔ مصر اور لبنان میں قادیانی آلہ کار صیہونی رہنماؤں کے اشاروں پر کام کر رہے تھے۔ ولی اللہ افریقہ سے قادیانی مشن فلسطین کی رہنمائی کرتے رہے کیونکہ تقسیم ہند اور مشرق وسطیٰ میں کشمکش کے باعث اس مشن کا قادیان سے رابطہ کمزور پڑ چکا تھا۔

پاکستانی وفد اقوام متحدہ میں

۳۱ اگست کو مرزا محمود پاکستان آگئے۔ برطانیہ نے فلسطین پر اپنا انداز واپس لینے کا اعلان کر دیا۔ اقوام متحدہ نے اس مسئلے کا جائزہ لینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جس نے اگست کے آخر میں اپنی رپورٹ پیش کر دی۔

رپورٹ متفقہ نہ تھی۔ سات ارکان نے تقسیم کی سفارش کی۔ ایک رکن نے لکھا کہ رپورٹ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے۔

اکتوبر میں جب مسئلہ پر بحث کا آغاز ہوا تو پاکستان چند روز قبل اقوام متحدہ کا نمبر چکا تھا۔ پاکستانی وفد سر اسٹور کی قیادت میں نیویارک پہنچا۔ وفد کے اراکین میں مرزا اے ایچ اصغری، سفیر پاکستان متعینہ واشنگٹن، میر لائق علی، یونسٹار پیرزادہ اور بگم تصدق حسین شامل تھے۔ سکریٹری کے فرانس محمد ایوب نے ادا کئے۔ وفد نے ہرکلے ہوٹل میں قیام کیا۔

اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین زیر غور تھا مرزا محمود نے نائجیریا میں مقیم قادیانی مبلغ حکیم فضل الرحمن کو حکم روانہ کیا کہ وہ فوری طور پر فلسطین پہنچ جائے۔ ولی اللہ

خصوصی مشن

نے لندن مشن کی ہدایات کے مطابق انہیں بعض امور کی تحقیق کا کام سونپا۔ آپ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بیروت پہنچے۔ قادیانی مبلغ فلسطین شیخ نور احمد لکھتے ہیں کہ حکیم صاحب اچانک بیروت وارو ہوئے اور میری (نور احمد) تلاش شروع کر دی۔ میں (نور احمد) وزیر اعظم لبنان جمیل بک کے چچا زاد بھائی سے

ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ جلد پاکستان پہنچنا تھا اس لئے فوراً دمشق سے فلسطین جانا چاہتے تھے۔ بہر حال ۲۲ نومبر کو حیفاء (فلسطین) کے لئے روانہ ہوئے۔ جماعت کیا بیرونے آپ کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے بیت المقدس، ناصرہ اور عکا کا دورہ کیا۔ آپ عرب لیگ کمیٹی کے ممبران سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ مگر وقت کی قلت کے باعث نہ کر سکے۔ آپ نے دس دن فلسطین میں قیام کیا۔ اس کے بعد دمشق آ گئے۔

قادیانی مبلغ مزید رقم طراز ہیں۔ کہ اس دوران یہ عاجز (نور احمد) ایک اہم کام کے سلسلے میں بیروت چلا گیا۔ جب کہ حکیم صاحب نے دمشق میں کئی دکانوں پر بیسٹروں کے علاوہ فوجی افسروں سے ملاقاتیں کیں۔ اور ۲۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو کراچی پہنچ گئے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین رپورٹ کا جائزہ لینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس کے صدر آسٹریلیا کے صدر ڈاکٹر ایوٹا (EVITA) تھے۔ بحث کے دوران اس کمیٹی نے دو ذیلی کمیٹیاں تشکیل دیں جن کو تقسیم فلسطین اور متحدہ فلسطین میں یہود اور عربوں کے حقوق کے تحفظ کے سوالات پر رپورٹ پیش کرنے کا کام سونپا گیا۔ پہلی ذیلی کمیٹی کے صدر پولینڈ کے نائب رہے تھے اور دوسری کے صدر پہلے تو کولمبیا کے مندوب تھے بعد میں سرفلڈر صدر بنے۔ پہلی کمیٹی نے تقسیم فلسطین کی حمایت کی اور دوسری نے وحدانی حکومت کے قیام اور اقلیتوں کے تحفظ کی سفارش پیش کی۔

ان رپورٹوں پر بحث کا آغاز ہوا۔ ۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو سرفلڈر نے تقریر کی جس میں تقسیم کے بعض پہلوؤں کے مضمرات بیان کئے۔ ان تقریر کے بعد ایک عمومی تعطیل کی نصاب پیدا ہو گئی۔ بڑی طاقتیں واضح موقف اختیار کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہی تھیں۔ امریکی نمائندہ صدر ٹرومین اور وزیر خارجہ مارشل کی ہدایات کا منظر تھا۔ عرب نمائندوں کی کوشش تھی کہ بڑی طاقتیں کوئی واضح موقف اختیار کریں تاکہ مستقبل کے پروگرام کو تشکیل دیا جاسکے۔ اس موقع پر عرب عربوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی سرفلڈر نے تجویز پیش کر دی کہ چونکہ بعض سرکردہ ممبر اپنی رائے کے اظہار میں گریز سے کام لے رہے ہیں اس لئے بحث ملتوی

کردی جائے یہ

شام کے ابدال
ہمیں بلاتے ہیں

اقوام متحدہ میں فلسطین کا مسئلہ زیر بحث تھا اور فلسطین میں عرب مظلوموں کا قتل عام جاری تھا۔ لاہور میں مرزا محمود احمد اپنی مجلس علم و عرفان ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مرزا غلام احمد کے اس الہام کی تفسیر میں جو فلسطین میں قادیانی مسجد

محمود کے محراب پر کندہ ہے۔۔ بدعون لک ابدال۔۔ شام کے ابدال تیرے لئے دعا کرتے ہیں۔ بڑے درد بھرے انداز میں اپنے مریدوں کو بتا رہے تھے کہ اس الہام کی رو سے جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کو شام جانا پڑے گا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہام اور مرزا محمود کی تفسیر کے تحت قادیانی کسی وقت تک کہ پاکستان میں حالات سازگار نہ رہیں اسرائیل چلے جائیں گے۔

الفضل لاہور لکھتا ہے :-

”حضور (مرزا محمود) نے حضرت مسیح موعود کے الہام بدعون لک ابدال شام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک دوست نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ابتلاؤں والے الہامات کے ساتھ اس الہام کا بھی ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا یہ الہام پہلے ہی میرے مد نظر ہے یہاں (پاکستان) کے حالات متحد و متش ہیں۔ مگر ہے کسی وقت ہم میں سے ایک حصہ کو شام جانا ہی پڑے۔ اس الہام کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ابدال شام ہمارے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں دوسرا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ ابدال شام ہمیں بلاتے ہیں۔“

سرفطر اللہ نے اقوام متحدہ کی کمیٹی کے اجلاس کے دوران جب کہ تفسیر فلسطین کے منصوبے کے تفصیل حصوں پر رائے زنی کی جا رہی تھی۔ ڈنمارک کے مندوب کے ایما پر ایک عجیب و غریب

سرفطر اللہ کو فلسطینی وفد
کے رہنما کا استیاء

موقف اختیار کیا جو پاکستان کے مسئلہ فلسطین پر واضح موقف کے مطابق نہ تھا۔ ان کی اس روش کو دیکھ کر فلسطین کے نمائندے نے ان کو سختی سے ٹوکا اور متنبہ کیا کہ وہ صورت حال کو خراب نہ کریں۔ سرفطر اللہ

۱۰ الفضل لاہور۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء

۱۱ الفضل لاہور۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

کی یہ کارروائی ان کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جب بحث کا سلسلہ ختم ہو کر تقسیم کے منصوبے کے تفصیلی حصوں پر رائے زنی شروع ہوئی تو کمیٹی کے اجلاس کے دوران میں ہی ڈنمارک کے مندوب میرے پاس آئے اور فرمایا کہ واقعات اور تمہارے دلائل سے ظاہر ہے کہ تقسیم کا منصوبہ بالکل غیر منصفانہ ہے۔ اور اس سے عربوں کے حقوق پر نہایت مضر اثر پڑے گا۔ سکندریہ نیویا کے تمام ممالک کے نائیدوں کی یہی رائے ہے۔ معلوم ہوتا ہے تقسیم کی تجویز ضرور منظور ہو جائے گی۔ کیونکہ امریکہ کی طرف سے ہم پر بہت زور ڈالا جا رہا ہے۔ میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ کمیٹی میں عام طور پر یہ احساس ہے کہ ہم امریکہ کے دباؤ کے تحت ایک بے انصافی کا فیصلہ کرنے والے ہیں اس احساس کا تمہیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تم نے اپنی تقریروں میں علاوہ تقسیم کی سرے سے مخالفت کرنے کے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس کی بعض تجاویز ظاہرہ طور پر عرب حقوق کو غصب کرنے والی ہیں مثلاً یانہ کا بہترین شہر جس کی ۹۹ فیصد آبادی عرب ہے اسے اسرائیل میں شامل کیا گیا ہے۔ اس شرح اور بہت سی ایسی خلاف انصاف تجاویز ہیں۔ اس وقت کمیٹی کی کارروائی بڑی جلدی میں ہو رہی ہے۔ مگر تم ان تجاویز کے متعلق ترمیم پیش کرتے جاؤ اور مختصر سی تقریر پر ترمیم کی تائید میں کر دو تو ہم سکندریہ نیویا کے پانچوں ممالک کے نائندے تمہاری تائید میں رائے دیں گے اور کمیٹی کی موجودہ فضا میں تمہاری تمام ترمیمیں منظور ہو جائیں گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تقسیم کی ترمیم منظور ہو بھی گئی تو بہت سے امور میں عربوں کی اشک شوئی ہو جائے گی۔ مجھے یہ تجویز پسند آئی اور میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کا اندازہ درست ہے یا نہیں ایک معمولی سی ترمیم پیش کی اور اس پر فوراً رائے شماری ہوئی اور ترمیم منظور ہو گئی۔ اس پر السید جمال حسینی نے جو فلسطین وفد کے سربراہ تھے اور جن کی نشست میرے عقب میں تھی مجھ سے کہا سر فظرف اللہ یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے ڈنشین مندوب کی بات انہیں بتائی۔ انہوں نے خیر ان ہو کر دریافت کیا اگر تمہاری تمام ترمیمیں منظور ہو گئیں تو تم تقسیم کے حق میں رائے دو گے ہاں

ظفر اللہ خان : ہرگز نہیں ہم پھر بھی پر زور مخالفت کریں گے لیکن اتنا تو ہوگا کہ تقسیم کے منصوبے کو رد ہو جائیں گے اور اگر منصوبہ منظور ہو بھی گیا تو اتنا برا نہیں ہوگا جتنا اس وقت ہے۔

السید جمال حسینی: ہمارے لئے تو بڑی مشکل ہوگی۔

ظفر اللہ خان: آپ عرب ریاستوں کے نمائندوں سے کہہ دیں کہ بیشک ترمیم کے حق میں راستے نہ دیں غیر جانب دار رہیں۔

السید جمال حسینی: مشکل تو پھر بھی حل نہیں ہوئی۔

ظفر اللہ خان: کیا مشکل ہے۔

السید جمال حسینی: مشکل یہ ہے کہ اگر تقسیم ہمارے حقوق کو واضح طور پر غصب کرنے والی نہ ہو تو ہمارے

لوگ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے اور ہمیں سخت نقصان پہنچے

گاہم ہربانی کرو اور کوئی ترمیم پیش نہ کرو۔ میں خاموش ہو گیا۔

مظفر اللہ و تارک الد چارویگر سیکنڈے نیوین مالک کے ایما پر جس ترمیم شدہ تقسیم کے منصوبے

کی نیواٹار ہے تھے وہ فلسطینی جدوجہد آزادی کے لئے مستقبل قریب میں سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتا

تھا۔ ان ترمیمات کے لئے نہ تو عرب ریاستوں کا اعتماد حاصل کیا گیا اور نہ ہی ان سے مشورہ کیا گیا۔ اگر فلسطینی

وفد کے قائد اور مفتی اعظم کے عزیز السید جمال حسینی بروقت مظفر اللہ کو متنبہ نہ کرتے تو بہت سی ایسی

پچیدگیاں پیدا ہونے کا خطرہ تھا جو مسئلہ فلسطین کے لئے تباہ کن ثابت ہوتیں۔

گوٹھے مالا کے سربراہ گرانادوس اور کنیسٹا کے پیٹرسن نے امریکہ اور روس کو تقسیم کی تجویز پر رضامند

کر لیا تھا دونوں ممالک کی طرف سے اس کا اظہار بھی کر دیا گیا۔ عربوں کی یہ کوشش تھی کہ تقسیم کی قرارداد جنرل

اسمبلی تک نہ پہنچ پائے۔ اگرچہ اقوام متحدہ کی ایڈ ہاک کمیٹی نے تقسیم کے منصوبے کو تسلیم کر لیا تھا اور اس کے

حق میں ۲۵ اور مخالفت میں ۱۳ ووٹ آئے تھے۔ ائمہ عربوں نے ووٹنگ میں حصہ نہ لیا۔ دو غیر حاضر رہے۔ اگر

یہودیوں کی یہی صورت حال جنرل اسمبلی میں پیش آجاتی جہاں قرارداد کی منظوری کے لئے ۲ اکثریت کی ضرورت تھی

تو تقسیم کی قرارداد مطلوبہ اکثریت نہ ہونے کے باعث مسترد ہو جاتی۔ فرانس۔ بلجیم۔ لکسمبرگ۔ ہالینڈ اور نیوزی

لیڈ نے ووٹنگ میں حصہ لیا۔ پراگے اور خپائین غیر حاضر رہے۔ اس وقت تک یونان۔ ہائٹی۔ لائبیریا۔

سیام عربوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ ۲ نومبر کو صیہونی یوم سیاہ قرار دیتے ہیں۔

تقسیم فلسطین

۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو برطانوی، امریکی اور روسی سازش کے تحت اسمبلی کا اجلاس
۲۷ گھنٹے کے لئے اس بہانے پر ملتوی کر دیا گیا کہ کل ۲۸ نومبر کو امریکہ کا یوم

شکر (Thanks Giving) ہے۔ اس لئے چھٹی کا دن ہے یہ التوا اس غرض کے لئے تھا کہ بڑی
لافتیں خصوصاً امریکہ کمزور ممالک اور اپنے حلیفوں کو اپنا ہم نوا بنا سکے۔ اس نازک موقع پر رائٹر اور دیگر خبر
رساں ایجنسیوں نے اطلاع دی کہ نطفہ اللہ نے کو لمبو کے وفد کی اس تجویز کی تائید کی ہے کہ معاملہ از سر نو غور و
نوض کے لئے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور یہ بھی کہا ہے کہ کمیٹی اس پر فوراً غور و نوض نہ کرے۔ بلکہ کچھ عرصہ
بعد اس کو زیر بحث لائے۔ کیونکہ موجودہ کشیدگی ختم ہونے کے لئے کچھ وقفہ ڈالنا ضروری ہے۔ اس سے
زیادہ عجیب تر آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ عرب اور یہود کے درمیان کامیاب گفت و شنید
کس اساس پر شروع کی جاسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر وہ مجھے ثالث تسلیم کر لیں تو میں اس معاملے کو
صحیح طریق پر حل کر سکتا ہوں۔"

ہم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آپ نے اپنے آپ کو کیوں کس حیثیت میں اور کن مقاصد کے تکمیل کے
کے لئے اپنے آپ کو بطور ثالث پیش کیا؟ اپنی خود نوشت میں آپ نے ان امور پر روشنی نہیں ڈالی
ہے۔

۲۹ نومبر کو جنرل اسمبلی نے تقسیم فلسطین کی قرارداد منظور کر لی۔ ۲۲ گھنٹے کے وقفے سے فائدہ اٹھا کر
امریکے نے کئی ممالک کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور کچھ ممالک کو سیاسی اور اقتصادی دباؤ کی وجہ سے اپنے ضمیر
کے خلاف حمایت کرنی پڑی۔ یہ افضل لاہور نے اپنے اس ظالمانہ قرارداد پر محض ایک چوتھائی کالم کا ادارہ
لکھا جس میں تقسیم فلسطین کی اس قرارداد کو عربوں کے لئے ایک بڑی ناکامی قرار دیا۔ لیکن اس کے دو
روشن پہلو بھی بیان کئے گئے اول یہ کہ اسلامی ممالک میں مغرب سے حسن ظن ختم ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے
کا احساس پیدا ہوگا۔ دوم اسلامی ممالک جان کئے ہوں گے کہ ایک دوسرے سے الگ رہ کر وہ زندہ
نہیں رہ سکتے تھے اس عمومی تبصرے کے علاوہ جو ایک یہودی مبصر بھی کر سکتا ہے نہ تو صیہونی ریشہ
روانیوں کی مذمت اور فلسطینی عوام کی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اور نہ ہی تقسیم کی قرارداد کی مذمت کی گئی۔ مرزا محمود

۷ ندیم دھکی، پٹنٹا سن یونائیٹڈ نییشنز، عمان ۱۹۶۸ء ص ۲

۱۵ افضل لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۴۷ء

۱۶ افضل لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۴۷ء

نے کچھ عرصہ بعد ایک مضمون میں اپنے گذشتہ موقف کو دہراتے ہوئے کہا کہ "فلسطین کا معاملہ ایک الہی تدبیر کا نتیجہ ہے اور قرآن کریم، احادیث اور بائبل میں ان تازہ پیدا ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے موجود ہے۔" الفضل نے یہ بھی تحریر کیا کہ مرزا محمود کی ماڈی فاٹیڈ سمجھوتے والی پیش گوئی جس میں روس کی انداد کا ذکر تھا پوری ہو گئی ہے۔

سرفظ اللہ اور پاکستان کا موقف

سرفظ اللہ کو مسئلہ فلسطین کے متعلق اقوام متحدہ میں پاکستان کے موقف کی پیش کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پاکستان نے ہمیشہ عربوں کے کار کی حمایت کی اور فلسطین کے سوال پر اس کا نقطہ نظر قطعی اور واضح رہا ہے۔ اس موقف کی

پیش کرنے میں سرفظ اللہ کی اپنی رائے، قادیانی مسک یا مرزا محمود کے کسی حکم یا تجویز کو قطعاً کچھ دخل نہ تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ قادیانی قیام اسرائیل میں ادا کئے گئے اپنے ثمرناک کردار کو چھپانے کے لئے پاکستان کے موقف اور پاکستان اور عرب پر لیس کے تبصروں کو اپنے مذموم کارناموں کے لئے بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں۔ اور ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے اس مسئلے میں سب کچھ انہوں ہی نے کیا ہے۔ حالانکہ یہ کتنی افسوسناک ہے کہ سرفظ اللہ نے اس ناسدگی کو قادیانیت کے پروپیگنڈے اور غریب ممالک میں اس کے وقار کو بلانے کے لئے استعمال کیا۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اقوام متحدہ سے واپسی پر سرفظ اللہ نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق قادیانی جماعت شام کے ایما پر دمشق میں قیام کیا۔ اور اپنے پاکستانی نمائندے ہونے کی حیثیت کو جماعتی پروپیگنڈے اور اسلامی ممالک میں قادیانی جماعت کے ایسج کو بلانے کے لئے استعمال کیا تاکہ مستقبل میں وہ مضبوط قدم جما کر تخریب کاری اور فتنہ انگیزی کے صیہونی پروگرام کی تکمیل کر سکے۔

دمشق کے ہوائی اڈے پر شامی زعماء کے علاوہ قادیانی مبلغ نور احمد منیر اور دیگر افراد جماعت آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

۱۔ الفضل لاہور ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء ۲۔ الفضل لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ء

۳۔ دی قادیانیز، اے نان مسلم مینارٹی ان پاکستان۔ قادیانی مشن لندن ۱۹۶۵ء ص ۲۴

ظفر اللہ نے اس موقع پر قادیانی جماعت کے وفار کو بلند کرنے کے لئے ان سے بے تکلفانہ گفتگو کی اور شامی اکابر کے مقابلے میں قادیانیوں سے زیادہ گرم جوشی سے ملے۔ شامی وزیر اچوکنے اور متحیر ہو گئے ہوئی اڈے پر آپ کا پاکستانی نمائندے کی حیثیت سے استقبال کرنے والوں میں فحامتہ الرئیس السید شکرہ القوتی بک کے ذاتی نمائندے سید سہیل العقی، شامی وزیر کی طرف سے استاذ عارف حمزہ، السید، السید غالب میوزیک جنرل سپرنٹنڈنٹ پولیس، عرب لیگ کی طرف سے استاذ معین بک الماضی اور عزت بک دروزہ شامل تھے۔ سر ظفر اللہ نے ہوئی اڈے پر اتر کر شامی رہنماؤں اور استقبال کرنے والوں سے سرسری مصافحہ کیا اور قادیانی جماعت سے بڑی گرم جوشی سے ملے اور بھرپور تہ تکلفی اور اپنا بیعت کا اظہار کیا مصافحے اور معانقے کئے۔ قادیانی مبلغ نور احمد اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ "اس موقع پر عرب لیگ کے نمائندے نے پولیس افسر سے کہا "من هولاء" یہ کون لوگ ہیں۔ مگر ان کو یہ علم نہ تھا کہ مکرم چوہدری صاحب ہماری خواہش کے مطابق یہاں تشریف لارہے ہیں اور آپ کی آمد ہمارے لئے سرور کا موجب ہے اور اپنی جذبات و احساسات کے پیش نظر ہر چھوٹا بڑا جماعت کا دوست آپ سے معانقہ کر رہا تھا اور اس نظارہ نے تمام حاضرین کو حیران کر دیا ان کا خیال تھا کہ مکرم چوہدری صاحب ایک اجنبی کی حیثیت سے یہاں تشریف لارہے ہیں چنانچہ دمشق اخبارات نے جہاں اس موقع پر یہ ذکر کیا کہ آپ کا سرکاری طور پر استقبال کیا گیا وہاں جماعت کے استقبال کا بھی نمایاں طور پر ذکر کیا گیا اور اہلیان دمشق کو جماعت کے علمی اور سیاسی مقام کا علم ہوا"۔

فحامتہ الرئیس القوتی (شام کے صدر۔ مؤلف) نے کہا کہ آپ (سر ظفر اللہ) مورس ۳۱ کو زوپہر کا کھانا تناول فرمائیں اور سناٹھ ہی عاجز کو بھی کہا۔ نیز آپ حکومت کے بیان ہیں اور آپ کے لئے ہوٹل میں مکرہ کا خاص نظام کیا گیا ہے۔ مکرم چوہدری صاحب نے اس عاجز (قادیانی مبلغ نور احمد۔ مؤلف) کو کہا کہ میری طرف سے پریذیڈنٹ کو ان الفاظ میں عرض کر دیں :-

میری درخواست ہے کہ مجھے اپنے اگلی بھائیوں کے پاس قیام کی اجازت دی جائے مگر آپ کی خواہش کے احترام میں آج کی رات ہوٹل میں گزارا دل گا" عاجز (قادیانی مبلغ۔ مؤلف) نے اس فقرے کا

معنوی ترجمہ کر دیا اس پر سید شکر القوتلی نے بڑی حیرانی اور تعجب سے دریافت کیا کہ کن کے پاس آپ قیام ہوگا؟ اس پر عاجز نے ان کو تفصیل سے بتایا کہ ہم نے چوہدری صاحب کا انتظام کیا ہوا ہے؟ پرنیڈنٹ کے دفتر سے فارغ ہونے کے بعد ہم دمشق کے بڑے خوبصورت ہوٹل اورنٹیل سپر آگئے جہاں مکرم چوہدری صاحب کے لئے حکومت کی طرف سے انتظام کیا گیا تھا۔ شام کے کھانے پر پرنیڈنٹ کے خاص نائبرے نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا کھانے کے بعد آپ جماعت کے دوستوں سے گفتگو کرتے رہے اور جو دوست نہ آسکے ان کی خیر و عافیت کے متعلق بھی دریافت کرتے رہے دوسرے دن صبح ۹ بجے پروگرام کے مطابق آپ مکرم الحاج بدرالدین المحضی (قادیانی) کے مکان تشریف لے آئے۔

سرفظ اللہ نے مفتی اعظم فلسطین سے عالیہ (لبنان) میں ملاقات کی اور دیگر اعلیٰ افسران اور دانشوروں سے فلسطین کے مسئلے پر گفتگو کی۔ وزیر اعظم جمیل روم بک کے کھانے کی دعوت میں قادیانیوں کی ایک کمیٹی کے ساتھ شرکت کی اور کئی سیاسی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

سرفظ اللہ نے بیروت میں مقیم برطانوی سینئر ریپورٹریو انرز (Treford & Evans) سے بھی ملاقات کی اور قیام اسرائیل کے مسئلے پر تبادلہ خیالات کیا۔ واضح رہے کہ بیروت میں یہودی انٹی جنس مشن کی طرف سے ایک خاتون بیوہ ام جازم جاسوسی کے لئے مامور تھی۔ اس نے قادیانی مذہب اختیار کر رکھا تھا اس کا خاوند شیخ محمد حسر لبنانی پارلیمنٹ کا سابق صدر تھا۔ قادیانی مبلغ شیخ نور احمد اور ام جازم اکٹھے سیاسی مہات پر روانہ ہوتے تھے۔

سرفظ اللہ نے اس دورے سے اسرائیل کے لئے مستقبل کی پالیسی اور عرب ممالک میں قادیانی اٹھانے کا ایک مربوط خاکہ وضع کیا جسے لاہور میں مرزا محمود کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔

یہودی ریاست کے سائے میں

سامراجی صیہونی
گٹھ جوڑ

روس اور امریکہ نے اقوام متحدہ میں فلسطینی مسئلہ پر اتفاق رائے رکھا تقسیم فلسطین کی حمایت اور اسرائیلی ریاست کو تسلیم کرنے کی دوڑ میں دونوں کے پیش نظر اپنے مفادات تھے۔ امریکی صدر کی نظر یہودی ووٹوں پر تھی اور روس مشرق وسطیٰ اور ایشیا سے مغربی اثرات کا جنازہ نکال کر مغربی طاقتوں کی جگہ لینا چاہتا تھا۔ برطانیہ اس بحث میں بظاہر الگ تھلک رہا کیونکہ وہ نہر سوئز کے علاقے میں اپنے معاشی مفاد کے تحفظ کے لئے کھلے طور پر ایسا کوئی قدم اٹھانے سے گریز کر رہا تھا جس کے نتیجے میں عرب براہِ رختہ ہو جائیں۔ برطانیہ کے آخری باقی کسٹمر مسٹر کننگھم نے برطانوی افواج کے انخلاء کے ساتھ ساتھ یہودیوں کو فلسطین کے طول و عرض میں اہم علاقے دلانے میں مدد دی تقسیم فلسطین کے وقت چھ لاکھ یہودی فلسطین میں آباد تھے جن کی ساری بالغ آبادی یورپ اور امریکہ سے سبک شدہ ہتھیاروں سے لیس تھی ان کی بستی بستی فوجی کیمپ میں تبدیل ہو گئی تھی جہاں سے عرب آبادیوں پر حملے ہو رہے تھے۔ عرب آبادی چودہ لاکھ سے زائد تھی۔ مفتی اعظم نے ایک مختصر سی فوج تشکیل دے رکھی تھی جو یہودی دہشت پسندوں کے خلاف صف آراء تھی۔ یوں تو پچاس ہزار سے زائد عرب رضا کار میدان میں آنے کو تیار تھے مگر ان کے پاس مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ نہ تھا جب کہ دنیا بھر کے یہودی فلسطین کے صیہونیوں کو ہتھیار فراہم کر رہے تھے۔ ان حالات میں عرب محروم دیکھنے پر گوریلا جنگ کرنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

سامراجی طاقتوں کی ہمیشہ پر صیہونی عرب قصابات اور دیہاتوں پر جارحانہ حملے کر رہے تھے۔ عرب آبادی کا قتل عام جاری تھا۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ برطانوی سامراج نے فلسطینیوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کے بہانے کئی اہم علاقے خالی کر لئے جن پر بعد میں یہودیوں نے قبضہ جما لیا۔

۱۴ مئی کو راست کے بارہ بجے جب برطانوی سامراج نے فلسطین سے اپنا بوریا بستر لپیٹا تو یہودی فوجی نقطہ

نظر سے اہم عقلا پر قابض ہو چکے تھے۔ دیر یا مین۔ طبریہ۔ سمخ۔ سلامہ۔ نیرودہ۔ بیت دجن۔ بیسان۔ بیت المقدس (نیا شہر)۔ صفد۔ اور یا قاجیہ جیسے اہم شہر عرب آبادی سے خالی تھے۔ انتداب کے خاتمہ کے ساتھ ہی یہودیوں نے بن گوریان کی سربراہی میں نام نہاد آزاد حکومت اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا۔ وزیر ماں کا صدر مقرر کیا گیا۔ بڑی طاقتوں نے جن میں امریکہ اور روس شامل تھے اسے تسلیم کر لیا۔

برطانوی سامراجی اور یہودی کی ملی بھگت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ برطانیہ نے اعلان کردہ حیفا کے سوا سارا فلسطین ۱۹۴۸ء میں ہی کو خالی کر دے گا۔ البتہ حیفا کی بندرگاہ سے اپنی فوجیں انکسٹ میں گا۔ اپنے اعلان کے برعکس اس نے اچانک ۱۹۴۸ء میں ہی کو حیفا خالی کر دیا۔ ادھر انگریز حیفا سے نکلا اور ہر یہودیوں نے شہر پر قبضہ کر لیا اور ۱۵ مئی کو اسکو اور گولے بارود سے لے ہوئے جہاز حیفا کی بندرگاہ پہنچ گئے۔

اسرائیلی فتوحات | اسرائیلی جارحیت اور بربریت کو فتوحات کا نام دیتے ہوئے قادیانی مبلغ چوہدری شریف اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ رپورٹ میں لکھتا ہے

”۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے حیفا فتح کر لیا۔ ۲۷ اور ۲۵ مئی کو محققات حیفا پر قبضہ کر لیا۔ سلسلے میں ۲۵ تاریخ کو ماؤنٹ کرمل پر واقع عرب آبادی کیا بیر کی باری آگئی۔ صبح ہوتے ہی چاروں اطراف سے مسلح فوجوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور ہمارے سامنے دو شرائط پیش کیں ہجرت کرنا چاہیں تو ہتھیاروں جس قدر سپاہی آپ کے پاس مقیم ہوں وہ ہمارے سپرد کر دیں۔ ہم نے ارشاد نبوی من قتل دون مالمہ و عمر فہوش شہید پر عمل کر رکھا تھا۔ سپاہی کوئی ہمارے ہاں آیا نہ تھا۔ مغرب تک گوشہ گوشہ تلاش و تفتیش کر آئی کلیر (see: see) دئے گئے۔“

مرزا محمود کا پیغام | اسرائیل میں قادیانی مشن کی اہمیت کے پیش نظر مرزا محمود نے رتن باغ لاہور سے برطانوی انتداب کے خاتمے سے ایک روز قبل اسرائیل کی قادیانی جماعت کو خصوصی پیغام ارسال کیا کہ وہ کسی قیمت پر بھی کیا بیر کی زمین یہودیوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ مولانا

۱۵ یہودی تم کاریوں کا مترجم بن گوریان کی کتاب باری برتھ اینڈ ویسٹی آف اسرائیل کے ص ۵۳۰ پر ملاحظہ کریں۔

۱۶ لیری کولنز اینڈ ڈومینیک پیپرے، اوپن و شلم، لندن سے ۱۹۷۱ء ص ۲۳۷ سے تاریخ احمدیت جلد ۱۳ ص ۱۳۱

تاریخ احمدیت، جسٹر کارروائی مشاورتی اجلاس، رتن باغ لاہور (غیر مطبوعہ) کے حوالے سے
 حضرت مصلح موعود کا اہم پیغام فلسطینی احمدیوں کے نام کے زیر عنوان رقم طراز ہے :-
 حضرت مصلح موعود (مرزا محمود) نے ۱۵ ماہ ہجرت / مئی ۱۹۲۷ء کو رتن باغ کے مشاورتی اجلاس
 میں فرمایا۔

شام والوں کو لکھا جائے کہ کسی نہ کسی طرح کیا بیرونیوں کو اطلاع دیں کہ تنگی کے دن ہیں صبر سے گزاریں
 اور کسی قیمت پر بھی کیا بیر کی زمین یہود کے پاس فروخت نہ کریں :-

ان پر آشوب حالات میں جب کہ مسلح صیہونی غنڈے نہتے عربوں پر
 ظلم ڈھا رہے تھے فلسطین کے طول و عرض میں بوڑھوں، بچوں اور
 عورتوں کا قتل عام کیا جا رہا تھا۔ یروشلم کی گلیاں اور بازار بے گور و کفن لاشوں سے اٹے پڑے تھے۔
 ہزاروں بے یار و مددگار فلسطینی پناہ گزین کھلے کیمپوں میں پڑے بھوک کی اذیتیں برداشت کر رہے تھے۔
 مسیح موعود کے قادیانی غنڈے ان مظلوموں کے کیمپوں میں گس گس کر انہیں مرزا کی نبوت کا ذہ پر ایمان
 لانے کی دعوت دینے میں مصروف تھے اور صیہونی انتہی جنس کے لئے کام کر رہے تھے۔ اس الم ناک حقیقت
 کو تحریک جدید کے مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی کی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ ماہ اگست تا اکتوبر
 ۱۹۴۸ء کی رپورٹ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے لکھتے ہیں :-

فلسطین کے شہر صور اپنے جیفہ کے احمدی بھائیوں تک پہنچنے کے سلسلہ میں گیا۔ جہاں فلسطینی پناہ گزینوں
 میں تبلیغ کی۔ احمدی بھائیوں کی خواہش پر دو یوم یہاں قیام رہا۔ تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لئے
 بھی وقت صرف کیا۔ یہاں ۲۹ کس کو تبلیغ کی۔ ایک شخص سے خاص طور پر تبادلہ خیالات دو روز تک
 چار سے چھ گھنٹے تک ہوا رہا انہیں بعض کتب بھی مطالعہ کے لئے دی گئیں :-

یہ شرمناک سلسلہ کافی عرصے تک جاری رہا اور فلسطینی پناہ گزین ایک طویل مدت تک قادیانیوں کی
 استحصالی زد میں رہے۔ چوہدری محمد شریف نے ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۴۹ء کے عرصے کی
 اسرائیل سے پاکستان روانہ کی گئی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ وہ لٹے پٹے فلسطینیوں کو جنگ کے ایام میں بدلتے

تبلیغ کرتے رہے فرماتے ہیں۔

ہماری آنکھوں کے سامنے شہر گر گئے آیا دیاں ویران ہو گئیں ان ایام میں جب کہ چاروں طرف گولیاں برستی تھیں اور ہر رات معلوم ہوتا تھا کہ صبح ہم پر طلوع ہوگی یا نہیں۔ دعوت احمدیت کا کام باوجود محصور ہونے کے جاری رکھا۔

عرب افواج کی کارروائی

صیہونی مظالم اور توسیع پسندی کے نتیجے میں عرب افواج نے

اسرائیل کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا۔ جنگ کی ابتدا

میں مصر نے صحرائے نقب کے بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ شمالی فلسطین میں مفتی اعظم کی افواج نے نمایاں

کارنامے انجام دیے۔ عراقی فوجیں جنین۔ تلکرم اور نابلس کی مثلث پر قابض ہو گئیں۔ شمالی افواج نے

وادی اردن کے ایک اہم مورچے پر قبضہ کر لیا۔ اردن نے بیت المقدس کے نئے شہر کی ناکہ بندی کر رکھی

تھی۔ امریکی صیہونی اس صورت حال سے غصے پریشان تھے۔ چونکہ اردنی افواج اس معرکے میں پیش

پیش تھیں۔ اس لئے برطانیہ پر سخت تنقید کی جا رہی تھی۔ عرب لیگ کے سکریٹری جنرل اعظم پاشا نے اسرائیل

کے خلاف عرب افواج کی کارروائی سے قبل برطانوی سفیر مقیم عدن سر ایلیک کرک براؤڈ سے مشورہ کیا

اور یہ یقین دہانی حاصل کر لی کہ عرب افواج کے حملے کے وقت برطانوی فوج مصر کی رسل و رسائل کی لائن کو

منقطع نہیں کرے گی۔ کرک نے لندن سے رابطہ قائم کیا۔ برطانوی فارن آفس نے ہدایت دی کہ عرب لیگ

کو مطلع کر دیا جائے کہ برطانیہ جنگ میں ملوث نہیں ہوگا۔ برطانوی مدبروں نے بعد میں اعتراف کیا کہ

یہ ایک سیاسی چال تھی۔ برطانیہ کو معلوم تھا کہ جنگ کے آغاز ہی میں اقوام متحدہ مداخلت کرے گا

اور جنگ بند ہو جائے گی۔

برطانوی فارن آفس سکریٹری مسٹر بیون کے ڈپٹی سر ہیرلڈ ہیلے نے واضح کیا کہ برطانیہ کا رویہ نہایت

محاط اندازوں پر مبنی تھا اس نے اردن کو اسلحے کی ترسیل بند کر دی تھی۔ اینگلو اردن معاہدے کے تحت

اردنی فوج کو تربیت دینے والے برطانوی افسروں کو بھی واپس بلا لیا گیا تھا۔ ۱۱ مئی ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ

نے تمام محاذوں پر جنگ بند کرنے کے احکام جاری کر دیے۔ یہودی عرصے میں یہودیوں نے جنگ بندی کی کھلی

خلافت دنیالیہ میں اور فلسطین کے ۲ حصے پر قبضہ کر لیا۔ فلسطین کا وہ علاقہ جو اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق عربوں کو ملنا چاہئے تھا اس کا آدھے سے زیادہ حصہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ باقی اردن کے مغربی ساحل اور غزہ کی پٹی میں مدغم ہو گیا۔ دس لاکھ سے زائد فلسطینی عرب اردن اور دوسرے عرب ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

۱۶ مئی ۱۹۴۸ء کو برطانوی انتداب کے خاتمے کے موقع پر مرزا محمود نے ایک مضمون "الکفر ملت واحدة" کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس کا عربی ترجمہ بغداد سے شائع کیا گیا اور مشرق وسطیٰ کی پریس اور عرب زعماء میں اس کی وسیع تشہیر کی گئی۔ مضمون کا سبب اب یہ تھا :-

"وہ دن جس کی کتب سماوی میں سینکڑوں برس پہلے خبر دی جا چکی ہے وہ دن جو مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ اور اندیش ناک بتایا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے آج پہنچا ہے فلسطین میں یہودیوں کو پھر سے بسایا جا رہا ہے۔ یہودیوں نے اسلام کی بڑی مخالفتیں کیں اب یہ مقتدر حکومت کی صورت میں مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے اٹھا ہے۔ عربوں میں مقابلے کی طاقت نہیں ان کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ یا تو آخری جدوجہد میں فنا ہو جائیں گے یا اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کو ختم کر دیں گے۔ روس مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کے عمل کا ٹرک امریکہ کے عمل کے محرک سے زیادہ خطرناک ہے۔ پاکستان کے مسلمان اپنی جائیدادوں کا کم از کم ایک فی صد اپنی حکومت کو دے دیں اس سے کم از کم ایک ارب روپیہ جمع ہو گا جس کو دیکھ کر باقی اسلامی ممالک سے یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہو سکے گا جس سے فلسطین کے لئے یورپی ممالک کی مخالفت کے باوجود زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر آلات جمع کئے جاسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے مقاصد مقدسہ حقیقی طور پر خطرے میں ہیں۔ مسلمان متحد ہو کر ان کی حفاظت کریں۔"

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک دفعہ پھر فلسطین

۱۔ عرب افواج کے کارناموں اور برہانی طاقتوں کی ڈپلومیسی کے لئے گلوب پاشا کی کتابیں (۱) برٹن اینڈ دی عربز، لندن ۱۹۵۹ء (۲) استوری آف دی عرب لیجن، لندن ۱۹۴۹ء ملاحظہ کریں۔ نیز ایس۔ فایز کی تالیف، دی عرب اسٹریٹیجی کانفلکٹ، عرب انفارمیشن سینٹر، نیویارک ۱۹۶۲ء قابل مطالعہ ہے۔

میں آباد ہوں گے لیکن ہمیشہ کی حکومت عباد الصالحون کی ہے۔ اس پیش گوئی کا عرصہ تقویٰ سے کام لے کر تنگ کر دیں شاید اس قربانی سے مسلمانوں کی بے دینی، دین سے ان کی بے ایمانی، ایمان سے اور ان کی مستی چستی سے اور ان کی بد عملی سعی پیہم سے بدل جائے۔ (ملخص)

۱۹۴۸ء میں جب عرب مشترکہ گمان اسرائیل کے خلاف برسرِ پیکار تھی۔ قادیانیوں نے عرب ممالک میں اس پمفلٹ کو تقسیم کیا۔ نہایت محتاط طریقے سے ترتیب دئے گئے اس مضمون میں نہ تو صیہونی مظالم کی مذمت کی گئی اور نہ ہی نام نہاد ریاست اسرائیل کے قیام کی مخالفت کی۔ عربوں یا فلسطینی عوام کی قربانیوں اور ان کی جدوجہد آزادی کی ہمیشہ انداز میں حمایت کرنے کے برعکس مرزا محمود نے پاکستانی عوام کو جا بیداروں کا ایک فیصد حکومت کو پیش کرتے کی مضحکہ خیز اور ناقابل عمل تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو پیش کرتے وقت مرزا محمود نے یہ بھی نہ سوچا کہ پاکستان کے لٹھے پٹے پناہ گزینوں کے پاس جا بیدار ہیں ہی کہاں جو وہ حکومت کو پیش کریں اور پھر خالی خولی جا بیداروں دینے سے کوئی مقصد مل نہیں ہو سکتا۔ یہ صدر انجمن احمدیہ کے نام وصایا نہیں تھے جو قضا خلافت کی ترمیم و آرائش میں صرف ہوتے ہیں مضمون سے صاف عیاں ہے کہ قادیانی خلیفہ اسرائیلی جارحیت کی مذمت کئے بغیر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ عربوں کے مفاد میں آواز دہرائے رہا ہے۔ حالانکہ ایک ناقابل عمل تجویز پیش کر کے آپ نے فن کارانہ انداز میں عربوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ یہودی مسئلے میں ان کے ہم نوا ہیں دراصل اس بہروپ کا مقصد یہ تھا کہ عرب ممالک میں مستقبل میں استعماری اڈے قائم کئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پمفلٹ کو نہ تو اسرائیل میں تقسیم کیا گیا اور ہی صیہونیوں نے اس کا کوئی ٹوٹ لیا بلکہ یہودی قادیانی تعلقات اسرائیل کے قیام کے بعد کہیں زیادہ مستحکم ہو گئے۔

امریکی حاشیہ پر دار
برصغیر کی تقسیم اور تہی اسلامی مملکت کے وجود میں آنے کے بعد عالمی سطح پر جو حالات پیدا ہو رہے تھے ان میں امریکہ اور روس کی سرد جنگ

کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ روس نے دوسری جنگ عظیم کے بعد اپنی حیثیت کو منوا کر دم لیا۔ امریکہ نے اسے جھکانے کے لئے نیٹو کی تنظیم کھڑی کی۔ اس نے جو ابار ساپیکٹ کا حصار قائم کیا۔ سرد جنگ کے اس ماحول میں پاکستان معرض وجود میں آنے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی قائد اعظم کی عظیم قیادت اور رہنمائی سے

محروم ہو گیا۔ یہ ایک عظیم سانحہ تھا۔ آپ کے بعد ملت کی قیادت کا فریضہ لیاقت علی خاں نے ادا کیا۔
 امریکہ اور روس کی آویزش کے اثرات برصغیر پر بھی پڑے۔ روس نے سب سے پہلے وزیر اعظم
 لیاقت علی خاں کو دورہ ماسکو کی دعوت دی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پاکستان اس دعوت کو قبول کر لیتا لیکن سر ظفر اللہ
 کے مشورے اور اس وقت کی قیادت کے مغربی اثرات پذیر ی کے باعث پاکستان سے انتہائی غیر
 ذمہ دارانہ حرکت سر زد ہو گئی۔

امریکی صدر ٹرومین نے اسی اشارہ میں لیاقت علی خاں کو دورہ امریکہ کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر
 لی۔ اور ماسکو کی بجائے واشنگٹن چلے گئے۔ روس نے شکوہ کیا کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے وہ اس کی
 ذمہ داری محروم لیاقت علی خاں، سر ظفر اللہ خاں اور بعض سابق برطانوی سامراجی دفتر شاہی کے مہروس پر ڈال کر
 خاموش ہو گیا۔ سر ظفر اللہ جو اس زمانے میں پاک تان کی خارجہ پالیسی کے خالقوں میں سے تھے انہیں اپنی پرانی
 جلی انگریز دوستی اور امریکہ نوازی کے علاوہ یہ بھی کشش نظر آرہی تھی کہ وہ جماعت احمدیہ کے ذریعے
 یورپ اور امریکہ میں "تبلیغ" کر سکیں گے۔ اور "احمدیت کا پیغام زمین کے آخری کناروں تک پہنچا دیں گے۔"
 بہر حال ان کی یہ عقیدت مندی بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی کے خطوط کی تشکیل پر پوری طرح اثر انداز ہوتی
 رہی اور پاکستان آزادانہ اور حقیقت پسندانہ خارجہ پالیسی کی بجائے عالمی کش مکش میں افراط و تفریط
 کا شکار ہو گیا ہے۔

۱۹۵۲ء میں محروم خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں جب پاکستان کو پہلی بار غذائی بحران کا سامنا
 کرنا پڑا تو امریکہ کھل کر سامنے آ گیا۔ اس نے ۱۹۵۳ء کے اپریل، مئی میں گندم اور دوسری اجناس کے
 ذریعہ سفارتی جارحیت کی۔ پاکستان کے سیاسی حلقوں میں سر ظفر اللہ کو 'امریکی مہرہ' کے نام سے یاد کیا
 جاتا تھا۔ اور اس کے وجود نامسعود اور امریکی امداد کو لازم و ملزوم قرار دیا جاتا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر
 ظفر اللہ سازش کر رہا تھا اور ملک اندر سامراجی طاقتوں کی شہ پر قادیانی خلیفہ مرزا محمود پہلے کشمیر اور
 پھر بلوچستان میں قادیانی سٹیٹ قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اور جماعت کو ان علاقوں میں ایک
 بیس بنانے پر اکسارہے تھے۔

۱۔ نوائے وقت لاہور، یکم فروری ۱۹۷۲ء

۲۔ منیر رپورٹ ۱۹۵۳ء۔ نیز الفضل لاہور ۱۳ اگست ۱۹۷۸ء

۱۹۵۲ء کے بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی مسلسل ناکامیوں کا شکار رہی اور اسے امریکی ہلاک کا حاشیہ نشین سمجھا جانے لگا۔ عرب ممالک کے ساتھ تعلقات خاص طور پر فروغ نہ پاسکے۔ ۱۹۵۲ء میں سر ظفر اللہ مہر گئے اور جنرل نجیب سے ملاقات کی۔ عوامی سطح پر آپ کی آمد کے خلاف نفرت کے جذبات پائے جاتے تھے۔ مصر کے اخبار الیوم نے ۲۶ جون ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں مفتی نصر شیح محمد مخلوف کا قادیانی تحریک کے بارے میں ایک چمڑے مضمون شائع کیا۔ جس میں بلا واسطہ طور پر پاکستان اور اس کے وزیر خارجہ کی سرگرمیوں پر تنقید کی گئی تھی۔ سامراج مخالف عرب پریس نے اسی نوع کے تبصرے کئے جس سے عرب ممالک سے تعلقات متاثر ہوئے۔

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) مرزا محمود کی سیاسی ناما قبضت اندیشیوں اور سر ظفر اللہ کی جارحانہ تبلیغی مہم کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ پنجاب میں یہ لاوا آتش فشاں بن کر پھٹا۔ قادیان مخالف تحریک چلی۔ صوبے میں مارشل لا لگا جب طوفان تھا اور تحقیقاتی عدالت نے کام شروع کیا تو مسلم زعماء نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ سر ظفر اللہ امریکہ، برطانیہ اور اسلام دشمن طاقتوں کے کھلے ایجنٹ ہیں اس لئے ان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے فی الفور ہٹایا جائے۔ اس تحریک کی گونج مشرق وسطیٰ میں بھی سنائی دی۔ عرب پریس نے قادیانی تحریک کے مذہبی اور سیاسی مضمرات پر مقالات شائع کئے۔

تحریک کے دوران برطانیہ نے کامن ویلتھ کے ناطے سے پاکستان پر دباؤ ڈالا۔ کہ احمدیہ اقلیت کو تحفظ بہم پہنچایا جائے۔ واشنگٹن میں مقیم قادیانی مبلغ خلیل احمد ناصر نے سی آئی اے کی امداد کے حصول کے لئے پارک وے میموریل کے چکر لگائے۔ اسرائیل میں امریکہ کے پہلے سفیر جیمز میکڈانلڈ نے اسرائیل میں قادیانی مبلغ چوہدری شریف کو بار بار شہرت ملاقات بخشا۔ اسرائیل نے اپنے آقاؤں کی معرفت پاکستان پر دباؤ ڈالا کہ احمدیوں کو تحفظ دیا کرے۔ سامراجی صیہونی پریس میں انسانیت اور بہمدردی کے اعلیٰ آدرشوں کی آواز کے قادیانیوں کو اخلاقی مدد بہم پہنچائی۔

مرحوم خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کا چراغ گل ہونے کے بعد ان کی جگہ
سیو میں شمولیت
 محمد علی بوگرہ مرحوم کو امریکہ سے درآمد کر کے وزیر اعظم بنایا گیا۔ امریکہ کی

گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی۔ امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈولیس نے اس کو انتہائی تک پہنچا دیا۔ پاکستان سینٹو اور سینٹو کا نمبر بن گیا۔ سینٹو میں پاکستان کو پھینسانے میں سر ظفر اللہ شکر کی سازش کا فرما تھی۔ پاکستان کے مشہور صحافی جناب معظم علی نے قادیانی سازش کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

جس وقت یہ معاہدہ عمل میں آیا تھا اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی بوگرہ مرحوم تھے اور وزیر خارجہ سر ظفر اللہ شکر۔ سر ظفر اللہ شکر اس معاہدے کی تکمیل کے لئے پاکستان کی طرف سے معاہدے کے مسودے پر دستخط کرنے کے مجاز تھے۔ جب انہوں نے معاہدے کی اس شق کو قبول کر کے دستخط کر دئے جس کے مطابق معاہدہ صرف کیونسٹ بلاکوں کی طرف سے حملہ کی صورت میں کارآمد ہو سکتا تھا تو میں (معلم علی) نے محمد علی بوگرہ مرحوم کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ یہ جان کر بہت برہم ہوئے کیونکہ یہ سراسر ان کے منشاء کے خلاف تھا انہوں نے فوری طور پر تمام وزیروں کو بلا یا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ نیز ظفر اللہ شکر کو ایک کیبل اس مضمون کا روانہ کیا کہ معاہدے کی یہ شرط قابل قبول نہیں ہے۔ اور حکومت پاکستان اس شق پر دستخط کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ اس کی بجائے یہ ہونا چاہئے کہ حملہ آور کوئی ملک بھی ہو معاہدے میں شامل ملک اس کے خلاف مشترکہ جدوجہد کریں گے اور اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن ظفر اللہ شکر نے اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے جو کچھ کرنا تھا وہ کر گزرے۔

امریکہ اور روس کی سرد جنگ کے اثرات مشرق وسطیٰ میں نمودار ہوئے فوجی انقلابات اور سیاسی دفاعی معاہدات معمول بننے لگے۔ مصر میں ۱۹۵۴ء جب کینل ناصر نے اقتدار سنبھالا تو سیاسی اور فکریاتی کشمکش عروج پر تھا۔ اس تصادم کے نتیجے میں مصر، انڈونیشیا وغیرہ میں بعض اسلامی تحریکات اٹھیں جنہوں نے مسلمانوں کی قیادت کا اہم کام انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ قادیانیوں نے دنیا کی تمام اسلامی تحریکات کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کیا۔ اور اسرائیل مشن کی معرفت ان تحریکوں کے خلاف مختلف قسم کی سازشیں کیں۔ قادیانیوں نے الزام لگایا کہ یہ دینی تحریکیں اشتراکی اور فاشی کلیسائی جبر یہ کے نظریے سے متاثر ہو کر پیدا ہوئی ہیں اور ایسا انتشار پھیلا رہی ہیں جس کا فائدہ اشتراکیت اور دہریت کو ملے گا۔

مرزا محمود کا دورہ دمشق

۱۹۵۵ء میں مرزا محمود نے علاج کے بہانے یورپ جانے کا اعلان کیا۔ ربوہ میں اس سال کے اوائل سے قادیانی پاپائیت کے خلاف تحریک جاری تھی جس میں

حکیم نور الدین کے بیٹے پیش پیش تھے۔ ان امور کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آپ اپنے سیاسی دورے پر چل پڑے جس کا ایک مقصد مشرق وسطیٰ میں قادیانی مشنوں کی کارکردگی کو بہتر بنانا اور اسلامی تحریکوں کو سبوتاژ کرنے کے اقدامات کرنا تھا۔ ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ ربوہ سے روانہ ہوئے۔ یکم مئی کو دمشق پہنچے۔ ایک ہفتہ دمشق میں رہے اور اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اسرائیلی جماعت اور اس کے مبلغ چوہدری شریف سے رابطہ قائم کیا۔ آپ نے اسرائیلی صدر بن زیوی اور وزیر خارجہ موشے شیرٹ کو اہم پیغامات بھجوائے، مئی کو آپ بیروت پہنچے۔ جہاں سے یورپ کے لئے روانہ ہوئے۔ سوئٹزرلینڈ میں قادیانیوں کی ایک اہم خفیہ کانفرنس بھی ہوئی۔ جس میں سرفیئر اللہ اور یورپ کے دیگر قادیانی زعماء نے شرکت کی۔

قادیانی مبلغ کی اسرائیلی صدر سے ملاقات

یورپ کے پہلے دورے (۱۹۲۴ء) کی طرح موجودہ دورے میں مرزا محمود نے اپنے سیاسی پلان میں مشرق وسطیٰ کو خاص اہمیت دی اس علاقے کے مشنوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد بعض اہم اقدامات

کئے گئے۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں چوہدری شریف کی جگہ جلال الدین قمر کو اسرائیل میں نیا مبلغ مقرر کیا گیا۔ چوہدری صاحب ۱۹۳۸ء سے اسرائیل میں مصروف عمل تھے۔

شیخ نور احمد اور رشید چغتائی اسرائیل سے پاکستان آئے تک (۱۹۵۱ء) ان کے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔ چوہدری صاحب بھی اسرائیل سے پاکستان آئے۔ یہ تینوں مبلغ تاہم تحریر جنوری ۱۹۷۸ء ربوہ میں موجود ہیں۔ اور جلال الدین قمر جو ۱۹۵۵ء سے اسرائیل مشن کے انچارج ہیں ان کا سارا خاندان ربوہ میں ہے۔ بہر حال چوہدری شریف اسرائیل سے پاکستان آنے لگے تو اسرائیل صدر بن زیوی نے ان کو خصوصی پیغام ارسال کیا کہ وہ وطن جانے سے پہلے ان سے ضرور ملیں۔ اسرائیلی صدر کا یہ اشتیاق بعض اہم حقائق کا عکاس ہے۔ ۲۸ نومبر کو چوہدری صاحب نے ان سے ملاقات کی۔ مرزا محمود نے خطبہ جمعہ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء میں اس ملاقات کا ذکر بڑے فخر و مباہات سے کیا ہے۔

مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب "اور فارن مشنرز" (ہمارے بیرونی مشن) میں چوہدری شریف کی اسرائیل سے روانگی اور اسرائیلی صدر سے ملاقات کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے :-
 "قارئین ایک چھوٹے سے واقعے سے ہمارے مشن کی پوزیشن کا اندازہ لگا سکیں گے جو اسے اسرائیل میں حاصل ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مشنری چوہدری محمد شریف تھریک کے ہیڈ کوارٹر پاکستان آنے لگے تو اسرائیل کے صدر نے انہیں پیغام ارسال کیا کہ وہ جانے سے قبل انہیں ملیں۔ چوہدری محمد شریف نے موقع سے فائدہ اٹھا کر قرآن حکیم کے جرمن ترجمے کی ایک کاپی آپ کو پیش کی جو آپ نے بخوشی قبول کی۔ یہ نٹرویو اور اس کے احوال اسرائیلی پریس اور اسرائیلی ریڈیو نے نشر کئے۔
 چوہدری صاحب کے اسرائیل سے پاکستان آنے سے تقریباً ایک ماہ قبل سر ظفر اللہ مشق پہنچے۔ آپ اس وقت عالمی عدالت کئج تھے۔ قیام دمشق آپ نے اسرائیلی مشن کے اراکین سے رابطہ قائم کیا۔ اور کچھ عرصہ قیام کے بعد یورپ چلے گئے۔

چوہدری شریف کے پاکستان پہنچنے پر الفرقان ربوہ نے ایک خصوصی مضمون "فلسطین میں تبلیغ اسلام" کے زیر عنوان شائع کیا۔ اس آنجہانی اللہ رتہ مدیر الفرقان نے لکھا۔
 'مولانا محمد شریف صاحب فلسطین مشن کے انچارج ہوئے آپ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۵ء تک اس مشن میں فریضہ تبلیغ انجام دے کر ابھی حال ہی میں واپس آئے ہیں۔۔۔۔۔ (آپ) مع اہل و عیال واپس آئے ہیں۔ اور ان کی جگہ اس مشن کے انچارج مولانا جلال الدین صاحب مقرر ہوئے ہیں۔
 ۱۹۵۶ء میں نہر سویر کے مسئلے پر جنگ چھڑ گئی۔ قادیانی مشن اسرائیل نے سامراجی طاقتوں کی اسی طور سے مدد کی جیسے جنگ عظیم اول اور دوم میں کی جا چکی تھی۔ اسرائیل نے قادیانیوں کی خدمات کو خاص طور پر سراہا۔ جنگ کے کچھ عرصہ بعد، ۱۹۵۷ء میں مرزا مبارک احمد نے اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ داریاں کے عنوان سے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اسرائیلی حکومت اور قادیانی مشن کے باہم تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

اسرائیلی امداد

۱۰ مرزا مبارک احمد، اور فارن مشنرز، ربوہ ۱۹۶۵ء ص ۴۹ ۱۱ الغفل ربوہ ۱۳ ستمبر ۱۹۵۵ء

۱۲ الفرقان ربوہ۔ فروری ۱۹۵۶ء

اس وقت فلسطین میں جو چند مسلمان باقی ہیں ان کی تسلی اور ڈھارس صرف ہمارے مشن کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی بہبود اور ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ گذشتہ دنوں ہمارے مبلغ نے حیفہ کے میٹر سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ چنانچہ ہماری تعلیمی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر انہوں نے کہا کہ وہ کبیر میں مدرسہ کی عمارت بنا کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور کہا کہ میں کبیر ملنے کے لئے آؤں گا۔ چنانچہ بعد میں وہ مقررہ تاریخ پر چار دیگر معزز آدمیوں سمیت آئے جن میں مہندس اہلبلا و بھی تھے۔ اس موقع پر جماعت کے دوستوں اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ واپسی سے قبل میٹر صاحب نے مشن کے ریسٹر میں عمدہ تشریح کا اظہار کیا۔

ہمارے دار التبلیغ میں ایک صحافیہ ملنے کے لئے آئی جس نے تبادلہ خیالات کیا اور بعد میں ہمارے مبلغ مسجد اور مشن ہاؤس کی تصاویر ایک اخبار میں شائع کرائیں۔ اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ سے ایک ماہ قبل ظفر اللہ کی صدارت میں لندن میں ایک کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں جو قراردادیں پاس ہوئیں ان میں سے ایک خاصہ تشویش ناک تھی۔ اخبار جنگ لکھتا ہے :-

پاک بھارت جنگ
۱۹۶۵ء

کنونشن میں سر کبیر مندوہین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسر اقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

قادیانیوں کی اقتدار حاصل کرنے کی قدیمی خواہش اور جنگ ستمبر میں ان کے مذموم کردار پر روشنی ڈالنے ہوئے آغا شورش کاشمیری مرحوم نے لکھا ہے کہ :-

”مرحوم نواب کالا باغ نے ان سے ذکر کیا کہ قادیانی حصول قادیان کے لئے ایک سازش کے تحت کشمیر میں فوجی کارروائی کرنا چاہتے تھے۔ یہی بات مرحوم کالا باغ نے محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت کو بتائی۔ آپ مزید رقم طراز ہیں کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کو سر ظفر اللہ نے امریکہ میں صدر ایوب کے نام پیغام دینے کو کہا کہ پاکستان کشمیر پر

پہرمانی کر دے۔ بین الاقوامی سرحدوں کے آلودہ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ آنجنہانی جنرل اختر ماکسا اسٹریٹس
پیش پیش تھے۔ اس استعماری منصوبے کا مقصد پنجاب کی بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست اور باقی مغربی
پاکستان کی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان کو آگسٹ کرنا تھا۔

جنگ ستبر کے زمانے میں بہت سے قادیانی ایران میں موجود تھے جو
خلیج فارس میں اسرائیلی مفادات کی تکمیل میں مصروف تھے۔ ان
کے جیوش اکیسی تہران اور ورلڈ جیوش کونگریس کے تہران آفس سے گہرے روابط تھے۔ اور انہی کے
اشارے پر کام کرتے تھے۔ جنگ کے بعد ان میں سے بیشتر قادیانیوں نے اسرائیل میں سکونت اختیار کر
لی اور عرب اسرائیل جنگ (۱۹۶۷ء) سے قبل عرب علاقوں میں سازش اور جاسوسی میں ملوث رہے۔ ایران
سے ان قادیانیوں کے ۱۹۶۵ء میں اسرائیل جانے اور وہاں قیام کرنے کا انکشاف یہودی صنعت جیکب
ایم لائٹاؤ نے اپنی کتاب "اسرائیل میں عرب" میں کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے۔

"۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کو اسرائیل میں غیر یہودی افراد کی تعداد تین لاکھ ستائیس تھی جو تمام عرب تھے اور
ایران سے آنے والے کچھ سوا احمدی یہاں موجود تھے"۔

۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی پسپائی پر علاقہ کبابیر، اسرائیل
کے قادیانیوں نے جشن مسرت منایا اور چراغاں کیا۔ پاکستان کے قادیانیوں
اور ان کے خلیفہ ناصر احمد نے اس موقع پر معنی خیز خاموشی اختیار کئے

عرب اسرائیل جنگ

۱۹۶۷ء

رکھی۔ اور اپنی سابقہ روش کے مطابق صیہونی جارحیت کے خلاف کوئی بیان نہ دیا اور نہ ہی عربوں کے
حق میں کوئی آواز اٹھائی۔ جب کہ پاکستان نے فلسطینی مجاہدین اور عرب ممالک کے حق میں زبردست
مہم چلائی۔ اور بین الاقوامی اداروں میں اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی۔ اس حمایت کا یہودیوں نے پورا

۱۔ آغا شورش کشمیری مرحوم، عجمی اسرائیل، لاہور ص ۳۵ نیز قادیانی عزائم کی جھلک کے لئے ملاحظہ فرمائیے "موجودہ حالات
اور بعض خدائی نوشتے جاحد یوٹوپیڈا ص ۱۵ جیکب ایم لائٹاؤ (Jacob M. Light) (دی عربز ان اسرائیل) ص ۱۰۷

پولٹیکل سٹیڈی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن ۱۹۶۹ء ص ۴۰

۲۔ آغا شورش کشمیری، مرزا نیل، لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۱۶

پورانوس لیا اور اپنی برہمی کا اظہار کیا۔ برطانیہ کی صیہونی یہودی تنظیموں کی آواز ہفت روزہ جیوش کور لندن نے ۹ اگست ۱۹۶۷ء کے شمارے میں سابق وزیر اعظم اسرائیل بن گوریان کی سوہن یونیورسٹی پیرس میں کی گئی عرب اسرائیل جنگ ۱۹۶۷ء کے موضوع پر ایک تقریر نقل کی جس میں صیہونی رہنما نے پاکستان کے اسرائیل کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

عالمی صیہونی تحریک کو چاہئے کہ اپنے خلاف پاکستانی خطروں سے غافل نہ ہو۔ بلکہ اب پاکستان اس سب سے پہلا نشانہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ عقائد اسلام پر یعنی یہ حکومت ہمارے وجود کے لئے بہت خطرہ ہے۔ تمام پاکستانی باشندے یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں اور عربوں سے محبت و بہادر رکھتے ہیں۔ عربوں کے لئے پاکستان کی یہ محبت و بہادری اسرائیل کے حق میں خود عربوں سے زیادہ خطر ہے اس لئے عالمی صیہونیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرے۔ بن گوریان نے آگے کہا کہ چونکہ ہندوستان کے ہندوؤں میں دلوں میں پاکستان سے نفرت ہے۔ اس لئے اس کو بہترین اڈہ بنایا جائے۔

امریکی یہودی پروفیسر ہرن (Hertz) جو فوجی امور کا ماہر ہے اپنی کتاب

”قطر العسکر فی الشرق الاوسط“ کے صفحہ ۲۱۵ پر پاکستانیوں کے خلاف زیر اگلتے ہوئے لکھتا ہے: ”پاکستانی فوج کے قلوب رسول عربی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ جذبہ ہے جو پاکستان اور عربوں کے درمیان بندھنوں کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ جذبہ عالمی صیہونیت کے لئے ایک خطرہ عظیم ہے اور اسرائیل کی توسیع کے راستہ میں ایک زبردست رکاوٹ ہے۔ اس لئے یہودیوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اس جذبہ محبت کے تمام وسیلوں کو کمزور کر دیں۔ اور وہ تب ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔“

قادیانی مشن کے ذریعہ صیہونی یہ دونوں مقاصد حاصل کر سکتے تھے۔ ان مذہب غلام کی تجلیل کے لئے اسرائیل کی صیہونی ریاست نے قادیانی مشن کی زبردست پشت پناہی کی یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کے بعد انتہائی ظالمانہ طریقوں سے یہودیوں نے فلسطینی عربوں کو ان کی سر زمین سے باہر نکالا سینکڑوں شہید کر دیئے گئے۔

ہزاروں بے گھر ہوئے ان کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ ختم المرسلین کے نام لیا کرتے لیکن قادیانی مشن نے دن بدن ترقی کی۔ ظاہر ہے کہ یہودی اپنی تمام عصبیتوں کے تحت اسرائیل میں جمع ہیں۔ وہ اپنی نام نہاد نظریاتی ریاست میں کسی ایسے مذہبی یا سیاسی گروہ کو پھیلنے پھولنے کی اجازت دے سکتے ہیں جو اسلامی نظریات کا پرچار کرے اور ان کی ملی بقا کے لئے خطرہ کا موجب بنے۔ عیسائی مشنریوں نے بہت سے مواقع پر مطالبہ کیا کہ اسرائیلی انہیں تبلیغ کی اجازت نہیں دینے لیکن قادیانی مشن بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔

۱۹۶۷ء کی جنگ کے تصورِ اعراء بعد قادیانی خلیفہ ناصر احمد یورپ کے دورے پر روانہ ہوئے۔ سر فطرس لٹنڈن میں موجود تھے۔ اس وقت

مرزا ناصر کا دورہ یورپ

کے پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد، بھی سرکاری دوزے پر لندن پہنچ گئے۔ لندن میں سامراجی اور سیمونی نمائندوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے عرب ریاستوں میں سازشیں پروان چڑھانے اور افریقہ میں اسرائیلی لابی تیار کرنے کا جامع منصوبہ مرتب کیا گیا۔ افریقہ میں قادیانی عزائم کا مختصر ذکر کیا جا چکا ہے اور برطانوی نوآبادیات میں ان کی سرگرمیوں پر اجمالی گفت گو ہو چکی ہے۔ عرب اسرائیل جنگ

افریقہ میں صیہونی لابی

۱۹۶۷ء سے بہت پہلے قادیانیوں نے افریقہ میں مضبوط تبلیغی مرکز قائم کر رکھے تھے۔ جن سے سامراجی اور صیہونیت کے سیاسی پروگرام کی تکمیل کا کام لیا جاتا تھا۔ جنگ کے بعد ان کی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ اسرائیل نے اس پر اعظم میں اثر و نفوذ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ قادیانی افریقی ممالک میں پاکستان کو قادیانی مرکز اور قادیانی سٹیٹ کے طور پر پیش کرتے رہے۔ انہوں نے سامراجی مفادات کے تحفظ کے لئے عیسائی مشنریوں کے ساتھ مل کر کئی تحریکات چلائیں۔ نائیجیریا کے مرحوم وزیر اعظم ابو بکر تافا ابلجوا اور احمدو ببلوشہ سید کے خلاف ایسی مذموم تحریکات چلائی گئیں۔ پیرس کے غیر جانبدار جریدے لی موند

۱۱۹ روزنامہ مارٹنگ نیوز کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء آغا شورش کاشمیری، مرناٹیل، لاہور۔ ۱۱۹

۱۲۰ القارة الافریقہ بین التخلفات الاستعماریة والوجهة التحریری، دکتور سعید خوردن کراچی پریس ۱۹۶۸ء ص ۱۱۳ تا

اور جانے افریق سے بھی اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ قادیانیوں نے برطانوی حکومت کے ساتھ مل کر ان دو عظیم مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا اور لائبریا میں حبیب محمد ابو بکر تغاوا اور الحاج بلو کی شہادت پر سرکاری طور پر گھی کے چراغ جلانے گئے تو لائبریا کے عیسائی مشنری ادارے تو خاموش رہے لیکن وہاں پر قادیانیوں اور ہائیٹوں کے مراکز نے اس خوشی میں لائبریا کی اسرائیل نواز حکومت کو پروا ساٹھا دیا۔

عرب اسرائیل جنگ کے بعد سر ظفر اللہ نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا۔ اخبار مشرق لاہور نے اسے پی اور رائٹر کے حوالے سے یہ خبر دی۔

پریٹوریا۔ ۳ نومبر۔ (ا۔ پ۔ پ۔ رائٹر) عالمی عدالت کے جج سر محمد اللہ جنوبی افریقہ کے مختصر دورے آج جب کیپ ٹاؤن پہنچے تو یہاں کے ۳۵ ہزار مسلمانوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا۔ سر ظفر اللہ کے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ گزشتہ دنوں مقامی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا۔ مقامی مسلمانوں نے جو سر ظفر اللہ کے احمدیہ فرقہ کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اس بات پر بھی نفرت کا اظہار کیا ہے کہ ظفر اللہ نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا حالانکہ پاکستان نے آج تک اس ملک سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے ہیں۔ وہ (پاکستان) جنوبی افریقہ کے بائیکاٹ کے فیصلے میں ابتلا ہی سے شامل ہے۔ سر ظفر اللہ کیپ ٹاؤن پہنچے تو مسلمانوں نے اپنے فیصلے کے مطابق ان کا بائیکاٹ کیا۔ سر ظفر اللہ یہاں جس ہوٹل ٹھہرے وہ صرف گورے لوگوں کے لئے مخصوص ہے انہوں نے آج جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کے چیف جج سر کلٹائن کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا جس میں کہا کہ جنوبی افریقہ کی حکومت نے ان کے ساتھ دوستانہ سلوک کیا ہے وہ اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور وہ پاک تار اور جنوبی افریقہ کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر کوشش کریں گے۔ ظفر اللہ خان اس سے قبل جوہانسبرگ قیام کر چکے ہیں جہاں شہر کے گورے میئر نے ان کے اعزاز میں دی ہتھی کیپ ٹاؤن میں احمدیہ فرقہ کے ایک سرکردہ رہنما شیخ ابو بکر بخاری نے ظفر اللہ خان کے اعزاز

۱۰. اتارۃ الافریقہ بین التغلفات الاستعماریہ والوجہۃ التحریری، دکتور سعید خودی، کراچی پریس ۱۹۶۰ء

۱۱. اتارۃ افریقہ، لاہور، ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء

میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں ممتاز گورے شہریوں کے علاوہ بعض سپاہ فام باشندوں کو بھی مدعو کیا گیا۔

جنوبی افریقہ آج بھی استعمار کا ایک اڈہ ہے۔ پاکستان نے اس کی نسل پرست سرکار کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ ہی تعلقات پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جنوبی افریقہ کی موجودہ دو سٹر حکومت کے اسرائیل سے گہرے تعلقات ہیں۔ کئی سالوں سے قادیانیوں کا ایک مضبوط مشن جنوبی افریقہ میں موجود ہے۔ اس کی ترقی میں قادیانی مبلغ ایم۔ جی۔ ابراہیم نے اہم خدمات انجام دیں انہوں نے اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے تعلقات کے فروغ کے لئے بڑا کام کیا۔

اپریل ۱۹۷۰ء میں خلیفہ ناصر احمد نے گھانا۔ نائیجیریا اور دوسرے افریقی ممالک کا دورہ کیا۔ اس دورے کے بعد لندن پہنچ کر نصرت جہاں فنڈ کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ کی اپیل پر فوراً ۲۸ ہزار پونڈ کی ادائیگی کے وعدے ہو گئے۔ اور تین چار ہزار پونڈ جمع ہو گئے۔

افریقہ میں قادیانیوں اور اسرائیلیوں کے مفادات مشترک ہیں وہ اس علاقے میں سامراجی طاقتوں کے نوآبادیاتی عزائم کو پورا کرنے کے لئے سیاسی اور معاشی تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان طاقتوں کے جانشین بن کر افریقہ کی انقلابی تحریکات اور افریقی عوام کی سامراج دشمن جدوجہد کو ناکام بنا سکیں۔ قادیانیوں کی پوسٹوڈرگوشش ہے کہ اس علاقے کو مشرق وسطیٰ سے الگ کر کے اپنے حلقہ اثر میں لایا جائے اور اسے استعماری اڈہ بنا کر عرب ممالک کی سالمیت اور بقا کے خلاف سازشیں کی جائیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کو افریقی اتحاد کے باعث سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی لئے آج کل وہ اس علاقے میں اثر و نفوذ کے لئے پہلے سے زیادہ کوشاں ہیں۔ اسرائیل کی بعض کثیر الاقوام (Multinational)

کمپنیاں قادیانی مشنوں کی مانی سرپرستی کر رہی ہیں اور قادیانی عناصر کو فوج میں بھرتی کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مستقبل میں اقتدار پر قبضہ کرنے کی راہ ہموار کی جائے اور ان ممالک میں باہمی کشیدگی برقرار رکھی جاسکے۔

تل ابیب کے اجیٹ

ایوب خان مرحوم کے خلاف عوامی تحریک کے دوران اسرائیل کے صیہونیوں کے
ایماں پر قادیانی پاکستانی سیاست میں مداخلت کرتے رہے۔ لاہوری مرزا

این۔ اے۔ فاروقی اور ایم ایم احمد سامراج کے مہرے اور تل ابیب کے آلہ کار تھے۔ مولانا فرید احمد
اپنی کتاب "سورج بادلوں کی اوٹ میں" میں تحریر فرماتے ہیں کہ موٹر عالم اسلامی کے (سکرٹری جنرل) جناب
عنایت اللہ نے انہیں کراچی میں بتایا کہ پیپور جی ایم ایم احمد کی معرفت اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ انہوں
تل ابیب سے ہدایات ملتی ہیں۔ قادیانیوں اور یہودیوں کی ساز باز اتنی عیاں ہے کہ نظر انداز نہیں کی جا سکتی
مولانا مرحوم مزید لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک دوست کو سازشوں کے ایک بین الاقوامی گروہ
بارے میں معلومات مہیا کیں اور قادیانیوں کے رول سے آگاہ کیا۔ یہی کے مارشل لا سے تین روز قبل
مارچ ۱۹۶۹ء کو مشرقی پاکستان میں علماء کے ایک اجتماع سے آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان
عالمی سیاست میں ایک منفرد کردار ہے اور اس کے خلاف بین الاقوامی صیہونی سازش جاری ہے کیونکہ
اسرائیل کے خلاف جنگ کی پشت پناہی کرتا ہے اور سرکاری محکموں میں قادیانیوں کے روپ میں اس کے اجیٹ
موجود ہیں۔

یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن

کا آلہ کار

بین الاقوامی سطح پر سیر اللہ نے اپنے سامراجی صیہونی آقاؤں
کی خوشنودی کو ملحوظ رکھا تو پاکستان میں اس مشن کی تکمیل میں
ایم ایم احمد، پسر مرزا بشیر احمد ایم اے پیش پیش رہے انہوں

پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی کو یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن کی وساطت سے اس نہج پر ڈھالا کہ مشرق
اور مغربی پاکستان کا معاشی فرق زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا گیا۔ آپ منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین
یہودی ادارے کے معاشی مشیروں اور ایم ایم احمد کی گارڈھی جھپتی تھی۔ کیونکہ گندہم جنس باہم جنس پرواز
کے مصداق یہ ایک ہی ہٹی کے پتے تھے۔

یہی خان کے دور میں ایم ایم احمد پاکستانی سیاست میں مداخلت کرتے رہے ان کے شرمناک کردار کو کئی منقذ

۱۔ مولانا فرید احمد، ڈی سن بی ہائیڈر کلاوڈز، ڈھاکہ ۱۹۶۰ء

۲۔ ایضاً
۳۔ ایضاً
۴۔ ہفت روزہ آؤٹ لاک کراچی، ۲۲ جولائی ۱۹۶۲ء

سیاسی زعماء نے بے نقاب کیا خاص طور پر مارچ ۱۹۷۱ء میں ڈھاکہ میں مذاکرات کے موقع پر ان کی خفیہ چالیں اور مکروہ عزائم کھل کر سامنے آ گئے جس کے نتیجے میں ملک کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مذاکرات کے موقع پر اخبار جنگ کراچی نے سیاسی مبصرین کے ایم ایم احمد کے بارے میں تاثرات کو نقل کرتے ہوئے لکھا:-

صدر کے اقتصادی مشیر ایم ایم احمد جو سیاسی بحران سے متعلق ہونے والی بات چیت کے موقع پر آج کل ڈھاکہ میں ہیں ان کی یہاں موجودگی سے انتہائی ذمہ دار سیاسی حلقوں میں شکوک کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہاں کے سیاسی اور دوسرے حلقوں میں مسٹر ایم ایم احمد کو ایوب حکومت کے دور سے پہلے مرکزی اقتصادی امور کے سیکریٹری اور ایوب حکومت کے دور میں منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کی اقتصادی محرومی کا ذمہ دار اور سیاسی سازشوں کا معمار سمجھا جاتا ہے۔ ایوب خاں کے زوال کے بعد انہیں یہاں کے عوامی مطالبہ پر منصوبہ بندی کمیشن سے ہٹا دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد زیادہ طاقت و یعنی صدر کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے دوبارہ مسلط کر دیا گیا۔ اس مقرر کی یہاں ڈھاکہ، مذمت بھی کی گئی تھی۔ پھر حزب انہیں مشرقی پاکستان میں طوفان زدہ افراد کی آباد کاری کی رابطہ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا تو بھی شدید رد عمل کا اظہار کیا گیا۔ اب یہاں کے سیاسی بحران کے حل کے لئے ہونے والے مذاکرات کے موقع پر ان کی موجودگی کو باعثی قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ مسٹر ایم ایم احمد کو میٹر و پولیٹن سیاسی گروپ کا سب سے طاقت ور رپورٹنگ کریم توجمان تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسی گروپ کو ملک کے بحران کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔

مشرقی پاکستان کا المیہ | پاکستان کے تمام مقتدر سیاسی رہنما الزام لگا چکے ہیں کہ اسرائیل اور سی آئی اے نے قادیانیوں کی معرفت ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مداخلت کی ہے۔ ایسے ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانیوں کے رول کے بارے میں منجملہ اور شوانڈ کے سر ظفر امجد کے خط کو پیش کیا جاتا ہے جو انہوں نے ۸ مارچ ۱۹۷۱ء کو اپنے ایک دوست کے نام لکھا جو بقول ان کے مغربی پاکستان کی ایک اہم سیاسی شخصیت کے بہت قریب تھا۔ انہوں نے ان کا نام ظاہر نہیں کیا۔ خط

کالپ لباب یہ ہے۔ کہ اب مشرقی اور مغربی پاکستان کے ایک رہنے کا کوئی امکان نہیں رہا ہے۔ ان کو متحد رکھنے کی کوشش کرنا لا حاصل ہے۔ لہذا اب خوش دلی کے ساتھ علیحدگی کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ وہ وقت تھا جب سیاسی جماعتیں اس امر کے لئے کوشاں تھیں کہ اس مسئلہ کا کوئی سیاسی حل نکل آئے تاکہ پاکستان کی وحدت قائم رہے چاہے اختیارات کی تقسیم میں کمی بیشی ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے خط میں سرفکر اللہ لکھتے ہیں کہ اب ہمساکہ بالمعروف (اچھی طرح سے بل کر رہنا)۔ قرآن نے یہ اصطلاح مباح مباح بیوی کے تعلقات کے لئے استعمال کی ہے (ممکن نہیں رہا ہے)۔ تشریح بالا احسان (نیک دلی کے ساتھ علیحدگی) کا راستہ رہ گیا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مظلمہ نے سرفکر اللہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اسمبلی میں سوال اٹھایا جسے مسترد کر دیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں اسرائیل اور بھارت کی دلچسپیاں اتنی واضح تھیں کہ مشہور ماہنامہ "الحق" کے مدیر محترم نے سقوط مشرقی پاکستان سے تین ماہ قبل ایک شذرہ میں کھلے خدشات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"ایک اطلاع کے مطابق بھارت کے قادیانیوں نے نام نہاد بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی تمام پالیسیوں کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں "قادیان" کے مقام پر احمدیہ فرقہ کے ایک اجلاس میں بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی پالیسی کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔ اور بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بنگلہ دیش تسلیم کرے۔ اجلاس نے اپنے فرقہ کے تمام افراد کو ہدایت کی کہ وہ بنگلہ دیش کی تحریک میں ہر ممکن تعاون کریں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس تعاون کی اپیل صرف بھارتی قادیانیوں سے کی گئی ہے یا دنیا بھر کے قادیانیوں سے مگر "قادیان" جیسے مرکز کی "تقدیس" دنیا بھر کے قادیانیوں کے لئے نظر انداز کرنی مشکل ہے۔ ہم اس خبر پر اپنی طرف سے کیا حاشیہ آرائی کر سکتے ہیں ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اور اس کے ساتھ سعودی عرب کے مؤقر جریڈہ "البلاد" ۱۷ ستمبر کی یہ اطلاع بھی پڑھئے جو ایڈیٹر نے پر جوش ایمانی جذبہ میں ڈوب کر اپنے ایڈیٹوریل میں دی ہے۔ کہ محمود قاسم نامی مجیب الرحمن کے کسی نام نہاد

۱۵ نضر السرخان، دی ایگنی آف پاکستان، آکسفورڈ، ۱۹۶۴ء ص ۱۵۳

۱۶ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، مؤثر المصنفین، اکوڑہ خشک ص ۲۲۵

ساتھی نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ اسرائیل نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور باقاعدہ وفد کے ساتھ دوبارہ اپنے
ہاں آنے کی دعوت دی۔ پورے جوش و خروش سے بنگلہ دیش کے موقع کو سراہا اور بیت المقدس میں
اس کے لئے پریس کانفرنس کا انتظام کرایا گیا۔ اسرائیل۔ بھارت۔ اور اس کے ساتھ قادیانیت
کیا ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تو نہیں ہیں۔ قادیانیت اسرائیل کو اپنا سرپرست بھی سمجھ رہی ہے قادیانیت
بنگلہ دیش کے لئے امداد کی اپیل بھی کر رہی ہے۔ اور قادیانیت پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کی واحد علمبردار
بھی بنی ہوئی ہے۔ باللہجب۔ کیا تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف ایسی دھاندلی کی کوئی اور مثال بھی مل سکتی
ہے؟

عرب عوام کی کنولیشن

پاکستان کو دو لخت کرنے اور بین الاقوامی سازش میں اہم مہرے کے طور
پر کام کرنے کے بعد سحر یک ختم نبوت ۱۹۷۲ء تک قادیانیوں نے

بھٹو حکومت سے گٹھ جوڑ کر کے جو مفادات حاصل کئے اور جن جن زاویوں سے سامراجی طاقتوں کے لئے
کام کیا اس خوشچکاں داستان کو تفصیلاً بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہم اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔
اور دور حاضر کے عرب مفکرین کے قادیانیت کے متعلق خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ عرب
ریاستوں میں قادیانیوں کو اچھی طرح سے پہچانا جانے لگا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ مزارنی اپنے
تئیں مسلمان ظاہر کر کے پاکستانی ہونے کی آڑ میں استعماری فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسرائیل۔ سامراج اور
نسل پرست حکومتوں نے ان کو اسلامی ممالک میں جاسوسی کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور ان کا پشتینی شیوہ
رہا ہے۔

۱) فاضل محقق محمد منیر القادری، رسالہ القادریۃ دمشق میں رقم فرماتے ہیں:-

”جب قادیانیوں نے عرب ممالک میں اپنی تبلیغ کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس بات پر بحث کی کہ کون سا
شہر اور ملک ایسا ہو سکتا ہے جو ان کے مقاصد کے لئے بہترین ہو۔ کافی بحث و تجسس کے بعد ان کو
حیفہ سے بہتر کوئی شہر اس مقصد کے لئے نہ مل سکا۔ اور اس پسندیدگی اور چناؤ کی محسوس وجہ انگریزی
حکومت کی عمل داری تھی جس کے زیر سایہ وہ اپنے لئے بہترین جگہ امن و استقرار حاصل کر سکتے تھے

اور اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لا سکتے تھے۔

اتر کارا انہوں نے حیفہ میں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا جہاں سے وہ عرب ممالک میں اپنی دعوت اور اثر و رسوخ پھیلاتے رہے۔ انگریزی حکومت کے انخلاء کے بعد انہوں نے فوراً اسرائیلی حکومت سے اپنی وفاداری ظاہر کر کے پوری پوری تندرہی سے اپنا کام جاری رکھا۔ اور تا حال ان کا تبلیغی مرکز حیفہ میں موجود ہے۔ جہاں سے وہ براستہ فلسطین عرب ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔

(ii) رابطہ اسلامی کے جنرل سکرٹری جہاد صلیح القذافی نے جون ۱۹۷۳ء میں دنیا کی تمام اسلامی حکومتوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے ملکوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور مسلمان ملکوں میں اس گمراہ فرقہ کو اپنا اثر پھیلانے کی اجازت نہ دیں۔ ان کا یہ بیان رابطہ کے ترجمان اخبار العالم الاسلامی کی ۱۱ جون ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اخبار نے اپنے ادارتی کالم میں لکھا کہ اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ قادیانی پاکستان کے اتحاد و سالمیت کو پارہ پارہ کرنے میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ پاکستان کا اتحاد اور اس کی سالمیت ان کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

(iii) مکہ معظمہ کے ایک بااثر روزنامہ السنۃ نے قادیانیوں کے بارے میں سعودی اور دیگر اسلامی ممالک کے ممتاز اور مقتدر علماء کا ایک مشترکہ بیان شائع کیا جس میں ان علماء نے قادیانیت اور یہودیت کے درمیان خفیہ رابطہ کا انکشاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس رابطے کی بنیاد پراسرائیل میں قادیانیوں کا ایک بہت بڑا مرکز کام کر رہا ہے۔ مشترکہ بیان میں مزید کہا گیا کہ برطانوی استعمار نے مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پیدا کرنے کی غرض سے قادیانیت کو جنم دیا تھا۔ اسرائیل کے زیر قبضہ مصری، شامی اور اردنی علاقوں میں بھی قادیانیوں کے مراکز قائم ہیں۔ وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے حال ہی میں ایک مرکز افریقہ میں منتقل کیا ہے۔ ان علماء نے اسلامی حکومتوں کے سربراہوں اور جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں۔ اور اپنے ممالک میں اس گمراہ فرقے کو کام کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس بیان پر نائیجیریا کے شیخ اسید امین کنتی، شیخ حسن المشاط، شیخ محمد نور سیف، شیخ حسنین المخلوف سابق مفتی مسر، شیخ ابو بکر جرمی، سعودی

عرب کے ایشیخ محمد علوی الماکی - ایشیخ اسحاق عیسیٰ بن - ایشیخ محمد ندیم اطرزی اور ایشیخ عبدالعزیز بن سعد وغیرہ شامل ہیں۔

(iv) روزنامہ البسلاخ، طرابلس (لیبیا) نے ۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء کو اپنے وقائع نگار کے حوالے سے تحریر کیا کہ قادیانی امت افریقہ میں ہمسائی ریاستوں کی پناہ لے کر اسلامی ریاستوں کے خلاف جاسوسی اور مخبری کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

مسلم اکابرین اس حقیقت کو جان چکے ہیں کہ اسرائیل کی تاسیس میں قادیانیوں کا معتد بہ حصہ ہے اور یہ تھرک ایک اور صیہونیت ایک ہی ٹہنی کے پتے ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن یہودیوں کو قادیانی بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسے ایسے اڈے کی حیثیت حاصل ہے جہاں سے اسرائیل کے لئے مسلمان ملکوں کے خلاف جاسوسی کی جاتی ہے اور جو عرب مسلمان اسرائیل میں موجود ہیں ان کے حوصلے پست کئے جاتے ہیں تاکہ اسرائیل کے خلاف ان کی قوت مزاحمت سرد پڑ جائے۔ قادیانی رضا کار عرب مجاہدین کی سیاسی اور گوریلا سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اسرائیلی فوج میں ملازمت کا حق حاصل ہے۔ لیکن عربوں کو قطعاً نہیں ہے۔ اس امر کا انکشاف لوویل یونیورسٹی امریکہ کے شعبہ سیاسیات کے چیرمین آئی ڈی ٹوٹانی نے اپنی تصنیف "اسرائیل - اے پروفل" ص ۷۵ پر مقدس سرزمین میں مذہب کے زیر عنوان کیا ہے۔ یہ کتاب پال مال لندن سے شائع ہوئی ہے۔ قادیانی فریب کاروں نے پہلے تو اس کتاب کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ لیکن جب ثبوت بہم پہنچائے گئے تو انہیں خاموشی اختیار کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ یہ حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ اسرائیل نے قادیانیوں کی وساطت سے عرب گوریلا اور چھاپہ باز تنظیموں کے خلاف کارروائیاں کیں۔ تنظیم آزادی فلسطین (PLO)، فلسطین تھرک مزاحمت (PRM)، الفتح، پاپولر فرنٹ (PF) اور چھاپہ باز تنظیم اے ایل الفین میں قادیانی اثر و رسوخ حاصل کر کے ان کو داخلی طور پر سبوتاژ کرتے ہیں اور اسرائیل کے خصوصی آلہ کاروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔

۱۰ بحوالہ چٹان لاہور - ۶ جولائی ۱۹۷۳ء ۱۰ بحوالہ چٹان لاہور - ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ء

۱۱ ہفت روزہ طاہر لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء

۱۲ ۵۵ نامہ الحق اکوڑہ خشک نومبر، دسمبر ۱۹۷۳ء ص ۲۶

تحریک ختم نبوت

۱۹۶۲ء

۱۹۶۰ء کے عام انتخابات میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر کے ان کی مالی اور افرادی مدد کی۔ انہوں نے اس پارٹی کو تمام قادیانیوں کے ووٹ دلوائے۔ اور اپنے متعدد امیدوار بھی کامیاب کر لئے۔

اس گٹھ جوڑ کے زعم میں کئی قادیانی حکومت کے خواب دیکھنے لگے۔ ۱۹۶۳ء میں پاکستان ایئر فورس کے قادیانی سربراہ ظفر چوہدری نے دورون خانہ سازش کی اور بعض اعلیٰ افسران کو جیوان کی راہ میں مزاحمت سے ریٹائر کر دیا۔ ان سینئر افسران نے حکومت کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں ظفر چوہدری مستعفی ہو گئے۔ واضح رہے کہ نیٹوی سازش کیس (۱۹۵۱ء) میں میجر جنرل نذیر احمد (سر ظفر اللہ کے نولف) اور دیگر قادیانی افسروں نے سوئٹسلسٹوں سے مل کر بزور حکومت پر قبضہ کرنے کی سازش کی تھی جو ناکام ہوئی۔

مئی ۱۹۶۲ء میں قادیانیوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے ربوہ میں نشتر کالج ملتان کے طلباء پر بیزولانہ حملہ کیا۔ اور عوام کے غیظ و غضب کو دعوت دی۔ اس سے قبل ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کر لی تھی اور ملک کے طول و عرض میں مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ پاکستان میں بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ واقعہ ربوہ کے بعد ایک زبردست عوامی تحریک چلائی گئی اور اس دیرینہ مطالبہ کو دہرایا گیا کہ قادیانیوں کو ملت اسلامیہ سے الگ کیا جائے۔ تحریک کے دوران ۵ جون ۱۹۶۲ء کو سر ظفر اللہ نے لندن میں ایک پریس کانفرنس بلوائی اس میں انہوں نے بین الاقوامی پریس کو نہ صرف غلط معلومات مہیا کیں بلکہ یہ بھی کہا کہ امریکہ میں احمدی جماعت امریکی وزارت خارجہ سے برابر رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ انگلستان کے احمدی بھی برطانوی دفتر خارجہ سے تعلق پیدا کریں اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کی توجیہ بھی اس جانب مبذول کرائیں تاکہ برطانوی حکومت بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔

صیہونی پریس نے قادیانیوں کی اعانت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ حکومت اسرائیل نے قادیانی مبلغ جلال الدین قر کو یقین دلایا کہ اسرائیل کے حلیف ان کی ہر طرح پر مدد کریں گے۔ اور ان کے حق میں آواز اٹھائیں گے۔ برطانوی

۱۰ روزنامہ ندائے ملت لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء ۱۱ اخبار جہسارت کراچی ۲۲ جون ۱۹۶۲ء

۱۲ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جون ۱۹۶۲ء

پارلیمنٹ کے بعض یہودی اراکین نے بھی قادیانیوں کے حق میں بیانات دئے۔ قادیانی مشن لندن نے اس تحریک کے دوران عالمی پولیس کے رد عمل کو کتابی صورت میں مدون کیا۔ اس میں پرو جیوش دیہود نواز پریس کے تبصرے مطالعے کے لائق ہیں۔

مسلمانوں کی بے پناہ استقامت اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں آخر کار ۲۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ گو اس ضمن میں ابھی بعض اہم امور حل طلب ہیں پھر بھی یہ ایک عظیم کام تھا۔ عرب ممالک نے اس موقع پر قابل قدر اسلامی اخوت کا مظاہرہ کیا۔

تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیوں نے یورپ، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں پاکستان کو بدنام کرنے کی زبردست تحریک چلائی۔ پاکستان میں یہ لوگ انڈر گراؤنڈ چلے گئے تاکہ عوام کے احتساب سے اپنی جان چھڑا سکیں لیکن دیون

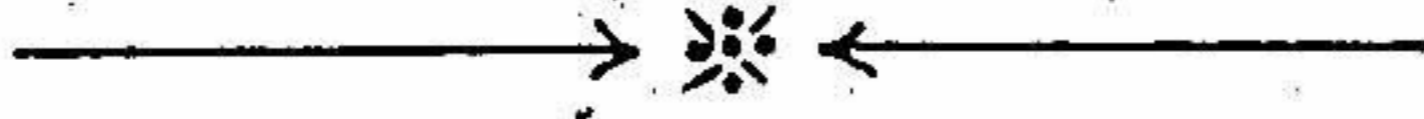
اسرائیلی گروپ سے
رابطہ ضبط

خانہ ان کی سازشیں جاری رہیں۔

جولائی ۱۹۷۶ء میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور مغربی جرمنی کے سات یہودیوں کا ایک گروپ پاکستان میں سیاحوں کے بھیس میں وارد ہوا۔ انہوں نے پہلے ایک مقامی ہوٹل میں قیام کیا پھر راولپنڈی کے ایک علاقے ڈھوک پراچہ نزد سٹلائٹ ٹاؤن میں اپنا مرکز قائم کیا اور اپنی تنظیم چلڈرن آف گاڈ، یعنی بنی اسرائیل کا پرچار کرنے لگے۔ انہوں نے جدید یہودیت کا پرچار شروع کیا۔ صبح کے وقت یہ نام نہاد مبلغ شہر میں ٹولیوں کی صورت میں گھومتے اور لوگوں میں میل جول پیدا کرتے۔ عوام نے جب مقامی قادیانی جماعت کے مربی دین محمد شاہ اور کئی دوسرے قادیانیوں کو شہر کے مختلف مقامات میں ان کے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا تو وہ چونکے ہوئے اور اس امر کی اطلاع مقتدر علماء، حزب اختلاف کے رہنماؤں اور پیپلز پارٹی کے بعض افراد کو بہم پہنچائی گئی۔ مولانا محمد یوسف بنوری کو فون پر قادیانی، یہودی رابطہ ضبط سے آگاہ کیا گیا۔ اور بعض رسائل اور اخبارات کے نمایندوں کو اس گٹھ جوڑ کی ٹوہ لگانے پر مامور کیا گیا۔

آخر کار وفاقی حکومت نے چھان بین کرنے کے بعد ۲۷ اگست ۱۹۷۶ء کو چلڈرن آف گاڈ، نامی اس

یہودی تنظیم کو خلاف قانون قرار دیا اور اعلان کیا کہ اسے اسرائیل کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اس تنظیم کے تین ارکان امریکی یہودیوں رونالڈ کٹیلر، کارول کٹیلر اور سسر ڈونا۔ دو برطانوی یہودی مسٹر رابرٹ غلوگڈ اور مسٹر لیبلی فورڈر۔ مغربی جرمنی کے مسٹر پوٹر ساسی اور فرانس کی مس سبیکہ کو بلیک لسٹ قرار دیا کہ انہیں پاکستان سے نکال دیا گیا۔



قادیان سے اسرائیل تک

برطانوی اور صیہونی سامراج اور قادیانیوں کے باہمی گہرے روابط و تعلقات
اسلام دشمنی کی مشترکہ سرگرمیوں اور شرمناک سیاسی کردار کا
اس صدی کا سب سے مستند واضح اور تحقیقی جائزہ

بسعی و اہتمام

مولانا سید الحق

مدیر ماہنامہ "الحق"

مؤتمِر المصنّفين

دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک (پشاور)